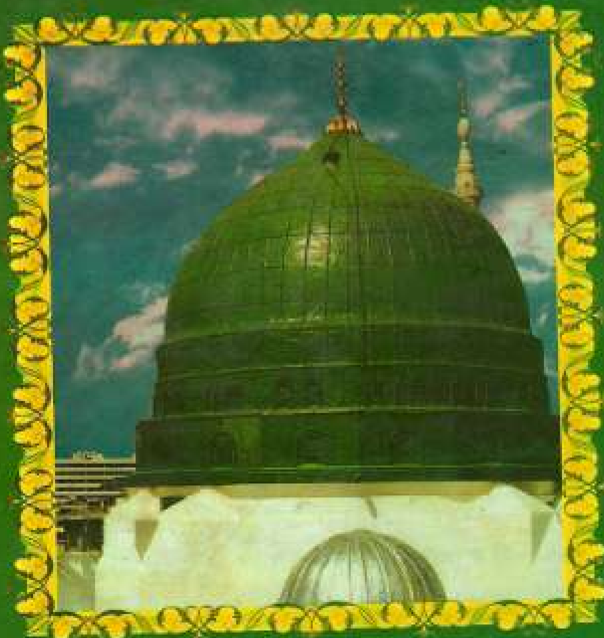
فیضان سنت اور علمائے اہلسنت پر اعتراضات کا علمی و تحقیقی جائزہ



میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوتِ اسلامی

مسلم کتابوی لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ
وعلیٰ اٰلک واصحابک یاحبیب اللہ

نام کتاب	————	میٹھی میٹھی سُنتیں اور دعوتِ اسلامی
مؤلف	————	ابوکلیم محمد صدیق
اشاعت	————	باراول
سن اشاعت	————	جمادی الآخر ۱۴۲۰ھ، اکتوبر ۱۹۹۹ء
صفحات	————	۲۷۲
طابع	————	اشتیاق احمد مشتاق پرنٹرز۔ لاہور
ناشر	————	مسلم کتابوی لاہور
قیمت	————	۶۶ روپے

ملنے کے پتے

مسلم کتابوی دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور فون نمبر: 7225605

نعمان اکادمی ، ہسپتال روڈ جہانیاں منڈی خانیوال

سُنی کتب خانہ ، دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

مکتبہ غوثیہ نزد پولیس چوکی سبزی منڈی ، فیضان مدینہ ، کراچی نمبر 5

گنبد خضرا پبلی کیشنز 10- دربار مارکیٹ لاہور۔

انتساب

امیر دعوتِ اسلامی

حضرت مولانا محمد الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ

کے نام

جو شب و روز دین اسلام کی ترویج واشاعت

اور احیاء سنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوشاں ہیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ابوکلیم محمد صدیق

نصرت الحق پیش کش:
Nusratulhaq@Yahoo.com
احمد رضا قادری رضوی سلطانپوری
طالب دعا:-

بفیضانِ کرم



شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا

مفتی محمد اشفاق احمد رضوی مدظلہٗ

مہتمم مدرسہ غوثیہ جامع العلوم خانیوال



حرفِ اوّل

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

○ — علامہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:-

حضرت مجدد کے زمانے سے ۱۲۴۰ھ تک ہندوستان کے مسلمان دو فرقوں میں بٹے رہے ایک اہل سنت وجماعت، دوسرے شیعہ۔ اب مولانا اسماعیل دہلوی کا ظہور ہوا۔ وہ شاہ ولی اللہ کے پوتے اور شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالعزیز اور شاہ عبدالقادر کے بھتیجے تھے، ان کا میلان محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف ہوا اور نجدی کا رسالہ "ردالاشراک" ان کی نظر سے گزرا اور انھوں نے "تقویۃ الایمان" لکھی۔ اس کتاب سے مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا۔ کوئی غیر مقلد ہوا، کوئی وہابی بنا کوئی اہل حدیث کہلایا، کسی نے اپنے آپ کو سلفی کہا۔ ائمہ مجتہدین کی جو منزلت اور احترام دل میں تھا وہ ختم ہوا۔ معمولی نوشت وخواند کے افراد امام بننے لگے اور افسوس اس بات کا ہے کہ توحید کی حفاظت کے نام پر بارگاہِ نبوۃ کی تعظیم واحترام میں تقصیرات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ یہ ساری قباحتیں ماہِ ربیع الآخر ۱۲۴۰ھ کے بعد سے ظاہر ہوئی شروع ہوئی ہیں۔ الخ[1]

○ — محقق لاہوری سید قلندر علی شاہ سہروردی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:-

ایک مسلمان کے لیے عقائد کا معاملہ جس قدر اہم ہے اس قدر فی زمانہ اسکی طرف سے عام تعلیم یافتہ طبقے کو ذہول ہو رہا ہے۔ اور "ضرورت تقلید" فضولیات میں شمار کی جاتی ہے۔ حالانکہ اسلامی دنیا میں ابتداء سے لے کر گیارہویں صدی ہجری تک کتب تاریخ سے کسی ایسے محدث، مفسر

---

[1] مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۱۰ طبع لاہور 1984ء / ۱۴۰۴ھ

اور فقیہ کا پتہ نہیں چلتا جو "غیر مقلد" ہو۔ اس عدم تقلید کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں اباحت ہوائے نفس کا دروازہ کھل گیا۔ اور جس نے جو چاہا کہہ دیا۔ چنانچہ اسی بے راہ روی اور بداعمالی و بدلگامی کا یہ نتیجہ ہوا کہ عقائد صحیح اسلامیہ کا جو حضرات اکابر، آئمہ قرون ثلاثہ کا شعار تھا، تمام تار و پود بکھر گیا۔ قاعدہ ہے کہ جب عقائد باطلہ یا واہیہ عمل میں جاگزیں ہو جائیں تو بزرگان سلف کی نسبت سوء ظنی ہو کر دریدہ دہنی تک نوبت پہنچ جاتی ہے اسی عدم تقلید کے باعث فیضان روحانی کا یہ کلی سدباب ہو کر بد عقیدگی کی حد ہو چکی ہے۔ الخ [1]

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد میاں نذیر حسین دہلوی کے توسط سے برصغیر پاک و ہند میں غیر مقلدیت نے جنم لیا اور باقاعدہ اس کی ترویج و اشاعت کا سلسلہ شروع ہوا۔

○--- مفتی عزیز الرحمٰن لکھتے ہیں:-

۱۸۵۷ء کے بعد آزاد روشی (غیر مقلدیت) کی وبا نجد سے چل کر ہندوستان میں بھی آگئی جس نے ایک خاص طبقہ کو جنم دیا۔ [2]

----○----

تقلید ائمہ اربعہ خصوصاً سراج الائمہ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی تابعی (م ۱۵۰ھ) اور فقہ حنفی کے خلاف تین ضخیم کتابیں منصہ شہود پر آئیں۔

(۱)... معیار حق (میاں نذیر حسین دہلوی متوفی ۱۳۲۰ھ / ۱۹۳۲ء) [3]

(۲)... جرح علی ابی حنیفہ (مولوی محمد سعید بنارسی متوفی ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۳ء)

(۳)... ظفر المبین (مولوی محی الدین نو مسلم غیر مقلد تاجر کتب لاہور) [4]

ان تینوں کتابوں میں نہایت ہی سوقیانہ اور غلیظ زبان استعمال کی گئی ہم اپنے اس دعویٰ پر "الجرح علی ابی حنیفہ" کے چند اقتباسات نقل کرتے ہیں -

○---امام صاحب کی پیدائش کی تاریخ میں کسی نے یوں کہا: س - گ ۸۰ھ اور انتقال کی تاریخ یہ ہے۔ "توکم جہاں پاک" (ص ۳۰)

[1] باعث کون و مکان کا علم غیب، ص ۷ طبع لاہور (بار اول ۱۹۳۳ء)

[2] امام اعظم ابو حنیفہ ص ۲۰۰ طبع ۱۱

[3] تراجم علمائے حدیث ہند، امام خان نوشہری ص ۱۳۵، ص ۲۸۸ مطبوعہ فیصل آباد طبع اول

[4] مظہر العلماء، تالیف مولوی سید محمد حسین بدایونی (م ۱۹۱۸ء) بحوالہ ماہنامہ جہان رضا لاہور شمارہ ۵۶ جون و جولائی ۱۹۹۶ء، ص ۳۵

○---ایک لطف یہ کہ جس سال ابو حنیفہ کا انتقال ہوا ۱۵۰ھ میں اسی سال امام شافعی کی پیدائش ہوئی، گویا امام صاحب امام شافعی کے آنے کی خبر معلوم کر کے تشریف لے گئے۔ (ص ۲۹)

○---امام صاحب کی موت و حشر = آخر امام صاحب اسی قید خانہ کی ہر کی میں گھٹتے گھٹتے عدم کے اسٹیشن پر پہنچ گئے اور دنیا کو خیرباد ان لفظوں میں کر گئے۔

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن
بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے (ص ۲۹)

○---امام صاحب ایک حدیث بھی ازروئے تحقیق و انصاف نہیں جانتے تھے۔ کیونکہ امام صاحب نے علم حدیث پڑھا ہی نہیں۔ (ص ۳۳)

○---امام صاحب سے کوئی تفسیر آیات احکام وغیرہ کی منقول نہیں امام صاحب نے علم قرآن سیکھا ہی نہیں۔ (ص ۳۳)

○---قرآن و حدیث کی امام صاحب کے نزدیک کچھ قدر نہیں۔ (ص ۴۰)

○---حاصل یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کے مسائل بالکل قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ (ص ۳۰) [1]

اس کے علاوہ غیر مقلدیت کی تشہیر و اشاعت کے لیے دہلی سے مولوی محمد جونا گڑھی (م ۱۳۶۰ھ) نے "اخبار محمدی" اور امرتسر سے مولوی ثناء اللہ (م ۱۹۴۸ء) نے ہفت روزہ "اہل حدیث" کا آغاز کیا۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سے پندرہ روزہ اور ماہانہ رسائل و جرائد کا اجراء کیا گیا۔

----○----

علمائے احناف کی طرف سے ان تینوں کتابوں کے درج ذیل محققانہ جواب لکھے گئے۔

(۱) انتصار الحق از مولانا ارشاد حسین رامپوری (م ۱۳۱۱ھ) [2]

[1] (نوٹ) یہ تمام اقتباسات "الاقوال الصحیحہ فی جواب الجرح علی ابی حنیفہ" از مولانا پروفیسر نور بخش توکلی سے نقل کیے گئے ہیں۔

[2] مولانا ارشاد حسین فاروقی مجددی 1248ء میں رامپور میں پیدا ہوئے۔ علماء رامپور و لکھنؤ سے پڑھ کر نواب محمد خان مجددی سے تکمیل کی۔ مولانا شاہ احمد سعید مجددی دہلوی (م ۱۲۷۷ھ) کے مرید ہوئے اور خلافت پائی۔ مولانا سید دیدار علی، مولانا شاہ سلامت اللہ رامپوری، علامہ ظہور الحسن رامپوری، مولانا عبد الغفار رامپوری، مولانا شاہ عنایت اللہ خان اور علامہ شبلی نعمانی آپکے مشہور تلامذہ ہیں۔ ۱۳۱۱ھ میں واصل حق ہوئے۔

(۲) عمدۃ البیان فی اعلان مناقب النعمان از مولانا غلام دستگیر قصوری (م ۱۳۱۵ھ)

(یہ دونوں تصانیف میاں نذیر حسین دہلوی کی کتاب "معیار الحق" کا مدلل اور جامع جواب ہے)

(۳) فتح المبین از مولانا منصور علی مراد آبادی ؎

(مولوی محی الدین غیر مقلد کی کتاب "ظفر المبین" کا رد بلیغ)

(۴) ظفر المقلدین جواب "ظفر المبین" از مولانا غلام دستگیر قصوری (م ۱۳۱۵ھ)

(۵) نصر المقلدین جواب "ظفر المبین" از مولانا احمد علی شاہ بٹالوی (م ۱۹۳۶ء)

(۶) "الاقوال الصحیحہ فی جواب الجرح علی ابی حنیفہ" از مولانا پروفیسر نور بخش توکلی (م ۱۹۴۸ء)

(مولوی محمد سعید بنارسی غیر مقلد کی کتاب "الجرح علی ابی حنیفہ" کا بے مثل محققانہ جواب)

(۷) مدار الحق جواب معیار الحق از مولانا شاہ محمد حنفی (پاک پتن)

"اخبار محمدی" (دہلی) اور ہفت روزہ "اہلحدیث" (امرتسر) کے امام ابو حنیفہ اور فقہ حنفی پر بے جا تنقید کے جواب کے لیے "امرتسر" سے ہفت روزہ "الفقیہ" کا ۱۹۱۸ء میں اجراء ہوا۔ جو ایک مدت تک آسمان حنفیت پر بڑی آب و تاب سے چمکتا رہا۔ اس کے علاوہ اور کئی سنی حنفی ماہانہ اور پندرہ روزہ رسائل و جرائد منظر عام پر آئے۔



ایسے نازک ترین اور پر فتن دور میں جو علماء احناف بتدریج میدان عمل میں آئے ان میں سے بعض کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) مولانا محمد بن علی نیموی (م ۱۳۲۲ھ) (صاحب آثار السنن)

(۲) مولانا ارشاد حسین رامپوری فاروقی مجددی (م ۱۳۱۱ھ)

(۳) مولانا عبد الحی لکھنوی (م ۱۳۰۴ھ)

(۴) مولانا منصور علی مراد آبادی

(۵) مولانا فضل رسول حنفی قادری بدایونی (م ۱۲۸۹ھ)

(۶) مولانا احمد رضا بریلوی قادری (م ۱۳۴۰ھ)

(۷) مولانا پروفیسر محمد نور بخش توکلی (ایم۔اے) لاہور (م ۱۳۶۷ھ)

(۸) مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی (م ۱۹۵۱ء)

(۹) مولانا مفتی محمد حفظ آگروی (م ۱۳۷۷ھ)

؎ مولانا منصور علی مراد آبادی مدرس مدرسہ عالیہ حیدر آباد دکن (انڈیا) علمائے حنفیہ میں شہرہ آفاق ہیں۔
(مظہر العلماء از مولوی محمد حسین بدایونی)

(۱۰) مولانا سید دیدار علی شاہ لاہوری (م ۱۹۳۵ء / ۱۳۵۴ھ)

(۱۱) مولانا غلام قادر بھیروی (م ۱۳۲۶ھ)

(۱۲) مولانا غلام دستگیر قصوری (م ۱۳۱۵ھ)

(۱۳) مولانا احمد علی شاہ بٹالوی (م ۱۳۴۵ھ)

(۱۴) مولانا ظفر الدین بہاری (م ۱۳۸۲ھ)

(۱۵) مولانا محمد سعید مجددی فاروقی (م ۱۲۷۷ھ)

(۱۶) مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی (م ۱۳۵۶ھ)

(۱۷) مولانا نظام الدین ملتانی

(۱۸) مولانا ہدایت اللہ رامپوری (م ۱۳۲۶ھ)

(۱۹) مولانا ابو الخیر شاہ امرتسری

(۲۰) مولانا عبد الصمد سہسوانی (م ۱۳۳۳ھ)

(۲۱) مولانا محمد عالم آسی امرتسری (م ۱۳۶۳ھ)

(۲۲) مولانا خیر الدین دہلوی (م ۱۳۱۶ھ)

(۲۳) مفتی صدر الدین آزردہ دہلوی (م ۱۲۸۵ھ)

(۲۴) مولانا فقیر محمد جہلمی (م ۱۳۳۵ھ)

(۲۵) علامہ ابو البرکات سید احمد لاہوری (م ۱۹۷۸ء)

(۲۶) مولانا محمد عمر اچھروی نقشبندی (م ۱۳۹۱ھ)

(۲۷) مولانا محمد سردار احمد قادری فیصل آبادی (م ۱۳۸۲ھ)

(۲۸) مولانا حشمت علی خان صاحب لکھنوی (م ۱۳۸۰ھ)

(۲۹) مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی (م ۱۳۶۷ھ)

(۳۰) مولانا حکیم امجد علی قادری رضوی (م ۱۳۶۷ھ)

(۳۱) مولانا قاضی عبد السبحان (م ۱۳۷۷ھ)

(۳۲) مفتی احمد یار خان گجراتی (م ۱۳۹۱ھ)

(۳۳) مولانا عبد الغفور ہزاروی (م ۱۳۹۰ھ)

(۳۴) مولانا خواجہ قمر الدین سیالوی (م ۱۹۸۱ء)

(۳۵) علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی ملتانی (م ۱۹۸۶ء)

(۳۶) قاضی فضل احمد لودھیانوی

(۳۷) علامہ ابو الحسنات قادری (م ۱۳۸۰ھ)

اس کے علاوہ فرقہ غیر مقلد کے رد میں مندرجہ ذیل مشہور کتب منظر عام پر آئیں۔

نمبر	کتاب	مصنف
(۱)	ازالۃ الریب عن حث علم الغیب	قاضی فضل احمد لودھیانوی (مولوی ثناء اللہ سے بحث)
(۲)	اقامۃ البرہان	مولانا قاضی محمد ارشاد الٰہی فیضی
(۳)	انوار آفتاب صداقت	(حصہ اول ، دوم) قاضی فضل احمد لودھیانوی
(۴)	البراہین حنفیہ لدفع الفتنۃ النجدیہ	مولانا محمد عالم آسی امرتسری
(۵)	الاصول الاربعۃ فی تردید الوہابیہ	مولانا حسن جان سرہندی
(۶)	براہین حنفیہ	علامہ ابو الحسنات لاہور
(۷)	بلوغ المرام	مولانا سلامت اللہ رامپوری
(۸)	پروانۂ توحید	مولانا محمد عالم آسی امرتسری
(۹)	تحفۂ مراحنفیہ	مولانا ابو البرکات سید احمد لاہوری
(۱۰)	تحفۂ دستگیریہ	مولانا غلام دستگیر قصوری
(۱۱)	تحفہ نذیریہ	قاری عبد الرحمٰن انصاری (تقلید کا بیان)
(۱۲)	تعلیم الجاہل جواب تفہیم المسائل	مولانا فیض احمد حقانی بدایونی (ظہیر الدین قنوجی کا رد)
(۱۳)	تمہید فی اثبات تقلید	مولانا عبد السلام سہسوی
(۱۴)	حفظ المتین	مولانا خیر الدین دہلوی (والد گرامی مولانا ابو الکلام آزاد)
(۱۵)	ذو الفقار حیدری صمیم اعناق اصحاب الحدیث امرتسری	مولانا محمد غازی خاں
(۱۶)	رسالہ عدم جواز رفع یدین	مولانا انظام الدین ملتانی
(۱۷)	السیف الصارم لمنکر شان الامام الاعظم	مولانا فقیر محمد جہلمی
(۱۸)	سیف المصطفیٰ علی ادیان الافتراء	مولانا احمد رضا بریلوی (مولوی نذیر حسین دہلوی کی دیانت در حق مولود)
(۱۹)	سیف المقلدین	مولانا عبد الجلیل پشاوری
(۲۰)	ضربات الحنفیہ	مولانا محمد عالم آسی امرتسری
(۲۱)	الفتوحات الصمدیہ	پیر مہر علی شاہ گولڑوی
(۲۲)	کتاب المجید فی وجوب التقلید	مولانا ابو الخیر شاہ امرتسری
(۲۳)	مسئلہ تقلید	قاضی غلام محمود ہزاروی
(۲۴)	نماز مدلل	مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی
(۲۵)	اربعین حنفیہ	// // // //
(۲۶)	مقیاس صلوٰۃ	مولانا محمد عمر اچھروی
(۲۷)	جاء الحق	مفتی احمد یار خان گجراتی

نمبر	کتاب	مصنف
(۲۸)	رسالہ عدم فرضیت جمعہ	مولانا جان محمد لاہوری
(۲۹)	رسالہ منتہی المقال	مفتی صدر الدین آزردہ دہلوی۔ (حدیث شد الرحال کا صحیح مفہوم)
(۳۰)	الدلیل القوی علی ترک القرأۃ للمقتدی	مولانا احمد علی سہارنپوری
(۳۱)	امام الکلام فیما یتعلق بالقرأۃ خلف الامام	مولانا عبد الحئی لکھنوی
(۳۲)	تحفۃ الطلبۃ فی مسح الرقبۃ	مولانا عبد الحئی لکھنوی
(۳۳)	جامع الشواہد	مولانا محدث احمد سورتی

۲۳ دسمبر ۱۹۲۵ء کو ابن سعود نے نجد اور حجاز پر مکمل قبضہ کر لیا اور اپنے مقبوضہ جات کا نام "مملکت نجد و حجاز" رکھا۔

۲۲ ستمبر ۱۹۳۲ء کو اس نے اپنے مطلق العنان بادشاہ ہونے کے اعلان کر دیا۔ اور نجد و حجاز پر مشتمل عرب علاقہ کا نام "سعودی عرب" رکھا۔[2]

ابتداء میں یہ مملکت نہایت ہی غریب تھی۔ مگر جب پٹرول وغیرہ دریافت ہوا۔ تو اس کا امیر ترین ممالک میں شمار ہونے لگا۔ پاکستان کے غیر مقلدین نے وقت سے فائدہ اٹھایا اور سعودی عرب جا کر علماء نجد سے نجدی عقائد کی نشر و اشاعت کے لیے امداد کے طالب ہوئے اور ان کی درخواست منظور ہوئی۔ اور پاکستان میں جا بجا مساجد و مدارس سعودی حکومت کی امداد و اعانت سے تعمیر ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

اس کے علاوہ مفت لٹریچر تقسیم کیا گیا جس میں علمائے اہل سنت اور محققین صوفیائے کرام پر کیچڑ اچھالا گیا ہے اور بے سود طعن و تشنیع کی گئی ہے۔ راقم ان کتب سے چند اقتباسات تحریر کرتا ہے۔ جس سے قارئین کرام خود اس نتیجہ پر پہنچ سکیں گے کہ عمل بالحدیث کا دعویٰ کرنے والوں کی اخلاقی حیثیت کیا ہے۔

☆---شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی شافعی علیہ الرحمۃ

آپ قصبہ "اجزم" میں ۱۸۴۹ء میں پیدا ہوئے۔ 8 سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا۔ ۱۲۸۳ھ سے ۱۲۸۹ھ تک جامعہ ازہر (قاہرہ) میں زیر تعلیم رہے۔ تقریباً 31 اساتذہ سے علوم اخذ کئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے جامعہ ازہر میں ایسے ایسے محقق اساتذہ سے استفادہ کیا کہ اگر ان میں

---

[1] مرآۃ التصانیف ، از مولانا حافظ عبد الستار سعیدی ، تذکرہ علماء اہلسنت از مولانا عبد الحکیم شرف قادری وغیرہ

[2] تاریخ نجد و حجاز ص ۳۱۲ طبع لاہور ۱۳۹۸ھ

سے ایک بھی کسی علاقہ یا ملک میں موجود ہو تو وہاں کے رہنے والوں کو جنت کی راہ پر چلانے کے لئے کافی ہو۔ اور تن تنہا تمام علوم میں لوگوں کی ضروریات کو پورا کردے۔[۱]

اب محمود شکری آلوسی غیر مقلد کی عبارت ملاحظہ ہو۔

نبہانی کی جہالت وضلالت اس کے دعویٰ کو جھٹلاتی ہے۔ معقول، منقول کے علم اس کے پاس کب ہیں؟ جن کی اجازت ملی ہو۔ علوم عقلیہ ونقلیہ تو درکنار کسی ایک علم کا کچھ حصہ بھی اس کو نہیں ملا...... پھر اس کا زہد و ورع اور تقویٰ کہاں ہے؟" اس نے اپنی پوری عمر غیر شرعی قوانین کے مطابق چھوٹے چھوٹے مقدمات طے کرنے میں گزار دی تھی۔ ایسے شخص کو شرم نہیں آتی کہ اپنے آپ کو مسلمان کے چہ جائیکہ صالحین اور باعمل علماء میں شمار کیا جائے۔ وہ تو ہر فضیلت سے عاری اور ہر خوبی سے خالی ہے...... کاش وہ اپنی سند کو رفاعی طریقے سے بھی ذکر کرتا جس کو اس نے اپنے شیخ اور شیطان سے حاصل کیا تھا، جو ہر برائی کا شیخ اور دجالوں کا مقتداء، خبیث ذات و افعال والا ہے۔ بدعتوں کا باپ اور گمراہی کا عنوان ہے۔[۲]

☆---امام جلال الدین سیوطی شافعی (م ۹۱۱ھ)

۸۴۹ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ وقت کے جید علماء سے فیض اکتساب کیا۔ موصوف تاحیات درس و تدریس، ارشاد و ہدایت اور تصنیف و تالیف میں منہمک رہے۔ سات علوم میں تبحر حاصل تھا۔ 506 تصانیف یادگار چھوڑیں۔ ۹۱۱ھ میں وفات پائی۔ حضرت شیخ عبدالقادر شاذلی سے روایت ہے کہ امام سیوطی نے نبی اکرم ﷺ کو خواب اور بیداری میں متعدد بار دیکھا، میں نے دریافت کیا کہ کتنی بار آپ نے زیارت کی تو فرمایا (۷۰) ستر اور چندبار۔ اور روایت کی گئی ہے کہ نبی اکرم ﷺ آپکو زیارت میں شیخ السنۃ اور شیخ الحدیث کے خطابات سے مخاطب فرماتے تھے۔[۳]

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام احمد رفاعی روضہ رسول پر حاضر ہوئے اور دو اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ "جب میں دور تھا تو اپنی روح کو اپنا نائب بنا کر بھیجتا تھا۔ جو میری طرف سے زمین کو بوسہ دیتی تھی۔ اب میرا وجود خود حاضر ہے۔ آپ ہاتھ بڑھائیے تاکہ میرے

[۱] مجمد فلسطین، ص ۹ ج ۱۱ طبع لاہور ۱۳۱۵ھ
شرف المؤبد آل محمد (عربی) مطبوعہ مصر ۱۳۱۸ھ ص ۱۲۳
[۲] انوار رحمانی ترجمہ غایۃ الامانی ص ۷ ۶۰ جلد دوم طبع ۱۹۹۱ء
ناشر: محمد مدنی بن حافظ عبدالغفور رئیس جامعۃ العلوم الاثریہ جہلم
[۳] مقدمہ الخصائص الصغریٰ (عربی) ص ۲۲ طبع لاہور

ہونٹ اس کو چوم کر سعادت حاصل کرسکیں۔" نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک کھڑکی سے نکالا تو رفاعی علیہ الرحمۃ نے اسکو بوسہ دیا۔[۱]

اسی واقعہ کو علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ نے "شواہد الحق" اور مولوی "محمد زکریا سہارنپوری" نے "فضائل حج" ص ۱۶۶ طبع لاہور میں بھی نقل کیا ہے۔

"محمود شکری آلوسی غیر مقلد" لکھتا ہے۔

"پھر بھی تنہ لوگوں نے اس کو ذکر نہ کیا بجز جھوٹے، گمراہ اور دجال قسم کے لوگوں نے اس کو ذکر کیا ہے۔[۲]

☆---علامہ ابن حجر مکی شافعی علیہ الرحمۃ

۹۰۹ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے قرآن مجید حفظ کیا۔ ۹۲۴ھ میں جامع ازہر میں داخلہ اور اس زمانہ کے نامور علماء سے علوم معقولہ اور منقولہ کی تکمیل کر کے ۲۰ برس کی عمر میں سند فراغت حاصل کی ۹۳۳ھ میں حجاز گئے، حج کیا پھر کچھ عرصہ حرم میں رہ کر قاہرہ واپس آگئے اور حسب دستور درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔

۹۳۷ھ میں جب کسی عالم نے ان کی کتاب "روض مقری" کی شرح کو چرا لیا تو دل برداشتہ ہو کر مع اہل و عیال حرم (مکہ معظمہ) ہجرت کر گئے۔ اور تاحیات حرم ہی میں درس دیتے رہے اور تالیف و تصنیف میں مشغول رہے۔

علامہ خفاجی حنفی (م ۱۰۶۹ھ) لکھتے ہیں۔

علامہ الدہر خصوصا الحجاز.......... فتوجهت وجوه الطلب الی قبلة ان حدث عن الفقه والحدیث[۳]

شیخ نجم الدین غزی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

وہ متاخرین علماء کے معتمد علیہ ہیں اور فتویٰ دینے میں رافعی، نووی اور متاخرین میں قاضی زکریا انصاری کے بعد ان ہی کلام کی طرف مراجعت کی جاتی ہے۔ اور مکہ کے فقیہ، واعظ اور محدث تھے۔[۴]

علامہ شوکانی لکھتے ہیں:۔

وہ زاہد تھے...... اور سلف کے طریقہ پر تھے۔ بھلائی کا حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے تھے۔

[۱] تنویر الحلک، از امام جلال الدین سیوطی ص ۱۲ طبع استنبول (ترکی)
[۲] انوار رحمانی، محمود شکری، جلد اول ص ۷ ۳۲ طبع جہلم [۳] ریحانۃ الالباء ص ۱۶۳
[۴] فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ از مولانا عبدالحلیم چشتی ص ۳۳۱ طبع کراچی ۱۳۸۳ھ

مرتے دم تک ان باتوں پر عمل کرتے رہے۔[1]

973ھ یا 974ھ میں انتقال فرمایا۔ تقریباً 41 تالیفات یادگار چھوڑیں۔

(۱) الجوہر المنظم فی زیارۃ قبر النبی المکرم (۲) الخیرات الحسان فی مناقب الامام ابی حنیفۃ النعمان

(۳) فتاوٰی الحدیثیہ (۴) الصواعق المحرقہ (۵) تطہیر الجنان (۶) تحفۃ الزوار

(۷) الدر المنضود فی الصلوٰۃ علی صاحب اللواء المعقود وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

O— محمود شکری آلوسی غیر مقلد لکھتا ہے۔

ابن حجر کا عمل و کردار اس کے سراسر خلاف ہے۔ آپ اس کی کتابوں کو دیکھیں گے کہ وہ بدعات کو رواج دیتا ہے۔ وہ بدعت اور بدعتیوں کی طرف سے مدافعت کرتا اور اتباع سنن کی مخالفت اور اہل حدیث (غیر مقلدین) کے ساتھ دشمنی کرتا نظر آئے گا۔ اس کے جی میں جو آتا ہے "شیخ رحمہ اللہ (ابن تیمیہ) کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ اس کی زبان قلم جھوٹ و افتراء پر خوب چلتی ہے۔ اس کے فتاوٰی حدیثیہ، جس کو فتاوٰی بدعیہ کہنا مناسب ہے۔ الخ[2]

امام بوصیری علیہ الرحمۃ پر فالج کا حملہ ہوا۔ اسی حالت میں نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس میں ایک طویل قصیدہ بزبان عربی لکھا۔ خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے حضور ﷺ کے سامنے وہ قصیدہ پڑھا۔ آپ نے قصیدہ کے کسی شعر پر اعتراض نہ فرمایا بلکہ خوش ہو کر اپنی چادر مبارک عنایت فرمائی۔ جب صبح کو امام بوصیری اٹھے تو بالکل تندرست تھے۔

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن نجدی لکھتا ہے۔ "امام بوصیری مشرک تھے۔"[3]

آمدم برسرِ مطلب

زیر نظر کتاب میں "ابن لعل دین" کی کتاب "میٹھی میٹھی سنتیں یا ....؟"

جس میں فیضان سنت اور علمائے اہلسنت پر طعن و تشنیع کی گئی ہے کا علمی محاسبہ کیا گیا ہے۔ خالق کائنات اس کاوش و سعی کو قبول فرما کر دنیا و آخرت کی نعمتیں و سعادتیں نصیب فرمائے۔ (آمین)

---

[1] فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ از مولانا عبدالحلیم چشتی ص ۳۳۱ طبع کراچی ۱۳۸۳ھ

[2] غایۃ الامانی (اردو ترجمہ انوار رحمانی) از محمود شکری غیر مقلد ص ۵۹۱ طبع جہلم پاکستان

[3] قرۃ عیون الموحدین ص ۱۵۱ جلد دوم طبع لاہور

راقم درج ذیل کرم فرماؤں کا بے حد مشکور و ممنون ہے۔ جنہوں نے حوالہ جات کے سلسلہ میں بھرپور تعاون فرمایا اور مفید مشوروں سے نوازا۔

1— محترم خلیل احمد رانا .... جہانیاں

2— ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی ...... جہانیاں

3— مولانا محمد شوکت علی سیالوی ...... خانیوال

4— مولانا محمد اسحاق چشتی .... خانیوال

5— مولانا محمد خلیل خان قیشی ...... کبیروالا

اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکتیں دے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

ابو کلیم محمد صدیق

20 ستمبر 1999ء / 1420ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعتراض :- ابن لعل دین لجدی طنزاً لکھتا ہے۔

"قادری صاحب کا پورا نام محترم رہبر شریعت، عمدۃ الواصلین، زبدۃ العارفین، عاشق رسول، صوفی باصفا، حضرت علامہ، مجاہد ملت، امیر دعوت اسلامی، ابوالمعالی، ابوبلال، سگ مدینہ (مدینے کا کتا) مولانا الیاس قادری رضوی، دام اقبالہ وغیرہ وغیرہ الخ"

الجواب :- قارئین کرام غور فرمائیں کہ مندرجہ بالا عبارت میں وہ کون سے الفاظ ہیں جو ابن لعل دین لجدی کے گلے کا خارش کرا کے پریشان کر رہے ہیں۔ خواہ مخواہ اوراق سیاہ کرنا جہالت ہے دانشمندی نہیں۔ رہا قادری صاحب کا اپنے نام کے ساتھ ابوالمعالی، ابوبلال لکھنا تو یہ کنیت کے الفاظ ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام اور علماء امت کا اپنے اسماء کے ساتھ کنیت کا استعمال کرنا ایک حقیقت ثابتہ ہے جس کا انکار سراسر بدبختی ہے۔

ابوالقاسم	حضرت محمد ﷺ	مختصر سیرۃ الرسول از عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب صفحہ ٨
ابوبکر	حضرت عبداللہ بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ	تاریخ الخلفاء از امام سیوطی
ابوحفص	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	تاریخ الخلفاء // //
ابوعمر	حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	// // //
ابوالحسن	حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	// // //
ابوحنیفہ	حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ	حدائق الحنفیہ از مولانا فقیر محمد جہلمی
ابوالفضل	حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمہ	سرورق "الشفا"
ابوعبداللہ	حضرت محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمہ	سرورق "بخاری شریف"
ابوسعید	مولوی محمد حسین بٹالوی وہابی، غیر مقلد	سرورق "اقتصاد فی مسائل الجہاد"
ابوالوفا	مولوی ثناءاللہ امرتسری وہابی، غیر مقلد	سرورق "فتاویٰ ثنائیہ"

سگ مدینہ :-

مولانا محمد الیاس قادری یا ان سے قبل کے افراد نے اپنے آپکو سگ سے جو تشبیہ دی ہے تو صرف اور صرف اس کی صفت وفاداری اور خیر خواہی مالک کو دیکھ کر یہ عجز وانکساری کی ہے۔ یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ ہم عین کتے ہیں۔

☆...... علامہ کمال الدین دمیری (م ٨٠٨ھ) لکھتے ہیں۔

والکلب: حیوان شدید الریاضۃ کثیر الوفاء (حیاۃ الحیوان الکبریٰ ص ٨٠ ج ٢ طبع بیروت)

اور خود قرآن کریم میں "اصحاب کہف" کے کتے کی وفاداری کا تذکرہ موجود ہے۔

انگریزی زبان کا مشہور فقرہ ہے۔ - **Dog is a faithfull animal**

قارئین کرام اکسی بات کو عام فہم انداز میں بیان کرنے کے لیے تشبیہ دی جاتی ہے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ جس چیز کے ساتھ تشبیہ دی جائے وہ اس کا عین ہے اور ہو بہو اس پر صادق آتی ہے۔

☆...... حافظ ابن قیم جوزی (م ٧٥١ھ) کہتے ہیں۔

انہ لا یلزم من تشبیہ الشیء بالشیء مساواتہ لہ (المنار المنیف ص ٢٠ طبع بیروت)

☆...... حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ١٢٣٨ھ) لکھتے ہیں۔

"تشبیہ اور استعارہ سے مشبہ اور مشبہ بہ سے عداوری سمجھنا پرلے درجے کی حماقت (بیوقوفی) ہے۔"

(تحفہ اثنا عشریہ (فارسی) ص ٢١٣ مطبوعہ لاہور طبع رابع ١٤٠٣ھ/١٩٨٣ء)

☆...... نواب صدیق حسن خان غیر مقلد وہابی لکھتے ہیں۔

حدیث ابوہریرہ میں دعا کو سلاح مومن وستون دین و نور آسمان زمین فرمایا ہے۔ (رواہ الحاکم)

دعا کو اس جگہ تشبیہ دی ہے ہتھیار سے کہ جس طرح ہتھیار سے دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں اسی طرح دعا سے مقابلہ مصیبت کا کیا جاتا ہے یعنی لفظ مقابلہ کی وجہ سے تشبیہ دی ہے یہ نہیں کہ دعا ہتھیار ہے۔ (کتاب الداء والدواء ص ١٠ طبع لاہور)

☆...... مولانا عبدالرحمن جامی [1] (م ٨٩٨ھ) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

تاب وصلت کار پاکاں، من از ایشاں نیستم

چوں سگانم جائے دہ، در سایہ دیوار خویش

(سراج منیر از میر ابراہیم سیالکوٹی ص ١٠٢ طبع ١٣٨٢ھ/١٩٦٢ء)

---

[1] مولانا عبدالرحمن جامی علیہ الرحمہ :- عمر رضا کحالہ لکھتے ہیں۔ عبدالرحمن بن احمد بن محمد الشیرازی المشہور بالجامی نور الدین ابوالبرکات عالم شارک فی العلوم العقلیہ والنقلیہ الخ" (معجم المؤلفین ص ١٢٢ ج ٥ طبع بیروت)

مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ لم یات فی عصر فقدمہ لم یاتوہ مثل عبد الرحمن الجامی فی جودۃ الطبع الخ (فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ ص ٨٧ طبع کراچی)

اسماعیل پاشا بغدادی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ نورالدین الجامی شیخ الاسلام الہروی الادیب الصوفی الخ (ہدیۃ العارفین ص ٥٣٢ جلد اول طبع بیروت)

صفحہ نمبر 102 پر ہی میر ابراہیم سیالکوٹی وہابی غیر مقلد لکھتے ہیں۔

"میں اس نسبت (سگ) سے بھی کم تر (چھوٹا کتا) نسبت والا ہوں۔"

☆.....خواجہ محمد سیف الدین[1] (م ۱۰۹۸ھ) بن خواجہ معصوم سرہندی (م ۱۰۷۹ھ) بن حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۵ھ) فرماتے ہیں۔

من کیستم کہ با تو دم دوستی زنم
چندیں سگان کوئے تو یک کمتریں

(مقامات خیر، سوانح ابو الخیر شاہ دہلوی مرتبہ ۔ ابو زید فاروقی دہلوی)

☆.....فخر المشائخ خواجہ غلام فخر الدین اوحدی فاروقی چشتی نظام (م ۱۲۸۸ھ)
پیر و مرشد خواجہ خواجگان خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۹ھ)

آرزو دارم کہ بر خاک درش چوں اوحدے
جان و دل پیش سگ آں در با سازم خدا

(دیوان اوحدی ص ۳ طبع جہانیاں منڈی (خانیوال))

☆.....مولانا سید محمد اکرام الدین بخاری خلیفہ مجاز مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی (م ۱۳۱۲ھ)

سگ درگاہ جیلاں مجھ کو حق کر دے تو شاہوں سے
کہوں دنیا کے کتو بادشاہت اس کو کہتے ہیں

(تذکرہ اکابر اہل سنت، از علامہ شرف قادری ص ۵۰ طبع لاہور ۱۳۹۶ھ ۱۹۷۶ء)

---

[1] صاحب حدائق الحنفیہ لکھتے ہیں۔ عالم، فاضل، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ، صاحب کمالات ظاہری و باطنی و کرامت الخ (حدائق الحنفیہ ص ۴۴۳)
آپکے عم محترم خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ نے آپکی ولادت کے وقت ہاتف کی بشارت سنی

سلام علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیا

(علمائے ہند کا شاندار ماضی ص ۳۰۲ جلد اول طبع کراچی ۱۴۱۲ھ)

☆.....ان لعل دین کے چچا زاد[2] بھائی مولوی محمد قاسم دیوبندی کہتے ہیں۔

تو ساتھ سگان حرم کے تیرے ساتھ پھروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مور و مار
لگے ہے تیرے سگ کو گو میرے نام سے عیب
یہ تیرے نام کا لکھنا مجھے ہے عز و وقار

(قصیدہ بہاریہ از مولوی محمد قاسم بحوالہ فضائل درود شریف از مولوی محمد زکریا ص ۱۳۲ طبع ملتان)

اعتراض :۔ مولانا الیاس قادری کے خالو صاحب نے بتایا کہ میں نے مولانا قادری صاحب کے والد صاحب کو دیکھا :۔ "کہ جب بھی چارپائی پر بیٹھ کر آپ کے والد صاحب قصیدہ غوثیہ پڑھتے تو چارپائی زمین سے بلند ہو جاتی" (میٹھی میٹھی سنتیں یا ...... ص ۳۲)

الجواب :۔ جادو ایک شیطانی کلام ہے جس کے اثرات مسلمہ ہیں اور خود قرآن کریم میں مذکور ہے کہ جادوگروں نے رسیوں کے سانپ بنا دیئے۔ اگر حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے کلمات کو چارپائی پر بیٹھ کر پڑھا جائے اور چارپائی زمین سے **بطور کرامت بلند ہو جائے تو اس میں کون سا استحالہ ہے۔**

☆.....نواب صدیق حسن خان غیر مقلد وہابی لکھتے ہیں۔

"وقت ہیجان بحر و تلاطم امواج کے ان حروف کو لکھ کر دریا میں ڈال دے وہ ساکن ہو جائے گا۔

کھیعص ق الرن انتھی (کتاب الداء والدواء ص ۱۳۱، ۱۳۲ طبع لاہور)

(ف) اگر اس عمل سے پانی نیچے جا سکتا ہے تو مذکورہ بالا عمل سے چارپائی اوپر بھی آ سکتی ہے۔

☆.....مولوی عبداللہ غزنوی غیر مقلد وہابی لکھتے ہیں۔

"اور ذکر کی نسبت اس طرح غالب تھی کہ جو شخص مجھ کو دیکھتا ذکر کرنے لگتا اور کبھی کبھی چھت کی لکڑیوں سے بھی ذکر سنا جاتا اور برف کی بارش کے موسم میں جب میں آگ پر بیٹھتا تو نفی اثبات کے وقت جو میں سر ہلاتا، اسی طرح آگ بھی گھومتی .... (میں ایک شیخ سے ملنے گیا) جب شیخ سے ملاقات ہوئی تو اس پر حالت آگئی جو خود بخود اپنے سر کو ہلاتا تھا۔ الخ

(سوانح عمری مولوی عبداللہ مرحوم از مولوی غلام رسول ساکن قلعہ ص ۲۶، ۲۸ طبع لاہور)

---

[2] مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں۔ "ہم نے صاف لکھا تھا کہ ہم جانتے ہیں کہ ان دونوں گروہوں (وہابیوں اور دیوبندیوں) میں بھی بعض اوقات نزاع ہو جاتی ہے۔ اس میں اس طرح اشارہ ہے کہ جس طرح چچا زاد سگے بھائیوں میں بھی کبھی نزاع ہو جاتا ہے۔ (اہل حدیث ۷ شعبان ۱۳۳۲ھ امرتسر)

☆...... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

کہ میں نے اپنے والد گرامی سے سنا فرماتے تھے۔ "کہ اصحاب کہف کے نام لمان میں ڈوبنے اور جلنے اور غارت گری سے۔ اور اس طرح پڑھے: الٰہی بحرمۃ یملیخا، مکسلمینا الخ

(شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل (از شاہ ولی اللہ) ص ۱۰۷ طبع کراچی)

اعتراض :- ابن لعل دین مجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

﴿ قادری صاحب کی تعلیمی پوزیشن ﴾

یہ ایک حقیقت ہے کہ الیاس قادری صاحب نے باقاعدہ طور پر کسی مدرسہ، درس گاہ یا دینی علوم سے واقفیت رکھنے والے کسی ادارے سے تعلیم حاصل نہیں کی اور نہ ہی کسی مدرسہ سے فارغ التحصیل ہیں۔

الجواب :- مولانا محمد الیاس قادری صاحب نے کبھی مفسر، محدث، فقیہ اور علامہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ وہ ایک صحیح العقیدہ سنی حنفی قادری شیخ طریقت ہیں۔ شیخ یعنی پیر کا محدث، مفسر، منطق و حاوی صرف و نحو و لغات اور زمانہ موجودہ کی درسی ڈگری یافتہ عالم فاضل، شمس العلماء و قمر العلماء کہلانا یا واقعی ہونا شرط لازم نہیں۔ ہاں اتنا شیخ کے لیے علم کا ہونا ضروری ہے کہ مسائل ضروریہ دینیہ، خواہ اپنے بزرگوں کی صحبت فیض و برکت سے حاصل کیا ہو یا کتب بینی سے حاصل کر کے اپنے مریدوں معتقدوں کو صراط مستقیم کی تعلیم حق حق دیتا ہو اور خود بھی صراط مستقیم کا سختی سے پابند ہو۔

(ترجمان حق (ماہنامہ) کلکتہ، محرم الحرام ۱۳۸۱ھ / جولائی 1961ء)

☆...... مولانا احمد رضا بریلوی قادری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"(شیخ طریقت) کو کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلا کسی امداد کے اپنی ضروریات کے مسائل کتاب سے نکال سکے" (ملفوظات حصہ دوم ص 163 طبع لاہور)

☆...... علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتا ہے۔

"اور ولی کے لیے یہ شرط نہیں کہ وہ کتاب و سنت کے علوم میں عالم تحریر اور فاضل تجربہ ہو بلکہ اسے کتاب و سنت کا بقدر ضرورت علم کافی ہے۔ یعنی اس قدر کہ وہ اپنے اعتقاد اور عمل کی اصلاح کر سکے اور خود کو جہالت سے بچا سکے۔ (ہدیۃ المہدی (اردو) ص ۱۶۶ طبع فیصل آباد ۱۹۸۷ء)

﴿ وہابیوں کے شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب کی تعلیمی پوزیشن ﴾

☆...... مولانا انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں۔

" اما محمد بن عبد الوهاب النجدی فكانه رجلاً بليداً قليل العلم فكان يتسارع الى الحكم الكفر۔" (فیض الباری ص ۱۷۱ جلد اول)

محمد بن عبد الوہاب نجدی نہایت بے وقوف اور کم علم شخص تھا اور مسلمانوں پر کفر کا حکم لگانے میں بڑا تیز تھا۔

☆...... علامہ عبد الحفیظ بن عثمان قاری طائفی نے "جلاء القلوب وکشف الکروب" میں لکھا ہے۔

"وقد حرر العلماء الاعلام من اهل اليمن والبلد الحرام في جواز الاستغاثة جملة رسائل لانهم ابتلوا بالغبي الجاهل محمد بن عبد الوهاب۔"

یمن اور مکہ مکرمہ کے علماء اعلام نے استغاثہ کے جواز میں کئی رسالے لکھے ہیں کیونکہ ان کا پالا غبی اور جاہل محمد بن عبد الوہاب سے پڑا ہے۔ (مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۳۶ طبع لاہور ۱۹۸۴ء)

(از حضرت مولانا شاہ ابو الحسن زید فاروقی (فاضل ازہر) دہلوی)

مولوی اسماعیل دہلوی کے پیر کی تعلیمی پوزیشن

ایام طفلی میں تحصیل علم سے آپکو کچھ رغبت نہ تھی اور مکتب میں تین چار سال گزارنے کے بعد قرآن مجید کی چند سورتوں کے سوا آپکو کچھ یاد نہ ہوا۔ جب آپ بڑے ہوئے تو چند ساتھیوں کے ساتھ تلاش روزگار میں لکھنؤ گئے۔ وہاں آپ نے کچھ عرصہ ایک امیر کے پاس کام کیا۔ اس کے بعد آپکو خود بخود علم کا شوق پیدا ہوا اور حضرت شاہ عبد العزیز صاحب سے علم دین حاصل کرنے کے لیے دہلی تشریف لائے۔ شاہ صاحب نے آپکو اکبر آبادی مسجد میں اپنے بھائی شاہ عبد القادر صاحب کے پاس بھیج دیا۔ وہاں آپ نے کچھ صرف و نحو پڑھی۔ قرآن مجید کا اردو ترجمہ بھی مطالعہ کیا۔ لیکن لکھنے پڑھنے میں کوئی نمایاں ترقی نہ کی۔

(موج کوثر از شیخ محمد اکرام ایم اے ص ۱۰ لاہور)

سید محمد شریف گھڑیالوی (سابق امیر جمعیت اہلحدیث صوبہ پنجاب) کی علمی پوزیشن

"آپ نے سکول میں صرف دوسری جماعت تک تعلیم پائی۔ جب آپ کچھ لکھنے پڑھنے کے قابل ہو گئے تو آپ کے والد ماجد نے خاندان مشہدی کے ایک بزرگ فارسی کے علامہ چراغ علی صاحب ساکن ہرڑوال کلاں ضلع گورداسپور کے سامنے شاگرد بٹھا دیا۔ فارسی کا کامل علم آپ نے اپنے استاذ کو رنے حاصل کیا۔ بعد میں عربی کا علم، تفسیر قرآن اور علم حدیث ذاتی مطالعہ کا نتیجہ تھا۔ یہ علم باقاعدہ کسی استاد سے حاصل نہ کیا تھا۔

(اسلامی شکل و صورت مع حالات محمد شریف گھڑیالوی ص ۳۷ طبع دوم خانیوال ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء)

اعتراض :- ابن لعل دین مجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

﴿ الیاس قادری کے متعلق مریدوں کے عقائد ﴾

"اس فرقہ کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ لوگوں کے مرنے کے بعد قادری صاحب ان کے کام آتے ہیں۔

۱۔ سید احمد

اس لیے وہ فیضان سنت میں لکھتے ہیں۔"

"قادری صاحب کے بڑے بھائی ٹرین کے حادثہ میں انتقال کر گئے۔ وہ خواب میں بتاتے ہیں کہ .... قریب تھا کہ ان پر عذاب مسلط ہو جاتا۔ لیکن الیاس بھائی کا کیا ہوا ایصال ثواب میرے اور عذاب کے درمیان آڑے آگیا۔ کہتے ہیں اللہ کا شکر ہے کہ مرنے کے بعد میرا بھائی الیاس میرے کام آگیا۔ (میٹھی میٹھی سنتیں ...... ص ۳۲)

الجواب :- مندرجہ بالا واقعہ سے یہ اخذ کرنا کہ قادری صاحب اپنے بھائی کے مرنے کے بعد ان کے کام آئے۔ سراسر کذب بیانی ہے۔ بلکہ قادری صاحب کا کیا ہوا ایصال ثواب ان کی مغفرت کا سبب بنا اور انکے بھائی کا کہنا "اللہ کا شکر ہے کہ مرنے کے بعد میرا بھائی الیاس میرے کام آگیا۔" اس عبارت میں قادری صاحب کا نام مجازی طور پر استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں اور اسکی بہت سی مثالیں کتاب وسنت میں موجود ہیں۔

مسئلہ ایصال ثواب :- میت کے لیے قرآن پڑھنے سے آیا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟
اس میں اختلاف ہے۔ جمہور سلف اور ائمہ مجتہدین ثواب پہنچنے کے قائل ہیں۔

(شرح الصدور ص ۲۹۲ از امام سیوطی طبع کراچی 1969ء)

☆ ...... امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :

"زیارت کرنے والے کیلئے مستحب ہے کہ وہ زیارت کے بعد قرآن پڑھے اور دعا کرے۔ اس پر امام شافعی علیہ الرحمۃ کی تصریح بھی ہے۔ اور ان کے اصحاب بھی اس پر متفق ہیں۔

(شرح مہذب بحوالہ شرح الصدور ص ۲۹۳)

☆ ...... زعفرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ :

"میں نے شافعی سے دریافت کیا کہ قبر کے پاس قرآن پڑھنا کیسا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ حرج نہیں۔

(شرح الصدور ص ۲۹۳)

☆ ...... محدث ابن ابی الدنیا علیہ الرحمۃ (م ۲۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ :

"اس پر اجماع ہے کہ میت کو دعا کا ثواب پہنچتا ہے۔ اور دعا اس کے حق میں نافع ہوتی ہے۔

(شرح الصدور ص ۲۸۷)

☆ ...... وہابیوں کے مورث اعلیٰ حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں :

"احمد بن یحییٰ کا بیان ہے کہ ہمارے ایک رفیق نے کہا کہ میرا بھائی وصال کر گیا۔ میں نے بھائی کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ قبر میں جانے کے بعد کیا معاملہ پیش آیا۔ اس نے کہا آنے والا میری طرف

آگ کا انگارہ لے کر بڑھا۔ اگر دعا کرنے والا میرے حق میں دعا نہ کرتا تو وہ انگارہ مجھے ہلاک کر دیتا۔

(کتاب الروح ص ۷۷ (اردو) طبع لاہور 1997ء)

بتائیے! ابن لعل دین صاحب مولانا الیاس قادری کے بھائی کے خواب اور حافظ ابن قیم کی نقل کردہ مذکورہ بالا خواب میں کیا فرق ہے؟

اگر قادری صاحب مورد طعن ہیں تو حافظ ابن قیم بری کیوں ...... ؟

☆ ...... **مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد**

س= قرآن خوانی مردہ کی طرف سے بخشوانا جائز ہے یا نہیں؟

ج= .... خاکسار کے نزدیک بھی جائز ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص ۵۷۵ طبع بمبئی 1372ھ)

☆ ...... **نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد وہابی لکھتے ہیں۔**

"ختم برائے میت"

جس کے پاس ختم قرآن یا تہلیل ہو۔ اس سے کہے کہ دس بار قل ہو اللہ احد مع بسم اللہ پڑھے۔ پھر دس بار درود شریف پھر دس بار سبحان اللہ والحمد للہ تا الا باللہ، پھر دس بار اللھم اغفرہ وارحمہ، پھر ہاتھ اٹھا کر سورۃ فاتحہ پڑھ کر بلند آواز سے کہے کہ ثواب ان کلمات طیبات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے اور ثواب ختم قرآن و ختم تہلیل کا فلاں کی روح کو پیش کیا لوگ حلقے کے یوں کہیں :

"ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم" (کتاب الداء والدواء ص ۱۱۲ طبع لاہور)

اعتراض :- صفحہ نمبر 34 تا 36 پر روایت مصطفےٰ ﷺ کے متعلق چند خوابوں کا ذکر کر کے خود ساختہ عقائد و نظریات ان سے اخذ کر کے اہل سنت کی طرف منسوب کر کے کذب بیانی کی ہے۔

الجواب :- ان کے جواب میں ہم محققین علماء اسلام کی چند عبارتیں اور اہلسنت کی معتبر و مستند کتب سے چند ایسی ہی خوابوں کا ذکر کرتے ہیں۔ " ھو جوابکم فھو جوابنا "

☆ ...... **علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔**

"النظر فی اعمال امتہ و الاستغفار لھم من السیئات والدعاء بکشف البلاء عنھم والتردد فی اقطار الارض والبرکۃ فیھا حضور الجنازۃ من صالحی امتہ فان ھذا الامور من اشغالہ کما وردت بذلک الحدیث و الآثار۔"

(الحاوی للفتاویٰ ص ۱۵۲ جلد ۲ مطبوعہ پاکستان)

"اپنی امت کے اعمال پر نگاہ رکھنا۔ ان کے لیے گناہوں سے استغفار کرنا۔ ان سے دفع بلا کی دعا کرنا،

اطراف زمین میں آ جانا، اس میں برکت دینا اور اپنی امت میں کوئی صالح آدمی مر جائے تو اس کے جنازہ میں جانا، یہ چیزیں حضور ﷺ کا مشغلہ ہیں۔ جیسے کہ اس میں احادیث اور آثار آئے ہیں۔

☆ ..... صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں۔

"قال الامام الغزالی والرسول علیه السلام له الخیار فی طواف العالم مع ارواح الصحابة لقد رآه کثیر من الا ذکیاء" (تفسیر روح البیان ص ۹۹ جلد ۱۰ مطبوعہ الریاض)

"امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں سیر فرمانے کا اپنے صحابہ کی روحوں کے ساتھ اختیار ہے۔ بے شک آپ کو بہت سے اولیاء اللہ نے دیکھا ہے۔

☆ ..... حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں۔

بہت دفعہ لوگوں نے رحمت عالم ﷺ کو مع حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما خواب میں دیکھا ہے۔ کہ ان کی روحوں نے کافروں اور ظالموں کے لشکروں کو شکست دی۔ پھر اس کا ظہور ابھی ہوا کہ ٹڈی دل لشکر نہتے کمزور اور تھوڑے سے مسلمانوں سے شکست بھی کھا گیا۔ (کتاب الروح ص ۱۲۹ طبع کراچی)

خواب نمبر 1 :- حضرت سلمٰی سے جو انصار میں سے ایک عورت ہیں۔ روایت ہے کہ حضرت ام سلمٰی کے پاس میں آئی اور وہ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے رونے کا کیا باعث ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں اس حال میں دیکھا کہ آپ کا سر مبارک اور ریش مبارک پر گرد پڑی ہوئی ہے اور آپ رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کے رونے کا کیا باعث ہے آپ نے فرمایا میں حسین کے قتل کی جگہ گیا تھا۔ (ترمذی شریف ص ۲۱۸ جلد دوم)

ایک واقعہ :- شاہ عبد الرحیم دہلوی فرماتے ہیں۔

"ایک روز سید عبد اللہ اور ان کے استاد صاحب دونوں قرآن مجید کا ورد کر رہے تھے کہ کچھ عرب صورت سبز پوش گروہ در گروہ ظاہر ہوئے۔ ان کے سردار نے مسجد کے قریب کھڑے ہو کر ان قاریوں کی قرأۃ کو سنا اور کہا " بارك الله ادبت من القرآن "اور مراجعت فرمائی۔ ان عزیزوں کی عادت تھی کہ قرآن مجید پڑھتے وقت آنکھیں بند کر لیتے تھے اور کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے جب سورۃ ختم کر لی تو سید عبد اللہ سے پوچھا کہ وہ کون لوگ تھے۔ ان کی ہیبت سے میرا دل کانپ اٹھا۔ لیکن قرآن مجید کے احترام کی وجہ سے میں کھڑا نہ ہوا۔ سید عبد اللہ نے کہا اس قسم کے لوگ تھے جب ان کا سردار پہنچا تو میں بیٹھا نہ رہ سکا۔ میں نے اٹھ کر ان کی تعظیم کی۔ اسی گفتگو میں تھے کہ ایک اور آدمی آیا (اسی وضع کا) اور کہا کہ گذشتہ رات آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے مجمع میں تشریف فرما تھے اور اس حافظ کی جو اس جنگل میں ٹھہرا ہوا ہے، تعریف فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ علی الصبح میں اس سے ملوں گا

اور اس کی قرأۃ سنوں گا۔ آپ تشریف لائے تھے یا نہیں؟ اور اگر تشریف لائے تھے تو کہاں گئے؟ ان دونوں نے جب یہ بات سنی تو دائیں بائیں بھاگے لیکن کوئی نشان نہ ملا۔ راقم الحروف (شاہ ولی اللہ) کا گمان ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ اس واقعہ کے بعد مدت دراز تک اس جنگل سے خوشبو آتی رہی۔

(انفاس العارفین ص 25- 24 طبع لاہور)

خواب نمبر 2 :- حضرت ابو عبیدہ بن الجراح جب دمشق کا محاصرہ کیے ہوئے تھے تو قلعہ فتح نہ ہوتا تھا۔ ایک دن عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے۔ خواب میں رسول کریم ﷺ کو دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے "تفتح المدینة ان شاء الله تعالیٰ فی هذه اللیلة" اے ابو عبیدہ آج رات شہر فتح ہو جائے گا۔ پھر حضور ﷺ جلد ہی واپس تشریف لے جانے لگے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ جلد واپس جا رہے ہیں۔ کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے حضرت ابو بکر صدیق کے جنازہ میں جانا ہے۔ (فتوح الشام ص ۵ ۳ جلد اول مطبوعہ مصر)

خواب نمبر 3 :- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مجھے خبر دی شیخ ابو جابر نے کشاشی سے کہ عرضی لکھی کشاشی نے اپنی کسی حاجت کے لیے بارگاہ نبوی ﷺ میں۔ اس کا مضمون یہ تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ بہت قریب ہیں مجھ سے پایہ، پس طفیل آپ کے قرب کے جو مجھ سے اور میں نہیں دور ہوا، مگر آپ نے میری شفاعت کی اور میری دنیا و آخرت کی سب حاجتیں پوری ہو گئیں اور جس نے دوست رکھا ہے۔ آمین۔

پس جب چھ ماہ گزر گئے تو سید محمد بن علوی نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ فرماتے ہیں کہ احمد کشاشی کو ہمارا اسلام کہنا اور شفاعت کی خوش خبری دینا، دوسری رات پھر زیارت نبوی ﷺ سے بہرہ ور ہوئے تو سرکار ابد قرار نے فرمایا ہمارا اسلام احمد کشاشی کو کہنا، اور کہنا کہ تو ہمارا جنت الفردوس میں ہم نشین ہو گا۔

(در الثمین از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ص ۵ ۳، ۳۶ طبع اردو دوم 1970ء لائل پور)

خواب نمبر 4 :- حضرت شاہ عبد الرحیم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ راتوں میں سے ایک رات میں پیاسا تھا کہ ہمارے دوستوں میں سے ایک کو الہام ہوا کہ میرے واسطے ایک برتن دودھ تحفہ کر کے لے آئے۔ میں نے وہ دودھ پی لیا۔ پھر میں باوضو سو رہا تھا تو روح اکرم ﷺ کو دیکھا تو آپ نے اشارہ فرمایا کہ وہ دودھ ہم نے بھیجا تھا اور اس کے دل میں القا کیا تھا کہ تجھے پلائے۔

(در الثمین از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ص ۳۳ طبع اردو دوم ۱۹۷۰ء لائل پور)

خواب نمبر 5 :- حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جناب والد گرامی نے بیان فرمایا کہ رمضان شریف میں کہیں جانے کو سوار ہوا تو گرمی و تکلیف مجھے بہت ہوئی۔ پس اس حالت میں مجھے نیند آگئی تو زیارت سرکار دو عالم سے مشرف ہوا۔ آپ نے مجھے لذیذ کھانا عطا فرمایا جو چاول اور قند اور گھی سے

تیار ہوا تھا۔ وہ کھایا اور سیر ہوا تو سردیانی عنایت کیا اسے پیا۔ پیاس دور ہوئی پھر جاگا۔ اس حال میں کہ نہ بھوک تھی نہ پیاس اور ہاتھوں سے زعفران کی خوشبو آرہی تھی۔ (در الثمین ص ۳۸ طبع لاہور ۱۹۷۰ء)

خواب نمبر6 :- حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ ۲۳۳ھ میں یحیی بن معین محدث رحمۃ اللہ علیہ بغداد سے حج کے لیے تشریف لے گئے۔ اول مدینہ منورہ پہنچے۔ وہاں کی زیارت سے فارغ ہو کر خانہ کعبہ کا قصد کیا۔ اول منزل میں جو نیند آئی تو ہاتف غیبی نے ندا دی کہ اے ابو زکریا! (آپ کی کنیت تھی) ہماری ہمسائیگی چھوڑ کر کہاں جاتے ہو سمجھ گئے کہ یہ پیغمبر خدا ﷺ کی روح مبارک تھی کہ ان کو اس علامت فاخرہ کے ساتھ مشرف کیا۔ فوراً واپس ہو کر مدینہ منورہ اقامت فرمائی اور تین دن کے بعد انتقال فرمایا۔ (بستان المحدثین ص ۱۰۸،۱۰۷ طبع کراچی)

اعتراض :- ان لعل دین ہجری رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ کا ایک واقعہ "فیضان سنت" سے لکھ کر لکھتے ہیں۔ جبکہ یہ بات عیاں ہے کہ تعارف ہمیشہ کم درجے والا آدمی کسی بڑے رتبے اور مرتبے والے کا کرواتا ہے۔ الخ (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۳۵)

الجواب :- یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں۔ بلکہ بعض اوقات ایک عظیم شخصیت کسی کم درجہ کے فرد کا تعارف کرا کر اس کی شان و عظمت کو اجاگر کرنا چاہتی ہے۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے

"حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم پر یمن سے ایک شخص آئے گا جس کا نام اویس ہوگا۔ یمن میں اپنی والدہ کے سوا کسی کو نہ چھوڑے گا۔ اسکو برص کی بیماری تھی۔ اس نے اللہ سے دعا کی۔ وہ بیماری ختم ہو گئی ہے۔ صرف ایک دینار یا درہم کی جگہ باقی رہ گئی ہے۔ جو شخص تم میں سے اسکو ملے وہ اپنے لیے بخشش کی اس سے دعا کرائے۔ ایک روایت میں ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے۔ تابعین میں بہتر ایک آدمی ہے جس کا نام اویس ہے۔ اس کی والدہ ہے۔ اسکو برص کی بیماری تھی۔ اس کو کہو کہ تمہارے لیے مغفرت کی دعا کرے۔

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ مع ترجمہ اردو ص ۸۲۴ جلد سوم طبع لاہور)

اعتراض :- محمد رسول اللہ ﷺ قادری صاحب کے لکھے ہوئے شعری مجموعے نہ صرف پسند کرتے ہیں، سننے کے مشتاق رہتے ہیں۔ بلکہ قادری صاحب سے فرمائش بھی کرتے ہیں کہ مزید شعر لکھ کر لاؤ اور مجھے سناؤ۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۳۴)

الجواب :- اگر خالق کائنات جل جلالہ نے آپکو نعت گوئی کا ملکہ عطا نہیں فرمایا تو اپنی بدقسمتی کا ماتم کیجئے۔ اور کسی نیک و صالح شخصیت کے کلام کو بارگاہ نبوی ﷺ میں شرف قبولیت حاصل ہو جانا کوئی بعید بات نہیں۔ بلکہ صاحب قصیدہ بردہ شریف امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی مثال ہمارے سامنے

ہے۔ خواہ مخواہ اہل اللہ پر تنقید کرنے سے بجز نامہ اعمال سیاہ کرنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ درج ذیل احادیث مبارکہ اور واقعات کو پڑھئے:

٭ شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

☆......امام بخاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ انہوں نے حسان بن ثابت سے سنا وہ ابو ہریرہ سے گواہی چاہتے تھے۔ کہتے تھے اے ابو ہریرہ! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے نہیں سنا۔ "اے حسان تو اللہ کے رسول کی طرف سے کفار کو جواب دے۔ الٰہی! روح القدس کے ساتھ اس کی مدد فرما۔" ابو ہریرہ نے کہا بے شک ہاں۔

(صحیح البخاری مع شرح فیوض الباری ص ۱۸۱ جلد اول باب الشعر فی المسجد طبع لاہور)

☆......صاحب فیوض الباری لکھتے ہیں: حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد میں نعتیہ شعر پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گزرے تو آپ نے ٹوکا۔ اس پر حضرت حسان نے زیر بحث حدیث بیان کی اور کہا کہ میں تو حضور ﷺ کے سامنے بھی شعر پڑھتا تھا۔ اور پھر حضرت ابو ہریرہ سے اسکی شہادت بھی دلوائی حضرت حسان بڑے شاعر اور ادیب تھے حضور ﷺ کی حمایت میں کفار کی ہجو فرماتے ترمذی کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ حضرت حسان کے واسطے مسجد میں منبر بچھواتے اور اس پر کھڑے ہو کر حضرت حسان حضور ﷺ کی مدح و ثنا کرتے اور کفار کی ہجو فرماتے۔ حضور علیہ السلام ان کے متعلق فرماتے ہیں: "وجبریل معک" "جبریل تمہارے ساتھ ہیں۔" (ابو داؤد) اور کبھی دعا دیتے "اللّٰھم ایدہ بروح القدس" [a] (الٰہی روح القدس کے ساتھ حسان کی مدد فرما)۔

(فیوض الباری فی شرح صحیح البخاری ص ۱۸۱ جلد اول از علامہ محمود احمد[1] رضوی طبع لاہور)

[a] بخاری صلاۃ ص ۶۸ بدء الخلق ص ۶، ادب ص ۹۱، مسلم فضائل صحابہ ص ۱۵۲-۱۵۱، نسائی مساجد ص ۳۳، مسند احمد ص ۲۲۵ جلد ۵۔

☆......امام بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "حدثنا محمد بن سلام قال: حدثنا عبدۃ قال: اخبرنا ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت: استاذن حسان بن ثابت رسول اللہ ﷺ فی ھجاء المشرکین الخ" (الادب المفرد ص ۲۲۳ طبع سانگلہ ہل (شیخوپورہ) پاکستان)

---

[1] علامہ کی سند حدیث اس طرح ہے۔ (۱) علامہ سید محمود احمد رضوی۔ (۲) علامہ ابو البرکات سید احمد لاہوری۔ (۳) ابو محمد سید دیدار علی شاہ الوری۔ (۴) شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی۔ (۵) شاہ عبد العزیز محدث دہلوی۔

☆...... پروفیسر اختر راہی [1] (وہابی) لکھتے ہیں: قصیدہ بردہ کے بارے میں روایت ہے کہ امام بوصیری (م ۶۹۵ھ) یہ قصیدہ لکھنے سے پہلے فالج میں مبتلا تھے۔ انہوں نے کافی علاج کیا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ آخر حضور ﷺ سے عقیدت و محبت کی خاطر یہ قصیدہ لکھا۔ رات کو سوئے تو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ انہوں نے امام بوصیری کو ایک چادر اوڑھا دی۔ صبح بیدار ہوئے تو اپنے آپ کو تندرست محسوس کیا۔ اس نسبت سے یہ قصیدہ بردہ مشہور ہوا۔

(تذکرہ مصنفین درس نظامی از پروفیسر اختر راہی ص ۳۱۳ طبع لاہور ۱۳۹۸ھ)

☆...... محمد بن عبید اللہ بن عمرو العتبی کہتے ہیں: کہ میں مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا تو قبر اطہر پر زیارت کے لئے حاضر ہوا اور حاضری کے بعد وہیں ایک جانب کو بیٹھ گیا۔ اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار بدوانہ صورت حاضر ہوئے اور آکر عرض کیا کہ یا خیر الرسل ﷺ (اے رسولوں کی بہترین ذات) اللہ جل شانہ نے آپ پر قرآن شریف نازل فرمایا" ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما○ (نساء ۶۴) "اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنے نفس پر ظلم کرلیا تھا آپ کے پاس آجاتے اور آکر اللہ تعالیٰ شانہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لئے معافی مانگتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا پاتے" اے اللہ کے رسول میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور اللہ جل شانہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں۔ اور اس میں آپکی شفاعت کا طالب ہوں اس کے بعد وہ رونے لگے اور یہ شعر پڑھے۔

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمه
فطاب من طيبهن القاع والاكم

ترجمہ:- "اے بہترین ذات ان سب لوگوں میں جن کی ہڈیاں ہموار زمین میں دفن کی گئیں، کہ ان کی وجہ سے زمین اور ٹیلوں میں بھی عمدگی پھیل گئی"

نفسي الفداء لقبر انت ساكنه
فيه العفاف وفيه الجود والكرم

ترجمہ:- "میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ مقیم ہیں۔ کہ اس میں عفت ہے۔ اس میں جود ہے۔ اس میں کرم ہے۔" اس کے بعد انہوں نے استغفار کی اور چلے گئے۔ عتبی کہتے ہیں کہ میری آنکھ ذرا لگ گئی تو میں نے نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جا؛ اس بدو سے کہہ دو کہ میری سفارش سے اللہ جل شانہ نے اس کی مغفرت فرمادی۔

[1] جناب راہی صاحب لکھتے ہیں: راقم اپنی وہابیت کے باوجود اسے پڑھتا اور لطف اندوز ہوتا ہے۔
(تذکرہ مصنفین درس نظامی ص ۳۱۴)

(ذکره ابن عساکر فی تاریخه و ابن الجوزی فی مثير العزم و غيرهما باسانيدهم كذا في شفاء السقام والمواهب و ذكره الموفق مختصراً) اکثر حضرات نے یہی دو شعر نقل کئے ہیں۔ مگر امام نووی نے اپنی مناسک میں اس کے بعد دو شعر اور نقل کئے ہیں۔

انت الشفيع الذي ترجى شفاعته -- على الصراط اذا ما زلت القدم

ترجمہ:- "آپ ایسے سفارشی ہیں جن کی سفارش کے ہم امیدوار ہیں۔ جس وقت کہ پل صراط پر لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے۔"!!!!

وصاحباك لا انساهما ابداً -- منى السلام عليكم ما جرى القلم

اعتراض:- ابن لعل دین مجدی نے ص ۳۹ سے ص ۴۱ پر 5 کرامتوں کا ذکر کیا ہے۔ اور حوالہ مجلہ "الدعوۃ" 1994ء لاہور سے دیا ہے۔ جو کہ وہابیہ مجدیہ کا ترجمان ہے۔ محمد الیاس قادری یا کسی دوسرے عالم اہلسنت کی تالیف کا حوالہ نہیں دیا۔ تین کرامتیں تو سراسر الدعوۃ کے ایڈیٹر کا کذب ہے۔ (لعنة الله على الكاذبين) دیگر دو کرامتوں کا جواب کرامتوں سے درج ذیل ہے۔ "موجوا انکم موجوانا"

الجواب:- ﴿ تیسری کرامت: بیک وقت مدینہ اور پاکستان میں دونوں جگہ موجود ہونا۔﴾

اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جس طرح معجزہ نبی سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ ایسے ہی کرامت ولی اللہ سے صدور پذیر ہوتی ہے۔ اور یہ کرامت دراصل نبی کا ہی معجزہ ہوتا ہے۔ اس کی صداقت اور اس کے مذہب کے صحیح ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کے نیک اور پسندیدہ آدمی سے خارق عادت باتیں صادر ہوں تو یہ کرامات اولیاء کہلاتی ہیں۔ اور اگر یہ خوارق مردود الطعنہ کافر و مشرک سے صادر ہوں تو انہیں استدراج کہا جاتا ہے۔

(ماخذ جامع کرامات اولیاء از علامہ نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ)

☆...... کرامات کی بہت سی اقسام ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک قسم ولی اللہ کا ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر حاضر ہونا ہے۔

☆...... حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اکمل اولیاء اللہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ یہ قدرت عطا فرماتا ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ (مکتوب نمبر ۵۸ جلد دوم ص ۱۱۵)

☆...... امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آن میں متعدد جگہوں میں مقبولان الٰہی کے موجود ہونے پر واقعہ معراج سے استدلال کیا ہے۔ اور پھر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا واقعہ لکھا ہے۔ کہ انہوں نے ایک جمعہ ایک ہی آن میں پچاس جگہ پڑھایا۔ اس کے علاوہ اور بزرگان دین کے واقعات ذکر فرمائے ہیں۔ (درالغواص ص ۱۶۳-۱۶۶)

☆ ...... ابن لعل دین کے چچازاد بھائی مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

"محمد الخضری مجذوب، چلانے والے، عجیب و غریب حالات و کرامات و مراقبہ والے تھے۔
...... آپ ابدال میں سے تھے۔ آپکی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تین شہروں
میں خطبہ اور نماز جمعہ ایک وقت پڑھایا۔ (جمال الاولیاء ص ۱۸۸ مطبوعہ لاہور)

چوتھی کرامت :- ﴿ آقا ﷺ کا قادری صاحب کو عبدالقادر جیلانی کے ذریعہ سلام بھیجنا۔ ﴾
ایک کرامت یہ بھی بتاتی ہے کہ پیر عبدالقادر جیلانی نبی محترم ﷺ کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا
"جاتے ہوئے کراچی میں الیاس کو میرا سلام کہتے جانا۔"

☆ ...... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

سید محمد بن علوی نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ احمد قشاشی (م 1071ھ مدفن مدینہ) کو
ہمارا اسلام کہنا اور شفاعت کی خوش خبری دینا الخ (در الثمین ص ۴۶ طبع لائل پور 1970ء)

اعتراض :- (الیاس قادری سے پوچھا گیا کہ) آپکا آئیڈیل (Ideal) کون ہے؟
جواب :- اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان (میرے آئیڈیل ہیں) الخ
(میٹھی میٹھی سنتیں یاد حتیں ...... ص ۱۷)

الجواب :- تمہارا آئیڈیل محمد بن عبدالوہاب نجدی خارجی ہے۔
مولانا محمد الیاس قادری کا آئیڈیل عاشق رسول مولانا احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری ہے۔

اپنا اپنا مقدر ، اپنی اپنی پسند

(وہابیوں کے آئیڈیل کا علمی مقام)

مولانا انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں۔ "اما محمد بن عبد الوہاب النجدی فکانہ رجلا
بلیدا قلیل العلم فکان یتسارع الی الحکم بالکفر" (فیض الباری ص ۱۷۱ جلد اول)
"محمد بن عبدالوہاب نجدی نہایت بے وقوف اور کم علم شخص تھا اور مسلمانوں پر کفر کا حکم لگانے میں
بڑا تیز تھا۔

(مولانا محمد الیاس قادری کے آئیڈیل کا علمی مقام)

مولانا محمد صادق نسیم استوی لکھتے ہیں کہ شیخ وقت شیر ربانی میاں شیر محمد شرق پوری علیہ الرحمۃ کو
خواب میں حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی زیارت ہوئی۔ میاں صاحب نے دریافت
کیا۔ حضور اس وقت دنیا میں آپ کا نائب کون ہے؟ ارشاد فرمایا "بریلی میں احمد رضا"۔ بیداری کے بعد
حضرت قبلہ میاں صاحب جلوہ آرائے بریلی ہوئے اور حضور اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی زیارت
سے مشرف ہوئے۔ واپس آکر فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک پردہ ہے پیچھے حضور ﷺ بتاتے

ہیں اور احمد رضا بولتے ہیں۔[1] ملک حسن علی جامعی نے بھی اپنی کتاب "حیات جاوید" میں لکھا ہے کہ
میاں صاحب قبلہ ایک دفعہ بریلی شریف تشریف لے گئے تھے۔[2]

عارف باللہ، حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب، قبلہ گولڑوی رضی اللہ عنہ ارشاد
فرماتے ہیں۔ کہ میں اعلیٰ حضرت کی زیارت کے لیے بریلی شریف حاضر ہوا تو اعلیٰ حضرت حدیث پڑھا
رہے تھے۔ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی حضور پر نور ﷺ کو دیکھ دیکھ کر آپ کی زیارت
شریف کے انوار کی روشنی میں حدیث پڑھا رہے ہیں۔
(تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، مولانا عبد المجتبیٰ ص ۳۱۱ طبع لاہور 1989ء)

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی نے مولانا محمد الیاس قادری کی چند وصیتیں نقل کر کے ان پر بے جا
تنقید کی ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا ...... ص ۳۷ تا ۳۹)

الجواب :- ہم ان وصیتوں کا سلسلہ وار جواب تحریر کرتے ہیں۔

☆ وصیت نمبر ۱ :- "ممکن ہو تو قبر کے اندرونی تختے پر یاسین شریف، سورۃ ملک شریف ...... اور
درود تاج شریف ...... پڑھ کر دم کر دیا جائے۔"

(۱) قادری صاحب کے الفاظ "ممکن ہو" سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اس فعل کو فرض، واجب اور
سنت نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کے نزدیک یہ فعل جائز اور امر مستحسن ہے۔
(۲) کتاب و سنت میں اس فعل کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں۔ اس لیے یہ امر جائز ہوگا۔

مولوی ثناء اللہ کا فتویٰ :-

س: جس جائے نماز پر امام نماز پڑھاتا ہے۔ اگر اس جائے نماز کو علیحدہ فرش پر بچھا کر ہم نماز پڑھ لیں
تو کیا ہماری نماز جائز ہے یا نہیں؟
ج: جائز ہے۔ منع کی کوئی دلیل نہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب تک میں منع نہ کروں منع
مت سمجھو۔ (فتاویٰ ثنائیہ ص ۳۲۵ جلد اول طبع بمبئی (انڈیا) 1372ھ)
محشی لکھتے ہیں۔ مولانا کا اشارہ اس حدیث شریف کی طرف ہے۔ "ذرونی ما ترکتکم فانما ھلک من
کان قبلکم بکثرۃ سوالھم اخرجہ احمد، مسلم، النسائی و ابن ماجہ (ابو سعید شرف الدین)
(فتاویٰ ثنائیہ ص ۳۲۵ جلد اول طبع بمبئی (انڈیا) 1372ھ)

یاد رہے کہ درود تاج فقط ان الفاظ پر ہی ہے۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
اسکے بعد والے الفاظ میں حضور اکرم ﷺ کی مدح و توصیف بیان کی گئی ہے۔

---

[1] محمد صادق نسیم استوی، اعلیٰ حضرت بریلوی (مجدد اسلام) ص ۱۳۵ طبع لاہور 1976ء
[2] ملک حسن علی جامعی، حیات جاوید مطبوعہ شرق پور ص ۴۳ 1979ء

☆..وصیت نمبر 2:- غسل باریش و باعمامہ پابند سنت اسلامی بھائی ہی سنت کے مطابق دیں۔

خط کشیدہ الفاظ پر تنقید کرنا سراسر بد بختی اور حشر میں خسران کا باعث ہے۔ اور گمراہ فرقہ اہل قرآن کا شیوہ ہے۔

☆..وصیت نمبر 3:- بعد غسل کفن میں میرا چہرہ چھپانے سے قبل پہلے پیشانی پر انگشت شہادت سے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھیں۔ اسی طرح سینے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھیں۔

☆...... **علامہ شامی حنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔**

"یوں بھی ہو سکتا ہے کہ پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھیں اور سینہ پر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پیشتر کلمہ کی انگلی سے لکھیں۔ روشنائی سے نہ لکھیں۔ (رد المحتار)

☆..وصیت نمبر 10:- زہے نصیب سید صاحب تلقین فرمائیں۔

اس وصیت میں سادات کرام کی تعظیم کی طرف اشارہ ہے۔ جو کہ جزو ایمان ہے۔

☆..وصیت نمبر 8:- چہرہ کی طرف دیوار میں طاق بنا کر اس میں کسی پابند سنت اسلامی بھائی کے ہاتھ سے لکھا ہوا عہد نامہ، شجرہ شریف رکھیں۔

☆...... **حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔**

شجرہ قبر میں رکھنا بزرگوں کا عمل ہے اور اس کا دو طریقہ ہے، اول یہ کہ مردہ کے سینہ پر کفن کے اندر یا کفن کے اوپر رکھیں اور اس طریقہ کو فقہا منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مردہ کے بدن سے خون و ریم بہتا ہے۔ اور اس سے بزرگوں کے نام کے بارہ میں بے ادبی ہوتی ہے۔ اور دوسرا طریقہ یہ کہ مردہ کے سرہانے قبر میں چھوٹا سا طاق بنالیں اور اس میں شجرہ کا کاغذ رکھ دیں۔

(فتاویٰ عزیزی (اردو) ص ۱۸۱ طبع کراچی 1973ء)

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد وہابی کا فتویٰ

س: چینی کی رکابی پر جو لوگ عربی وغیرہ لکھ کر بیماروں کو پلاتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟

ج: آیات قرآن کو لکھ کر پلانا بعض صلحاء نے جائز لکھا ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ ص ۵۵۵ جلد اول طبع بمبئی (انڈیا) ۱۳۷۲ھ)

اسی طرح بزرگان دین کا قبروں میں شجرہ رکھنا معمول ہے جیسا کہ فتاویٰ عزیزی میں مرقوم ہے۔ اس لیے اس کے جواز میں کوئی شک نہیں۔

☆..وصیت نمبر 6 اور وصیت نمبر 8 کے بقیہ کا تعلق مقام محبت سے ہے۔

من لم یذق حرق الھوی --- لم یدر ما جھد البلاء

"جس نے عشق کی سوزش کا مزہ نہیں چکھا، وہ محبت کی ان کیفیتوں کو کیا جانے"

طائفہ زاہد خشک نور باطن اور برکات قلبیہ سے ناواقف اور ظاہری محدثین فہم دقیق اور مغز شریعت سے محروم! محبت اور لوازمات محبت کو کیا جانیں۔

☆...**صحابہ کرام، تابعین اور اولیاء کاملین کے چند واقعات ملاحظہ ہوں۔**

☆...... **حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت**:-

آپ کے پاس آنحضرت ﷺ کی چادر، قمیص، ازار، کچھ موئے مبارک اور ناخن موجود تھے۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ مجھے آپکی قمیص، ازار اور چادر میں کفن دیا جائے اور میری ناک اور منہ اور ان اعضاء میں جن سے سجدہ کیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ کے بال مبارک اور ناخن بھر دیے جائیں۔ الخ

(اسماء الرجال، مشکوٰۃ شریف، (عربی۔ اردو) از محمد بن عبداللہ (م ۷۳۷ھ) ص ۴۸ طبع لاہور)

☆...... **خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وصیت**:-

حضرت ثابت بنانی تابعی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خادم حضرت انس ابن مالک نے مجھ سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال ہے۔ جب میں مر جاؤں تو اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ چنانچہ میں نے حسب وصیت ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور وہ اسی حالت میں دفن کیے گئے۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ از حافظ ابن حجر (م ۸۵۲ھ) ترجمہ = انس بن مالک)

☆...... **حضرت عمر بن عبد العزیز (ثانی عمر) رضی اللہ عنہ کی وصیت**:-

جب حضرت عمر بن عبد العزیز کا وقت وفات قریب آیا، تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال مبارک اور ناخن منگوائے اور وصیت کی کہ یہ میرے کفن میں رکھ دیے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(طبقات ابن سعد ص ۳۰۰ جلد ۵)

☆...... **صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی وصیت**:-

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن انیس کو عرنہ میں خالد بن سفیان ہذلی کے قتل کرنے کے لیے بھیجا۔ حضرت عبد اللہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر لے کر ایک غار میں داخل ہوئے۔ اس غار پر مکڑی نے جالا تن دیا۔ دشمن جو تعاقب میں آئے، انہوں نے وہاں کچھ نہ پایا اور ناامید ہو کر واپس چلے گئے۔ حضرت عبد اللہ غار سے نکل کر اٹھارہ دن کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور خالد کے سر کو سامنے رکھ کر قصہ بیان کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک میں عصا تھا۔ آپ نے حضرت عبد اللہ کو عطا فرمایا اور یوں ارشاد فرمایا۔ "جنت میں اس پر ٹیک لگانا"۔ وہ عصا حضرت عبد اللہ کے پاس رہا جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو وصیت کی کہ اس عصا کو میرے کفن

میں رکھ کر میرے ساتھ دفن کر دینا" (حقوق مصطفیٰ ص ۵۲ ... طبع لاہور 1998ء)

☆...... محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کی وصیت :-

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ نے حالت نزع میں نحیف سی آواز میں پاس بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہا کہ وہ سارے قلم اکٹھے کیے جائیں۔ جن سے میں نے تمام عمر شافع محشر محبوب داور ﷺ کی مبارک احادیث لکھی ہیں۔ اور ان کے سروں پر لگی ہوئی روشنائی کھرچ لی جائے۔ جب آپ کے حکم کی تعمیل کی گئی تو اس سیاہی کا ڈھیر لگ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ مرنے کے بعد میری نعش کو غسل دینے کے لیے تیار کردہ پانی میں یہ روشنائی ڈال دینا۔ شاید خدائے رحمان و رحیم اس جسم کو نار جہنم سے نہ جلائے۔ جس پر اس کے محبوب کی حدیث کی روشنائی کے ذرے لگے ہوں۔

(مقدمہ "الوفا" (اردو) از مولانا محمد علی جانباز ... لاہور ص ۹ طبع لاہور)

جناب ابن لعل دین مجدی ذرا ارشاد فرمائیں! **که**

ان نفوس قدسیہ نے مرتے وقت جو وصیتیں فرمائی ہیں!

" سنت هیں یا بدعت ؟

سنت ہیں تو احادیث نبویہ مرفوعہ صحیحہ سے ثابت کرو، اگر بدعت ہیں!

تو کیا یہ "کل بدعة ضلالة" میں شامل ہیں یا نہیں؟ اور اسلام میں بدعتی کا کیا حکم ہے؟

☆..وصیت نمبر 9 :- قبر پر اذان دیں۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد وہابی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں :- آیات قرآن کو لکھ کر پلانا بعض صلحاء نے جائز کہا ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ص ۵۵۵ جلد اول طبع بمبئی (انڈیا) 1372ھ)

حضرت خواجہ خدا بخش چشتی خیر پوری (م ۱۲۵۰ھ) شاگرد رشید شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

"قبر پر اذان دینا میت دفن کرنے کے بعد مختلف فیہ ہے۔ مگر اچھا ہے کہ میت کی قبر پر اذان دی جائے کیونکہ ایک قدیم رواج ہے اور چونکہ اس میں کلمہ پڑھا جاتا ہے اس لیے اس سے عذاب قبر میں تخفیف ہوتی ہے۔الخ (اولیائے بہاولپور ص ۸۷ طبع دوم 1984ء بہاولپور)

☆...... سید عبد الحی ندوی رقمطراز ہیں :-

"الشیخ العالم خدا بخش الجشتی الملتانی احد من کبار المشائخ فی مصره ولانشاء بملتان" و قرأ العلم علیٰ من بهامین العلماء ثم تصدر بالتدریس و درس بمدینة العلم "ملتان" اربعین سنة" (نزهة الخواطر جلد ششم ص ۹۸ مطبوعہ دائرة المعارف حیدر آباد (انڈیا))

☆...... صاحب تحفۃ الابرار لکھتے ہیں :-

"آپ کامل ترین خلیفہ حضرت حافظ محمد جمال ملتانی تھے۔ آپ عالم متبحر اور رموز تصوف کے اعلیٰ درجہ کے ماہر تھے۔الخ" (تحفۃ الابرار رجال ملتانی ص ۵۲ مطبوعہ ... رضوی ... بہاولپور)

☆ وصیت نمبر 5 :- (انگشت شہادت سے) دل پر یا رسول اللہ۔ ناف اور سینے کے درمیانی حصہ کفن پر یا غوث اعظم یا امام اعظم یا امام احمد رضا یا شیخ ضیاء الدین لکھیں۔

☆...... نواب وحید الزمان غیر مقلد لکھتا ہے۔

"مگر اگر اسے پکارنے والا دور سے پکارے اور اس کی محبت میں وارفتہ ہو۔ جیسے عاشق اپنے معشوق کو حاضر تصور کر کے پکارتا ہے اور پکارنے والا کوفہ میں اور وہ بصرہ میں ہو تو اس سے وہی ظاہر ہو تا جو عوام الناس کہتے ہیں۔ یعنی یا رسول اللہ یا علی، یا غوث تو اس ایسی ندا سے ان پر شرک کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔الخ

(ہدیۃ المہدی ص ۵۰ طبع فیصل آباد 1978ء)

تو جب یا رسول اللہ، یا علی، یا غوث کہنا جائز ہے۔ تو کفن پر شہادت کی انگلی سے بغیر سیاہی سے لکھنے میں کونسی قباحت ہے۔

☆..وصیت نمبر 12 :- قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے۔

☆...... حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"پھول اور خوشبو کی چیز قبر پر رکھنا اس سے ماخوذ ہے کہ میت کے لیے کفن میں کافور وغیرہ خوشبو کی چیزیں لگانا شرعاً ثابت ہے۔ اور بعد دفن کے تو میت قبر کے اندر رہتی ہے البتہ یہ چیزیں قبر پر رکھنے سے اس میت کی مشابہت جدید میت کے ساتھ ہوتی ہے۔ تو احتمال ہے کہ خوشبو کی چیزیں قبر پر رکھنے سے میت کو سرور ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ اس حالت میں روح کو خوشبو سے لذت حاصل ہوتی ہے۔ اور روح باقی رہتی ہے اگرچہ حواس جس کے ذریعے سے خوشبو روح کو زندگی میں پہنچتی ہے۔ بعد موت کے حالت حیات کے مانند باقی نہیں رہتا۔ لیکن یہ امر قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ شرعاً ثابت ہے۔ کہ میت کو بعد موت لذت اور خوشی معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔ "تأتیه روحها وطیبها" یعنی پہنچتی ہے میت کو سرد ہوا بہشت کی اور شہداء کے حق میں قرآن میں وارد ہے "یرزقون فرحین" یعنی شہداء کو روزی دی جاتی ہے۔ اور وہ خوش ہوتے ہیں۔ تو اس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ قبر پر خوشبو رکھنے سے میت کو سرور ہو سکتا ہے۔

(فتاویٰ عزیزی (اردو) طبع کراچی ص ۱۵۲ ... 1973ء)

فتویٰ :- حضرت مولانا عبد الحی حنفی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

سوال: برگ سبز یا گل (پھول) یا مانند آں بر قبر نہادن سنت ست یا مستحب؟

جواب: بعضے فقہا ایں را مستحب نوشتہ اند بدلیل آنکہ آنحضرت ﷺ یکبارہ دو قبر گذشتند کہ صاحب آں دو قبر عذاب کردہ میشوند فرمودہ کہ ایشان عذاب کردہ میشوند فرمودہ کہ ایشاں عذاب کردہ میشوند در چیزے کہ شاق نبود برایشان پس یک جریدہ نخل طلبیدہ در میان آں شق کردہ یک یک نصف بر آں دو قبر نہادہ و فرمودہ "یخفف عنهما العذاب ما لم ييبسا" یعنی مادام کہ خشک نشوند ببرکت تسبیح آں در عذاب صاحب قبر تخفیف خواہد شد۔ (مجموعہ فتاویٰ ص ۶۹ جلد ۳ مطبع فرنگی محل 1935ء)

☆...علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ہمارے بعض ائمہ متاخرین نے فتویٰ دیا ہے کہ قبروں پر ترشاخیں اور پھول ڈالنا جس کی لوگوں کو عادت ہے۔ یہ سنت ہے۔

(فوائد النور فی جرائد القبور ص ۱۳۰ مطبع لاہور 1996ء)

☆.. فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ "ووضع الورد والرياحين على القبور حسن والله اعلم"

☆.. رد المحتار شرح الدر المختار میں ہے۔ "خلاصہ یہ ہے کہ ترشاخیں قبر پر رکھنے یا ڈالنے کا استحباب حدیث سے ثابت ہے اور اسی پر قیاس کیا جائے گا جو ہمارے زمانہ میں آس وغیرہ کی شاخیں ڈالتے ہیں کی عادت ہو گئی ہے۔ (جلد اول باب زیارت القبور)

☆...وصیت نمبر 7 :- جنازے کے جلوس میں سب اسلامی بھائی مل کر امام اہل سنت کا قصیدہ درودیہ "کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروڑوں درود" پڑھیں۔

☆.....امام عبد الغنی نابلسی[1] حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بعض مشائخ نے جنازے کے آگے اور پیچھے بلند آواز سے ذکر کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ تاکہ اس سے اس میت اور زندوں کو تلقین ہو اور غافلوں کے دلوں سے غفلت اور سختی اور دنیا کی محبت دور ہو۔ (حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ)

☆.....علامہ عبد الوہاب شعرانی[2] علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ جنازے کے ساتھ جانے والے بیہودہ باتیں نہیں چھوڑتے اور دنیاوی حالات میں مشغول ہیں تو مناسب ہے کہ ان کو کلمہ پڑھنے کا حکم دیا جائے۔ کیونکہ یہ کلمہ نہ پڑھنے سے افضل ہے۔ (لواقح الانوار القدسیہ)

☆.. بلحاظ زمانہ اب علماء نے ذکر جہر کی بھی اجازت دی ہے۔ (صغیری، در مختار وغیرہ)

☆.....علامہ سخاوی[3] فرماتے ہیں۔ "وهي من ابرك الاعمال وافضلها الخ"

(قول البدیع ص ۱۱۲ طبع سیالکوٹ)

درود شریف بہت بابرکت اعمال اور افضل ترین اعمال میں سے ہے۔ **لہٰذا:** بزبان اردو "قصیدہ درودیہ" باآواز بلند پڑھنا جائز اور امر مستحسن ہے۔

---

[1] نابلسی م ۱۱۴۳ھ ، [2] شعرانی م ۹۷۳ھ ، [3] سخاوی م ۹۰۲ھ

☆..وصیت نمبر 10 :- "زہے نصیب سید صاحب تلقین فرماویں۔"

طبرانی نے کبیر میں اور ابن منذہ نے ابو امامہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مر جائے اور تم اس پر مٹی ڈال چکو تو کوئی ایک آدمی قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر پکارے اے فلاں ابن فلانیہ! مردہ یہ بات سنے گا لیکن جواب نہ دے گا۔ پھر دوبارہ اسے ہی پکارے، تو وہ اٹھ کر بیٹھ جائے گا، پھر ایسے ہی پکارے تو کہے گا کہ خدا تجھ پر رحم کرے مجھے ہدایت کی بات بتا۔ لیکن تم اس کی آواز نہ سن سکو گے۔ تو باہر والے کو کہنا چاہیے کہ "وہی کلمہ یاد کرو جو پڑھتے ہوئے تم دنیا سے آئے ہو" یعنی اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ" اور یہ بات کہو کہ میں نے راضی خوشی خدا کو اپنا رب اور محمد ﷺ کو نبی، اور اسلام کو دین اور قرآن کو امام مان لیا۔ (شرح الصدور شرح حال الموتیٰ والقبور ص ۱۰۸-۱۰۹ طبع کراچی 1969ء)

☆..وصیت نمبر 11 :- ہو سکے تو میرے اہل مجلس میری تدفین کے بعد بارہ روز تک اور یہ نہ ہو سکے تو کم از کم بارہ گھنٹے ہی سہی میری قبر پر حلقہ کئے رہیں اور درود اور تلاوت و نعت سے میرا دل بہلاتے رہیں۔

"عن عمرو بن العاص قال لابنه وهو في سياق الموت اذا انا مت فلا تصحبني نائحة ولا نار فاذا دفنتموني فشنوا علي التراب شنا ثم اقيموا حول قبري قدر ما ينحر جزور و يقسم لحمها حتى استانس بكم واعلم ماذا اراجع به رسل ربي"

(کتاب الروح ص ۱۲ طبع لاہور 1997ء) (رواہ مسلم ، مشکوٰۃ ص ۱۴۹ طبع ملتان)

"عمرو بن العاص صحابی رضی اللہ عنہ نے وقت نزع اپنے بیٹے سے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو میرے جنازے پر نوحہ خوانی نہ کی جائے اور نہ ہی آگ ہو۔ جب تم مجھے دفن کر لو تو میری قبر کے چاروں طرف اتنی دیر ٹھہرے رہنا جتنی دیر اونٹنی ذبح کرنے اور اس کا گوشت تقسیم کرنے میں لگتی ہے تاکہ میں تم سے مانوس رہوں اور مجھے پتہ چل جائے کہ میرے پروردگار کے قاصد کیا لے کر جاتے ہیں۔"

خدا جانے لوگوں نے اس فعل کو کیوں ترک کر دیا ہے۔ چاہیے کہ اہل اسلام اس کی تعمیل کریں۔ اگر بہت آدمی نہ ٹھہر سکیں بوجہ کسی ضرورت اور کاروبار کے، تو میت کے دوست و آشنا و اقرباؤں سے چند آدمی ٹھہریں اور پڑھتے رہیں قرآن اور استغفار وغیرہ۔ اور ایک یا دو گھنٹے کے بعد باری تبدیل کرتے رہیں اور یہی مدعا مقصد ہے قبلہ قادری صاحب کی وصیت کا۔ نہ کہ بارہ دن یا بارہ گھنٹے لوگ وہیں ٹھہرے رہیں۔

حدیث :- كان النبي ﷺ اذا فرغ من دفن الميت وقف على قبره وقال استغفروا لاخيكم واسألوا الله له التثبيت فانه الآن يسأل۔ (ابو داؤد ص ۵۸۲ جلد دوم)

"نبی ﷺ جب دفن میت سے فارغ ہوتے تو اس کی قبر پر ٹھہرتے اور فرماتے کہ مغفرت مانگو اپنے بھائی کی اور دعا کرو کہ اللہ اس کو ثابت اور قائم رکھے جواب دینے میں۔ کیونکہ اب اس سے منکر نکیر کا سوال ہوگا۔"

اعتراض :- ایک بزرگ کا بیان ہے خدا عزوجل کی قسم! میں نے یہ ایمان افروز خواب دیکھا ہے۔ حضور اکرم ﷺ اپنے دست مبارک میں ایک کتاب لیے تشریف لا رہے ہیں۔ دائیں طرف حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور بائیں طرف اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ کونسی کتاب ہے؟ حضور ﷺ نے کتاب دکھاتے ہوئے فرمایا: یہ "فیضان سنت" ہے اور یہ محمد الیاس قادری کی طرف سے میری امت کے لیے تحفہ ہے۔
(میٹھی میٹھی سنتیں یا ...... ص ۱۵)

الجواب :- کسی مصنف کی کسی تصنیف کا بارگاہ رب العزت میں اور دربار نبوی میں قبول ہو جانا مصنف کی عظمت و رفعت کی دلیل ہے۔ اور اس قسم کے متعدد واقعات مستند کتب میں پائے جاتے ہیں۔

☆...... حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

"علامہ خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) کے زمانہ کے بزرگوں میں سے کسی نے یہ بیان کیا کہ میں نے ایک دن یہ خواب دیکھا کہ گویا بغداد میں ہم خطیب کی خدمت میں حاضر ہیں اور حسب عادت تاریخ بغداد کو ان کے روبرو پڑھنا چاہتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ان کے بائیں طرف شیخ نصر بن ابراہیم مقدسی تشریف رکھتے ہیں اور دائیں طرف ایک اور باہیبت و جلال بزرگ ہیں تو کہا گیا کہ حضور سرور کائنات ﷺ اس تاریخ کو سننے کی غرض سے تشریف لائے ہیں۔ (بستان المحدثین (اردو) ص ۱۱۹ طبع کراچی)

☆...... **قاضی عیاض (م ۵۴۴ھ) :-** کے برادر زادہ نے ایک روز اپنے چچا کو خواب میں دیکھا کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس خواب کو دیکھنے سے ان پر ایک دہشت سی طاری ہوئی اور توہم لاحق ہوا تو ان کے چچا (قاضی عیاض) جو ان کی اس حالت کو تاڑ گئے تھے۔ کہنے لگے اے میرے بھتیجے! میری کتاب "شفاء" کو مضبوط پکڑے رہو اور اس کو اپنے لیے حجت بناؤ۔ (گویا اس کلام میں اشارہ یہ تھا کہ مجھ کو یہ مرتبہ اسی کتاب کے بدولت ملا ہے۔ (بستان المحدثین (اردو) ص ۲۲۲ طبع کراچی)

☆...... **پروفیسر مولانا نور بخش توکلی (م 1948ء) :-** کے ایک عزیز چوہدری محمد سلیمان ایڈووکیٹ لائلپور نے اپنے ایک مضمون میں یہ روایت نقل کی ہے کہ مولانا الحاج عبد الحمید لدھیانوی نے خواب میں آپکی وفات کے ایک ماہ بعد آپکو ایک باغ میں سنہری تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو دریافت کیا کہ اس اعزاز کی کیا وجہ ہے؟ مولانا توکلی صاحب نے جواب دیا: "میرے اللہ کو میری کتاب "سیرت رسول عربی" پسند آگئی اور مجھے یہ انعام ملا" (تذکرہ علمائے اہلسنت و جماعت لاہور ص ۲۹۹ طبع لاہور 1975ء)

(تالیف: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے)

☆...... علامہ سخاوی (م ۹۰۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

کہ مجھ سے شیخ احمد رسلان کے شاگردوں میں سے ایک معتمد نے کہا کہ ان کو نبی کریم ﷺ

کی خواب میں زیارت ہوئی۔ اور حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں یہ کتاب "قول البدیع فی الصلوٰۃ علی حبیب الشفیع" (جو درود شریف کے بیان میں علامہ سخاوی کی مشہور تالیف ہے) پیش کی گئی۔ حضور ﷺ نے اس کو قبول فرمایا ...... جس کی وجہ سے مجھے انتہائی مسرت ہوئی۔ اور میں اللہ کے اور اس کے پاک رسول ﷺ کی طرف سے اس کی قبولیت کی امید رکھتا ہوں۔ اور "انشاء اللہ" دارین میں زیادہ سے زیادہ ثواب کا امیدوار ہوں۔ (فضائل درود شریف از مولانا محمد زکریا صاحب ص ۱۱-۱۲ طبع ملتان)

اقتباس الانوار

تالیف: شیخ محمد اکرم قدوسی (زمانہ تالیف 1130ھ)

کتاب ہذا کے متعلق بشارت نبوی ﷺ

جب یہ کتاب اختتام کے قریب تھی تو رات کو اس فقیر (محمد اکرم قدوسی) نے عالم رؤیا میں دیکھا کہ باغہائے بہشت میں سے ایک باغ ہے۔ جس کے اندر ایک قبہ ہے جو سرخ زمرد سے بنا ہوا ہے۔ اور اس کے اندر رسول خدا ﷺ مع چار یار اور اولیائے متقدمین و متاخرین تشریف فرما ہیں۔ اور حضرت غوث الثقلین سید محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی، حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین حسن سنجری، حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج، حضرت سلطان المشائخ نظام الدین بدایونی بندگی شیخ عبد القدوس گنگوہی، حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی قدس سرہم بھی وہاں موجود ہیں۔ اس وقت یہ دعا گو کتاب ہذا ہاتھ میں لے حاضر ہوا اور حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی قدس سرہ العزیز نے اس فقیر کے ہاتھ سے لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کی اور عرض کیا کہ یہ کتاب اب خلفائے راشدین و آئمہ معصومین، اولیائے متقدمین و متاخرین کے احوال میں لکھی گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے کتاب اپنے ہاتھ میں لے کر دریافت فرمایا کہ اس کا مصنف کہاں ہے۔ اس فقیر نے فوراً آگے بڑھ کر عرض کیا کہ حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تم نے بہت اچھی کتاب لکھی ہے۔ اور اس میں بہت عجیب و غریب احوال و اسرار درج کئے ہیں۔ ہم تمہاری کتاب کو مقبول کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فاتحہ قبولیت کتاب پڑھا اور نور سبز کی ایک دھاری دار چادر بطور انعام ایں کتاب عطا فرمائی۔ اس کے بعد خلفائے راشدین نے اور حضرت غوث الثقلین، حضرت خواجہ بزرگ اور تمام اولیائے کرام نے جو اس محفل میں حاضر تھے۔ یکے بعد دیگر کتاب ملاحظہ فرمائی۔ اور اس فقیر کو شرف قبولیت بخشا۔ اس کے بعد جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو دیکھا کہ خواب گاہ سے عطر و عنبر کی خوشبو آرہی تھی اور سارا مکان معطریات "ان ربکم فی ایام دھرکم" سے معطر ہے۔ یہ دیکھ کر فقیر کو بے حد مسرت ہوئی اور دوگانہ شکر حق ادا کیا۔ نیز اس کتاب کا آغاز حضرت غوث الثقلین اور حضرت خواجہ بزرگ رحمہما اللہ کے اشارات باطنی سے ہوا۔

(اقتباس الانوار، مقدمہ مصنف علیہ الرحمۃ ص ۳۰-۲۹ طبع لاہور ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۳ء)

☆...... ایک دفعہ محمد بن مروزی مکہ معظمہ میں مقام ابراہیم اور حجر اسود کے مابین سوئے ہوئے تھے۔ تو یہ خواب دیکھا کہ حضور سرور کائنات ﷺ فرماتے ہیں اے ابو زید! کتاب شافعی کا درس کب تک دو گے۔ ہماری کتاب کا درس کیوں نہیں دیتے؟ محمد بن احمد نے سرا سیمہ ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری جان آپ پر قربان ہو۔ آپ کی کتاب کونسی ہے فرمایا جامع محمد بن اسماعیل (بخاری)۔

(بستان المحدثین (اردو) ص ۱۷۵-۱۷۶ طبع کراچی)

☆...... ابو علی زاغوانی کو ان کی وفات کے بعد کسی شخص نے خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ کس عمل سے تمہاری نجات ہوئی۔ تو انہوں نے صحیح مسلم کے چند اجزاء کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان اجزاء کی بدولت۔

(بستان المحدثین (اردو) ص ۷۹ طبع کراچی)

☆...... حافظ ابو طاہر نے اسناد خود حسن بن محمد بن ابراہیم ازدی سے روایت کیا کہ حسین بن محمد نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ فرماتے ہیں۔ جو شخص سنت سے تمسک کرنا چاہے اس کو سنن ابو داؤد پڑھنا چاہیئے۔ (بستان المحدثین (اردو) ص ۱۸۳-۱۸۲ طبع کراچی)

☆...... مناوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام غزالی کی کرامتوں میں سے وہ بھی ہے جس کو یافعی نے ابن ملیق سے اور انہوں نے عرشی سے اور انہوں نے مرسی اور انہوں نے شاذلی سے اور انہوں نے شیخ ابن حرازم سے روایت کی ہے کہ آپ اپنے متوسلین پر تشریف لائے اور ہاتھ میں ایک کتاب تھی فرمایا تم اسکو پہچانتے ہو۔ پھر فرمایا کہ یہ احیاء العلوم ہے۔ یہ شیخ غزالی پر طعن کیا کرتے تھے۔ اور احیاء العلوم کو پڑھنے سے منع کیا کرتے تھے۔ پھر ان سب کے سامنے اپنا جسم کھول کر دکھایا وہ کوڑوں سے مارا ہوا تھا۔ اور فرمایا کہ خواب میں میرے پاس امام غزالی آئے اور مجھے حضور ﷺ کی طرف بلایا۔ تب ہم دونوں حضور ﷺ کے سامنے کھڑے ہو گئے تو امام غزالی نے عرض کیا۔ "حضور ﷺ یہ شخص یہ خیال کرتا ہے کہ میں جو کچھ آپکی طرف سے کہتا ہوں وہ حضور نے نہیں فرمایا"۔ حضور ﷺ نے میرے مارنے کا حکم عطا فرمایا اور مجھے پیٹا گیا۔

(جمال الاولیاء ص ۹۳ از مولوی اشرف علی تھانوی طبع لاہور)

ابن لعل دین نجدی کے لیے

لمحہ فکریہ!

خلیفہ ہدایت اللہ صاحب مہتمم "رحمۃ للعالمین" کا بیان ہے۔ کہ میرے پاس برما، بنگال، بہاولپور وغیرہ سے کئی ایسے خطوط آئے۔ جن میں یہ مرقوم ہے کہ "رحمۃ للعالمین" بھیج دیجئے۔ کیونکہ ہمیں خواب میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر مجھ سے محبت چاہتے ہو تو "رحمۃ للعالمین" جو قاضی محمد سلیمان نے لکھی ہے۔ پڑھا کرو۔ (کرامات اہلحدیث ص ۲۳ طبع سیالکوٹ)

"ھو جوابکم فھو جوابنا"

اعتراض :۔ ابن لعل دین نجدی کی زیر عنوان :۔

"فیضان سنت کی علمی و فنی حیثیت"

فیضان سنت میں اکثر احادیث ضعیف ہیں۔ الخ (میٹھی میٹھی سنتیں) ...... ص ۳۲-۳۳

الجواب :۔ "فیضان سنت" میں بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد، مشکوٰۃ، طبرانی، دارمی، کنزالعمال، ترغیب و ترہیب اور حصن حصین وغیرہ سے بھی احادیث نبویہ نقل کی گئی ہیں۔ خدا جانے وہ ...... نظر کیوں نہیں آئیں۔ معلوم ہوا اس میں صحیح، حسن اور ضعیف احادیث ہیں۔ اور ضعیف حدیث عند المحدثین فضائل و اعمال میں قابل قبول ہیں۔ حوالہ جات ملاحظہ ہوں :

(۱)۔ موضوعات کبیر، ملا علی قاری حنفی (م 1014ھ) ص ۹۳ کراچی

(۲)۔ مرقات شرح مشکوٰۃ، ملا علی قاری حنفی (م 1014ھ) ص ۸۳ جلد دوم طبع ملتان

(۳)۔ مقدمہ مشکوٰۃ شیخ عبد الحق محدث دہلوی (م 1052ھ) ص ۹ طبع لاہور

(۴)۔ قوت القلوب، امام ابو طالب محمد بن علی مکی (م 383ھ) ص ۳۹۳ جلد اول

(۵)۔ مقدمہ ابن صلاح، امام ابی عمرو عثمان بن عبد الرحمن (م 642ھ) ص ۴۹ طبع ملتان

(۶)۔ تدریب الراوی، امام جلال الدین سیوطی (م 911ھ) ص ۲۹۸ جلد اول طبع لاہور

(۷)۔ کتاب الاذکار، محدث زکریا بن محمد بن احمد شافعی (م 926ھ)

(۸)۔ مسک الختام شرح بلوغ المرام، نواب صدیق حسن (م 1307ھ) ص ۲۷۵ جلد اول طبع بھوپال ۱۳۰۲ھ

☆۹...... مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں :۔

ضعیف حدیث کے متعلق ہیں جس میں صحیح حدیث کی شرط نہ پائی جائیں۔ وہ کئی قسم کی ہوتی [illegible] جب اس کے مقابلہ میں صحیح حدیث نہیں تو اس پر عمل کرنا جائز ہے۔ جیسے کہ نماز کے شروع میں [illegible] سبحانک اللھم [illegible] ضعیف ہے۔ مگر عمل ساری امت کا ہے۔

(اہلحدیث امرتسر، ۷ فروری 1933ء، فتاویٰ ثنائیہ ص ۵۹۱ جلد اول طبع بمبئی)

☆...... ابن لعل دین نجدی کے لیے لمحہ فکریہ!

صلوٰۃ الرسول مصنفہ مولانا محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد کی ضعیف احادیث ملاحظہ ہوں :

حدیث نمبر 1 :۔ حضرت انس سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :۔

"ومن صلاھا لغیر وقتھا ولم یسبغ وضوءھا ولم یتم لھا خشوعھا ولا رکوعھا ولا سجودھا خرجت وھی سوداء مظلمۃ تقول ضیعک اللہ کما ضیعتنی حتی اذا کانت حیث شاء اللہ لفت کما یلف الثوب الخلق ثم ضرب بھا وجھہ" رواہ الطبرانی فی الاوسط (ترغیب و ترہیب)

"جس شخص نے نماز کو اس کا وقت ٹال کر (عمداً غیر وقت) پڑھا اور اس کا وضو بھی سنوار کر نہ کیا اور دل کو

بھی حاضر نہ رکھے اور رکوع اور سجدہ کو (مع قومہ و جلسہ) خوب تسلی اور اطمینان سے پورا نہ کیا۔ تو جب وہ نماز رخصت ہوتی ہے تو کالی اندھیری ہوتی ہے۔ (یعنی نور و برکت سے خالی ہوتی ہے۔) پھر وہ نماز اس نمازی کو کہتی ہے جس طرح تو نے مجھے برباد کیا خدا تعالیٰ اسی طرح تجھے برباد کرے۔ یہاں تک کہ جب تھوڑی سے اونچی ہوتی ہے۔ جس قدر کہ اللہ پاک کو منظور۔ پھر اس نماز کو چیتھڑوں میں لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر (فرشتے) مار دیتے ہیں۔ (صلوٰۃ الرسول ص ۳۶-۳۷ طبع لاہور)

اس حدیث کی سند میں عباد بن کثیر ہے۔ جس کے متعلق محدثین فرماتے ہیں۔

قال معین = لیس شی   قال النسائی = متروک

(میزان الاعتدال ص ۳۷۲ جلد ۲ طبع بیروت ۱۹۶۳ء / ۱۳۸۲ھ)

معلوم ہوا یہ حدیث ضعیف ہے۔

☆...... عبدالرؤف غیر مقلد کا تبصرہ :- یہ طبرانی اوسط کی حدیث ہے۔ حافظ عراقی نے تخریج احیاء العلوم (ص ۱۶۷ جلد اول) میں اسے ضعیف کہا ہے۔ حافظ ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کی سند میں عباد بن کثیر ہے۔ جس کے ضعیف ہونے پر سب کا اجماع ہے۔ (مجمع الزوائد ص ۳۰۲ جلد اول)

(صلوٰۃ الرسول، تخریج و تعلیق عبدالرؤف بن عبدالحنان ص ۵۰ طبع لاہور ۱۴۱۳ھ)

حدیث نمبر2 :- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید" (مشکوٰۃ شریف)

"میری امت کے فتنہ و فساد کے وقت جس شخص نے میری سنت کو مضبوط پکڑا اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔" اس کی سند میں ایک راوی "حسن بن قتیبہ" ہے۔ جس کے متعلق محدثین فرماتے ہیں۔

قال ابو حاتم = ضعیف   قال الازدی = واھی الحدیث

قال عقیلی = کثیر الوھم   قال ذہبی = بل ھو ھالک

(میزان الاعتدال ص ۵۱۹ جلد اول طبع بیروت)

☆...... عبدالرؤف غیر مقلد کا تبصرہ :- یہ سخت ضعیف حدیث ہے۔ ابو حاتم = ضعیف، عقیلی = کثیر الوہم، ازدی = واھی الحدیث، ذہبی = ہالک۔ اور حلیۃ الاولیاء لابی نعیم میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ مگر اس میں سو شہیدوں کی بجائے ایک شہید کا ذکر ہے۔ یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی محمد بن صالح ہے۔ اور اس کے بارے میں حافظ ہیثمی اور شیخ البانی نے لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ (صلوٰۃ الرسول مع تخریج و تعلیق)

حدیث نمبر3 :- رسول اللہ ﷺ نے پاک پانی کی پہچان یہ بتائی ہے۔

"ان الماء لا ینجسہ شیء الا ما غلب علی ریحہ و طعمہ و لونہ۔" (بلوغ المرام)

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ (اگر نجاست کے گرنے سے) پانی سے بدبو آنے لگے یا اس کا مزا بگڑ جائے یا رنگ تبدیل ہو جائے۔ (یعنی تینوں وصف اکٹھے پائے جائیں) تو وہ پانی ناپاک (ہو جاتا) ہے۔ (صلوٰۃ الرسول ص ۵۳)

یہ حدیث ضعیف ہے۔ قال ابو حاتم = ضعیف (بلوغ المرام ص ۳ کتاب الطہارت)

☆...... عبدالرؤف غیر مقلد کا تبصرہ :- یہ حدیث ضعیف ہے۔ ابو حاتم نے اسے ضعیف کہا ہے۔ کہ اس کا مرسل ہونا صحیح ہے۔ (حل الحدیث ص ۳۴ جلد اول) حافظ ابن حجر نے بھی بلوغ المرام میں صراحت کی ہے کہ ابو حاتم نے اسے ضعیف کہا، امام نووی نے کہا ہے کہ اس حدیث کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔ (تلخیص الحبیر ص ۱۵ جلد اول) الخ (صلوٰۃ الرسول مع تخریج و تعلیق)

حدیث نمبر4 :- مولوی محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد لکھتا ہے۔ حدیث شریف میں حضور ﷺ سے ثابت ہے :- "الحمد للہ الذی اذھب عنی الاذی و عافانی" (ابن ماجہ)

"سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ جس نے دور کیا مجھ سے پلیدی کو اور عافیت دی مجھے۔"

(صلوٰۃ الرسول ص ۵۵)

یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کی روایت میں اسماعیل بن مسلم البصری ثم المکی ہے۔ جس کے متعلق محدثین فرماتے ہیں۔ قال احمد = منکر الحدیث   قال النسائی = متروک

(میزان الاعتدال ص ۲۴۸ جلد اول طبع بیروت ۱۳۸۲ھ)

☆...... عبدالرؤف غیر مقلد کا تبصرہ :- یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کی سند میں اسماعیل مکی ہے۔ جسے عبداللہ بن مبارک، یحییٰ بن معین اور عبدالرحمن بن مہدی نے ترک کر دیا تھا۔ امام احمد بن حنبل نے اسے منکر الحدیث اور امام نسائی نے متروک الحدیث کہا ہے۔ (الضعفاء للعقیلی ص ۹۱ جلد اول) الخ

(صلوٰۃ الرسول مع تخریج و تعلیق)

حدیث نمبر5 :- سیدنا ابو ہریرہ کی روایت ہے حضور انور ﷺ فرماتے ہیں۔

"تحت کل شعرۃ جنابۃ فاغسلوا الشعر وانقوا البشرۃ" (ترمذی، ابن ماجہ)

ارشاد ہوتا ہے۔ (جنبی کے) ہر بال کے نیچے جنابت ہے۔ (اس لئے) بالوں کو (خوب) دھوؤ اور بدن کو (اچھی طرح) پاک کرو۔ (صلوٰۃ الرسول ص ۶۶ طبع لاہور)

یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کی سند میں حارث بن وجیہ بصری ہے۔ جس کے متعلق محدثین فرماتے ہیں

قال ابن معین = لیس بشیء   قال ابو حاتم والنسائی = ضعیف

قال البخاری = فی حدیثہ بعض المناکیر (میزان الاعتدال ص ۴۴۵ جلد اول طبع بیروت ۱۳۸۲ھ)

☆...... عبدالرؤف غیر مقلد کا تبصرہ :- حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا دار و مدار حارث بن وجیہ پر ہے جو سخت ضعیف ہے۔ اسی طرح امام شافعی، یحییٰ بن معین، بخاری اور دیگر محدثین

نے بھی ضعیف کہا ہے۔ دیکھئے بیہقی (مجموع نووی ص ۲۰۱ جلد اول) (تلخیص ابن حجر ص ۱۳۲ جلد اول)

(صلوٰۃ الرسول مع تخریج و تعلیق)

حدیث نمبر 6 :- اگر انگوٹھی پہنی ہو تو اس کو ہلا لیں۔ (مشکوٰۃ باب سنن الوضو) (صلوٰۃ الرسول ص ۸۲)

اس حدیث کی سند میں معمر بن محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع ہے۔ محدثین فرماتے ہیں:

قال البخاری = منکر الحدیث   قال یحیٰ بن معین = لیس بثقة

(میزان الاعتدال ص ۱۵۷ جلد ۴ طبع بیروت)

☆ عبد الرؤف غیر مقلد کا تبصرہ :- ضعیف حدیث ہے .... دار قطنی نے روایت کرنے کے بعد کہا ہے کہ معمر اور اس کا باپ (محمد) دونوں ضعیف ہیں اور یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ بیہقی نے امام بخاری سے نقل کیا ہے کہ معمر بن محمد منکر الحدیث ہے۔ (صلوٰۃ الرسول مع تخریج و تعلیق)

حدیث نمبر 7 :- "وعن عثمان قال ان رسول اللہ ﷺ توضا ثلثا ثلثا و قال ھذا وضوئی و وضوء الانبیاء قبلی و وضوء ابراہیم ۔" (مشکوٰۃ باب سنن الوضوء)

" حضرت عثمان سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے وضو کیا۔ (اور وضوئے اعضاء) تین تین بار۔ اور فرمایا یہ وضو میرا اور وضو پہلے انبیاء کا اور وضو ابراہیم کا" (صلوٰۃ الرسول ص ۸۷)

صاحب مشکوٰۃ فرماتے ہیں۔ اسے رزین نے روایت کیا ہے "والنووی ضعف الثانی فی شرح مسلم "۔ اور نووی نے اسے شرح مسلم میں ضعیف کہا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷ طبع ملتان)

حدیث نمبر 8 :- حضرت ابی موسیٰ اشعری روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"ان رسول اللہ ﷺ توضا و مسح علی الجوربین والنعلین ۔"

"حضور انور ﷺ نے وضو کرتے ہوئے جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا" (صلوٰۃ الرسول ص ۱۰۴)

اسکی سند میں عیسیٰ بن سنان ہے۔ ضعفہ احمد وابن معین ، قال ابو حاتم = لیس بالقوی

(میزان الاعتدال ص ۳۱۲ جلد ۳ طبع بیروت)

☆ ...... عبد الرؤف غیر مقلد کا تبصرہ :- امام بیہقی روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ضحاک کا ابو موسیٰ سے سماع ثابت نہیں ہے۔ اور عیسیٰ بن سنان ضعیف ہے۔ عقیلی نے اس حدیث کو عیسیٰ بن سنان کے ترجمہ میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یحیٰ ابن معین نے اسے ضعیف کہا ہے۔ عجلی نے عیسیٰ بن سنان کے متعلق " لاباس " بھی کہا ہے۔ (تاریخ الثقات ص ۳۳۲) علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ احمد اور ابن معین نے اسے ضعیف کہا ہے مگر اس کی کمزوری کے باوجود اسکی حدیث لکھنے کے قابل ہے اور بعض نے اسے تھوڑا قوی کہا ہے۔ (المیزان جلد ۳ ص ۳۱۲) حافظ ابن حجر نے اسے لین الحدیث کہا ہے۔

(صلوٰۃ الرسول مع تخریج و تعلیق)

حدیث نمبر 9 :- اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے میری امت پر نماز فرض کی اور قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔ (صلوٰۃ الرسول ص ۱۳۶ طبع لاہور)

اسکی سند میں یزید بن ابان الرقاشی ہے۔ محدثین فرماتے ہیں۔

قال احمد = منکر الحدیث   قال النسائی = متروك

قال الدارقطنی = ضعیف (میزان الاعتدال ص ۴۱۸ جلد ۴ طبع بیروت)

لہذا : یہ حدیث ضعیف ہے۔

☆ ...... عبد الرؤف غیر مقلد کا تبصرہ :- یہ حدیث شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ پہلے جملے کا شاہد حدیث ابن عمر ہے اور یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔ دیکھئے ضعیف الجامع (۲۱۳۵)۔ (صلوٰۃ الرسول مع تخریج و تعلیق)

حدیث نمبر 10 :- نمازی شہنشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جو دروازہ کھٹکھٹاتا رہے۔ وہ آخر کھلتا ہی ہے۔ (صلوٰۃ الرسول ص ۱۳۷ طبع لاہور)

اس روایت میں یحیٰ ابن صالح اور عمرو بن قیس ہیں جن کے متعلق محدثین فرماتے ہیں۔

"یحیٰ بن صالح روی عن یحیٰ بن بکیر مناکیر قال العقیلی۔" (میزان الاعتدال ص ۳۸۶ جلد ۴ طبع بیروت)

(عمرو بن قیس) قال یحیٰ = لیس بثقة   قال البخاری = منکر الحدیث

ترکه احمد والنسائی و الدارقطنی (میزان الاعتدال ص ۲۱۸ جلد ۳ طبع بیروت)

بعینہ یہی تبصرہ اس حدیث پر عبد الرؤف غیر مقلد نے کیا ہے۔ (صلوٰۃ الرسول مع تخریج و تعلیق)

حدیث نمبر 11 :- نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنا۔

"عن وائل بن حجر قال صلیت مع النبی ﷺ فوضع یدہ الیمنی علی الیسریٰ علی صدرہ" (صحیح ابن خزیمہ)

"حضرت وائل بن حجر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر ہاتھ باندھے۔"

اس حدیث کو حافظ ابن حجر شافعی کے علاوہ تین جید غیر مقلد علماء نے نقل کیا ہے۔

☆ ...... بلوغ المرام ص ۴۳ حصہ اول طبع انڈیا 1344ء از علامہ ابن حجر عسقلانی

☆ ...... رسول اکرم ﷺ کی نماز ص 67 طبع لاہور 1979ء از مولانا محمد اسماعیل سلفی

☆ ...... سبل السلام ص 259 جلد اول از نواب صدیق حسن خاں بھوپالی

☆ ...... صلوٰۃ الرسول ص 188 طبع لاہور از مولانا محمد صادق سیالکوٹی

تعجب ہے ! ان لوگوں پر جو ہر معاملہ میں حدیث صحیح مرفوع متصل کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور عمل بالحدیث صحیح کے مدعی ہیں۔ مگر اپنے مطلب کی پا کر کیسی کیسی موضوع، ضعیف روایتیں آنکھیں بند کرکے

بے دھڑک قبول کر لیتے ہیں۔ ہم اس حدیث کو "صحیح ابن خزیمہ" اور "سنن بیہقی" سے مع سند نقل کر کے ان کی اسناد پر تفصیلی گفتگو کرتے ہیں۔

نمبر 1 ابن خزیمہ کی روایت :-

"اخبرنا ابو طاہر، نا ابو بکر، نا ابو موسیٰ، نا مؤمل، نا سفیان عن ابن کلیب عن ابیہ عن ابن حجر قال: صلیت مع رسول اللہ ﷺ ووضع یدہ الیمنیٰ علی الیسریٰ علی صدرہ"
(صحیح ابن خزیمہ ص ۲۴۳ جلد اول از ابی بکر محمد بن اسحاق نیشاپوری م 311ھ)

نمبر 2 سنن بیہقی کی روایت :-

"مؤمل بن اسماعیل عن الثوری عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن وائل انہ رأی النبی ﷺ وضع یمینہ علی شمالہ ثم وضعھما علی صدرہ" (السنن الکبریٰ مع الجوہر النقی ص ۳۰ جلد ۲ طبع بیروت)

ان دونوں روایتوں میں "مؤمل بن اسماعیل" راوی موجود ہے۔ جس کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

(۱) قال ابو حاتم = صدوق کثیر الخطاء (یعنی ابو حاتم نے اسے صدوق کثیر الخطاء کہا ہے۔)

(۲) قال البخاری = منکر الحدیث (یعنی امام بخاری نے اسے منکر الحدیث کہا ہے۔)

(۳) قال ابو داؤد = لہ یہم فی شیئ (یعنی امام ابو داؤد نے فرمایا کہ اسے وہم ہو جاتا تھا۔)

(۴) قال علامہ ابن حجر = دفن کتبہ فکان یحدث من حفظہ فکثر خطائہ۔
اس کی کتابیں دفن کی گئیں۔ وہ اپنے حفظ سے حدیث بیان کرتے تھے۔ اس لئے ان سے بہت خطا واقع ہوئی۔

(۵) سلیمان بن حرب = یعنی اہل علم پر واجب ہے کہ اس کی حدیث سے بچتے رہیں۔ کیونکہ یہ شخص ثقات سے منکرات روایت کرتا ہے اور یہ بعید ہے۔ اگر ضعفاء سے روایت کرتا تو اسے معذور سمجھتے۔

(۶) قال الساجی = صدوق کثیر الخطاء ولہ اوہام یعنی صدوق ہے مگر وہ کثیر الخطاء ہے اور اسے وہم پڑتے تھے۔

(۷) قال ابن سعد = ثقۃ کثیر الغلط یعنی ثقہ ہے مگر کثیر الغلط ہے۔

(۸) قال الدار قطنی = ثقۃ کثیر الخطاء یعنی ثقہ ہے مگر کثیر الخطاء ہے۔

(۹) قال محمد بن نصر المروزی = المؤمل اذا انفرد لحدیث وجب یتوقف ویثبت فلہ لانہ کان سیئ الحفظ کثیر الخطاء۔ (تہذیب التہذیب ص ۳۸۱ جلد ۱۰ طبع مصر)

<u>مؤمل بن اسماعیل کے متعلق</u> "ابی عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی م 748ھ لکھتے ہیں۔

قال البخاری = منکر الحدیث قال ابو حاتم = صدوق ....کثیر الخطاء
قال ابو زرعہ = فی حدیثہ کثیر الخطاء (میزان الاعتدال ص ۲۲۸ ج ۴ طبع مکہ مکرمہ)

☆..... <u>حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی فرماتے ہیں :-</u>

"فان ذالک مؤمل بن اسماعیل فی حدیثہ عن الثوری ضعف" (فتح الباری ص ۱۹۵ ج ۹ طبع بیروت)
کہ مؤمل بن اسماعیل جو ثوری سے روایت کرتے ہیں اس میں ضعف ہے۔ ابن خزیمہ اور بیہقی کی روایت میں مؤمل بن اسماعیل ثوری سے روایت کرتا ہے۔ اس لیے یہ حدیث ضعیف ہے۔
(صحیح ابن خزیمہ ص ۲۴۳ جلد اول، السنن الکبریٰ ص ۳۰ جلد دوم طبع بیروت)

☆..... <u>مشہور غیر مقلد محقق ناصر البانی لکھتے ہیں :-</u>

"اسنادہ ضعیف لان مؤملا وھو ابن اسماعیل سیئ الحفظ"
(صحیح ابن خزیمہ ص ۲۴۳ جلد اول حاشیہ نمبر ۴۷۹)

☆..... مشہور غیر مقلد <u>فاضل عبد الرؤف</u> بن عبد الحنان بن حکیم محمد شرف سندھو لکھتے ہیں۔

"یہ سند ضعیف ہے۔ کیونکہ مؤمل بن اسماعیل سیئ الحفظ ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے تقریب (۲/ ۲۹۰) میں کہا۔ ابو زرعہ نے کہا یہ بہت غلطیاں کرتا تھا۔ امام بخاری نے اسے منکر الحدیث کہا ہے۔ ذہبی نے کہا ہے کہ یہ حافظ عالم ہے مگر غلطیاں کرتا ہے۔ (میزان ۴/ ۲۲۸) بیہقی (۲/ ۳۰) بزار (۲۶۸) طبرانی (۲۲/ ۵۰) اور ابن عدی (۶/ ۲۱۹۹) میں وائل ابن حجر کی ایک دوسری سند میں ہے۔ مگر یہ سند بھی ضعیف ہے۔
(صلوٰۃ الرسول مع تخریج و تعلیق ص ۳۳۰ طبع لاہور ۱۴۱۳ھ)

حدیث نمبر 12 :- مولوی محمد صادق سیالکوٹی لکھتے ہیں۔

"فما زالت تلک صلوتہ حتی لقی اللہ تعالیٰ" کہ حضور تا وفات رفع الیدین کرتے رہے۔
(صلوٰۃ الرسول ص ۲۲۱ طبع لاہور)

☆..... مولوی عبد الرؤف <u>غیر مقلد</u> لکھتا ہے۔ اس حدیث میں "فما زالت تلک صلوتہ" کا اضافہ سخت ضعیف ہے۔ بلکہ باطل ہے کیونکہ اس کی سند میں دو راوی متہم ہیں۔
(صلوٰۃ الرسول مع .... ص ۲۱۳ لاہور)

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

اعتراض :- پندرھویں صدی کی بہترین کتاب۔ اس فرقہ کے حاملین اس کتاب کو پندرھویں صدی کی بہترین کتاب قرار دیتے ہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا .... ص ۳۸)

الجواب :- بے شک یہ پندرھویں صدی کی بہترین کتاب ہے۔ کیونکہ اس کو بارگاہ نبوی ﷺ سے شرف قبولیت حاصل ہو چکا ہے۔ اگر نزلہ کے مریض کو پھولوں کی خوشبو نہ آئے تو اس میں پھولوں کا کیا قصور ہے۔

اعتراض :- فیضان سنت کو پڑھنے سے ثواب ملتا ہے۔ الیاس قادری اپنی کتاب کو مقبول عام بنانے کے

لیے کیا درد رکھتے ہیں۔ اس لیے فرما رہے ہیں۔

ہے تجھ سے دعا رب اکبر مقبول ہو فیضان سنت!

ہر مسجد، ہر گھر میں پڑھ کر اسلامی بھائی سناتا رہے

............روزانہ صرف چند منٹ "فیضان سنت" کا درس دیں یعنی پڑھ کر سنائیں اور ڈھیروں ثواب کمائیں۔ الخ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.......ص ۵۰)

الجواب:۔اس میں کونسی قابل اعتراض بات ہے۔ ہر مولف اپنی تالیف کے اول یا آخر خداوند قدوس سے یہ دعا کرتا ہے۔ کہ اے رب کریم اس سعی کو قبول فرما۔ لوگوں کے لیے اسے رشد وہدایت کا سبب بنا۔ مزید تسلی کے لیے ہم غیر مقلد علماء کے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

☆...... "اقامۃ البراہین" از عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کے اردو مترجم صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں۔

"ہم اللہ بلند و قادر سے دعا کرتے ہیں کہ اس رسالہ سے اس کے بندوں کو فائدہ پہنچے۔ وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔ (نذرونیاز اور دعا کی قبولیت ص ۹ ڈیرہ غازی خان)

☆...... مولوی محمد صادق غیر مقلد سیالکوٹی لکھتے ہیں۔ "اپنے فضل سے اسے (صلوٰۃ الرسول کو) شرف قبول بخش اور مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی سعادت سے بہرہ ور فرما۔ آمین

(صلوٰۃ الرسول ص ۳ مطبع لاہور)

☆...... "صلوٰۃ الرسول" کتاب اس قابل ہے کہ ہر مسلمان مرد وعورت اس کا مطالعہ کرے۔ اور ہر مسلمان گھرانے میں بالالتزام رہے۔ الخ (روزنامہ ڈان کراچی ۱۲ جولائی ۱۹۵۰ء)

☆...... "لعل دین نجدی" خود لکھتا ہے۔ "آخر میں تعریف اپنے رب ذوالجلال کی کہ جس نے مجھے یہ کتاب لکھنے کی توفیق بخشی ہے۔ دعا گو ہوں کہ وہ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے جو کہ صرف اس کی رضا کے حصول کے لیے لکھی گئی ہے۔ اور دعوت اسلامی سے وابستہ بھائیوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ......الخ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.......ص ۳۶)

نیک اعمال پر اجر وثواب دینا خداوند قدوس کا کام ہے۔ وہ جس قدر چاہے اپنے بندوں کو نواز دے۔ ڈھیروں کیا! اس سے بھی زیادہ دینے پر قادر ہے۔ تم کون ہو اس کی عطا پر تنقید کرنے والے۔

حضور پرنور سید عالم ﷺ نے فرمایا! "بلغوا عنی ولو اٰیۃ" میری طرف سے پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔ (مشکوٰۃ ص ۳۲)

اعتراض:۔لعل دین نجدی نے صفحات نمبر ۵۰،۵۲،۵۴،۵۵ پر فیضان سنت کے درس دینے کے طریقہ پر جاہلانہ اعتراض کئے ہیں۔ اور درود شریف "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" کو من گھڑت لکھا ہے۔ الخ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.......ص ۵۰ تا ۵۵)

الجواب:۔ 5 مئی 1999ء کو مرکزی جامع مسجد اہلحدیث بلاک نمبر 11 خانیوال میں ایک مذہبی جلسہ منعقد ہوا۔ بعد نماز عشاء مسجد میں کرسیاں بچھائی گئیں۔ جن پر علماء کرام اور صدر صاحب تشریف فرما ہوئے۔ پھر اسٹیج سیکرٹری نے اعلان کیا کہ اب آپ کے سامنے فلاں قاری صاحب تلاوت فرمائیں گے۔ تلاوت کے بعد نعت پڑھنے کا اعلان ہوا۔ اس کے بعد تین باری باری علماء کی تقاریر ہوئیں۔ اور کافی رات گزرنے کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ تقریباً تمام ملک میں غیر مقلدین کے جلسوں اور کانفرنسوں میں یہی طریقہ اپنایا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ طریقہ تبلیغ کس حدیث سے ثابت ہے۔ حدیث صحیح مرفوع اور صریح سے ثابت کی ہو۔ اور غیر مقلد علماء کرام تقریر کرتے وقت کہتے ہیں قال قال رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" یہ درود شریف کیا رسول اللہ کا صحابہ کرام کو سکھانا ثابت ہے؟

☆...... **بارہ تیرہ سال سے** "غیر مقلدین" کا جو سالانہ اجتماع ہوتا ہے۔ اور دور دور سے وہابی "مریدکے" میں جمع ہوتے ہیں۔ اس کا ثبوت حدیث سے پیش کرو۔ دور فاروقی میں اسلامی سلطنت تقریباً 24 لاکھ مربع میل پر مشتمل تھی۔ کیا حضرت عمر نے حج کے اجتماع کے علاوہ کسی دوسرے ملک میں اجتماع کروایا۔ جب کہ اس وقت تبلیغ دین کی اشد ضرورت تھی۔ کیا یہ سالانہ اجتماع بدعت نہیں؟ اگر بدعت نہیں تو حدیث صحیح مرفوع سے اس کا جواب دو۔

جشن بخاری اور غیر مقلدین رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا اصح ترین مجموعہ "بخاری شریف" کے ختم ہونے پر "دارالحدیث رحمانیہ دہلی" کے مہتمم دوست مہتمم ہر سال اپنی مخصوص مسرت کا اظہار فرماتے ہیں اور رب کے اس خصوصی انعام واحسان کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ اس نے ان کو اپنے مقدس رسول فداہ ابی وامی کے مستند اور موثق اقوال وافعال کی تبلیغ وتعلیم کی توفیق اس معتبر اور مقبول کتاب کے ذریعہ عطا فرمائی۔

چنانچہ اس سال بھی جب تعلیمی سال ختم ہوتے ہوئے نصاب مدرسہ کی تکمیل ہو رہی تھی۔ تو یہ مبارک کتاب 19 جمادی الاخریٰ 1369ھ مطابق 15 جولائی 1941ء کو منگل کے دن اپنی سابقہ روایات کے مطابق اختتام پذیر ہوئی۔

☆...... لعل دین نجدی بتائیں کہ مندرجہ ذیل طریقہ کار کس حدیث سے ثابت ہے؟ تقریباً ساڑھے آٹھ بجے صبح مدرسہ کا سارا اسٹاف حضرت شیخ الحدیث کی درس گاہ میں جمع ہو گیا۔ اور آپ نے کتاب مذکورہ کے آخری باب اور اس کی آخری حدیث پر بسط کے ساتھ، حشو و زوائد سے پاک ایک نہایت پر مغز اور محدثانہ تقریر کی۔ دعائے خیر وبرکت کے بعد جب مجلس برخاست ہوئی تو مہتمم صاحب

کی طرف سے تمام حاضرین کی شیرینی سے تواضع کی گئی جو بہت کافی مقدار میں خصوصیت کے ساتھ اس موقع کے لیے تیار کرائی گئی تھی۔ دعا ہے کہ باری تعالیٰ اس قدر شناس اور علم پرور مہتمم پر ہمیشہ اپنی برکتوں اور رحمتوں کی بارش برسائے اور اپنا فضل و کرم ان کے شامل حال رکھے۔ آمین

(محدث دہلی جلد ۹ ش 5 شعبان المعظم 1360ھ مطابق ماہ ستمبر 1941ء)

☆..امام بخاری علیہ الرحمۃ کا حدیث لکھنے کا طریقہ!

ان نعل دین نجدی حدیث سے ثابت کریں؟

دعوت اسلامی کے طریقہ تبلیغ پر طعن کرنے والوں سے ہم پوچھتے ہیں کہ تم ہر جگہ کہتے پھرتے ہو کہ فلاں کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا تم کیوں کرتے ہو؟ یہ بدعت ہے۔ اسی طرح جس کام کے لیے قرآن و حدیث میں کوئی دلیل نہ ہو تو کہتے ہو بدعت ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ احادیث نقل کرنے سے پہلے محدثین نے جو طریقہ اختیار کیا ہے اسے کس خانہ میں رکھو گے؟ مثلاً امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب الجامع الصحیح میں کوئی حدیث درج نہیں کی۔ مگر پہلے میں نے غسل کیا اور دو رکعت نفل پڑھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی مقدمہ فتح الباری میں نقل کرتے ہیں " قال البخاری ما کتبت فی کتاب الصحیح حدیثاً الا اغتسلت قبل ذلک او صلیت رکعتین"

(مقدمہ فتح الباری شرح صحیح البخاری ص ۵ مطبوعہ دہلی)

اب ہم ان نعل دین نجدی سے پوچھتے ہیں کہ امام بخاری کے اس فعل پر کوئی دلیل لاؤ۔ کوئی حدیث پیش کرو۔ جس میں حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ جب میری کوئی حدیث نقل کرو تو دو رکعت نفل پڑھ لیا کرو۔ اب بتاؤ حدیث درج کرنے کا یہ طریقہ کہیں قرآن میں آیا ہو؟ یا کسی حدیث میں آیا ہے؟ معلوم ہوا کہ حدیث درج کرنے کا یہ طریقہ امام بخاری نے اپنی رائے سے اختیار کیا ہے۔ اور جس کام کے لیے قرآن و حدیث میں کوئی دلیل نہ ہو تم کہتے ہو کہ بدعت ہے۔ اب بتاؤ کہ امام بخاری کا یہ عمل کس خانہ میں رکھو گے۔

☆......امام مالک کا طریقہ کار :- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جب حدیث شریف سنانے کے لیے بیٹھتے تھے تو آپ کے لیے ایک چوکی بچھائی جاتی تھی اور آپ عمدہ کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر حجرہ سے باہر نہایت عجز و انکساری کے ساتھ آ کر بیٹھ کرتے تھے۔ اور جب تک اس مجلس میں حدیث کا ذکر رہتا تھا۔ انگیٹھی میں عود و لوبان ڈالتے رہتے تھے۔ (بستان المحدثین ص ۱۹ طبع کراچی)

ان نعل دین نجدی امام مالک کے اس طریقہ کار پر قرآن و حدیث سے دلیل لائیں۔

ختم برائے میت :- صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں۔ جس کے پاس ختم قرآن یا تہلیل ہو اس سے کہے کہ دس بار قل ھو اللہ مع بسم اللہ پڑھے۔ پھر دس بار درود شریف پڑھ دس بار سبحان اللہ والحمد للہ الخ پھر دس بار الحمد اغفر یا ولا رحمہ پھر ہاتھ اٹھا کر سورۃ فاتحہ پڑھ کر آواز بلند سے کہے کہ ثواب ان کلمات کا جو اس

میں پڑھے گئے۔ اور ثواب ختم قرآن و ختم تہلیل کا فلاں کی روح کو پیش کیا گیا۔ الخ

تمام دنیا کے غیر مقلدین مل کر اس طریقہ کار کا ثبوت قرآن و حدیث سے پیش کریں۔

یا " نواب صاحب کو بدعتی کہیں "

۱......مولوی محمد سلیمان منصور پوری غیر مقلد لکھتے ہیں :-

"مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے کارنامے آج تک کشمیر زمین کو یاد ہیں۔"

"کشمیر میں اشاعت اسلام سید علی ہمدانی اور درویش بلبل کی خدمات کا نتیجہ ہیں"

(رسائل عشرہ از مولوی محمد سلیمان منصور پوری ص ۱۶۵ طبع سانگلہ ہل 1972ء)

۲......حضرت جہانیاں جہاں گشت (م 587ھ) فرماتے ہیں۔

"جو شخص درج ذیل درود شریف پابندی سے پڑھے وہ دنیا و آخرت کی تمام مصیبتوں سے محفوظ ہو گا اور آخرت میں ان شاء اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی ہمسائیگی اختیار کرے گا۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا محمد ن العربی

الصلوٰۃ والسلام علیک یا محمد ن القرشی

الصلوٰۃ والسلام علیک یا محمدن المکی

الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

(جواہر الاولیاء ص ۲۳۳ مطبوعہ اسلام آباد 1396ھ تالیف سید باقر عثمان بخاری)

☆......امام الاولیاء سید علی ہمدانی (م 786ھ) علیہ الرحمۃ

ہر صبح کی نماز کے بعد مختلف 24 صیغوں سے یہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ الخ

(جواہر الاولیاء ص ۳۸۷ طبع اسلام آباد 1396ھ) (الانتباہ فی سلاسل الاولیاء مع ارد و ترجمہ ص ۱۶۵ طبع الکویت)

☆......مولوی عبد السلام بستوی غیر مقلد نے درود شریف "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" [illegible] شریف [illegible] "اسلامی تعلیم" ص ۸۴۹ طبع [illegible] 1396ء پر اس کو نقل کیا ہے۔

نوٹ :- اس درود شریف کے متعلق تفصیلی گفتگو آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض :- ان نعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

اسلامی بہنیں جمعہ و عیدین کی نماز ہرگز نہ پڑھیں۔

قادری صاحب عورتوں کو عیدی کی نماز سے سختی سے منع فرما رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی عید المبارک کی

نماز سے بھی روک رہے ہیں۔ کہتے ہیں۔ "اسلامی بہنوں پر واجب بھی نہیں اور انہیں جماعت قائم کرنے یا جماعت میں شامل ہونے کی اجازت بھی نہیں .... اسلامی بہنیں جمعہ کی نماز نہیں پڑھیں گی حسب معمول ظہر ہی پڑھیں۔ عیدین کی نماز ان پر فرض نہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں ..... ص ۹۱)

الجواب :- ابن لعل دین نجدی نے "فیضان سنت" کی عبارت نقل کرنے میں خیانت سے کام لیا ہے۔ اور وہ حدیث جسے قادری صاحب نے اپنے دعویٰ میں پیش کیا ہے۔ شیر مادر کی طرح ہضم کر گئے ہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔ جس سے قارئین کے تمام خدشات دور ہو جائیں گے۔

"اسلامی بہنیں جماعت سے نماز نہیں پڑھ سکتیں۔"

"عید اور جمعہ کے لیے جماعت بھی شرط ہے۔ اور اسلامی بہنوں کو جماعت سے نماز ادا کرنا گناہ ہے۔ لٰہذا ان پر عید کی نماز نہیں ہے۔ اور جمعہ کی جائے وہ حسب معمول ظہر پڑھیں۔" (فیضان سنت ص ۱۰۰۹)

مریض، مسافر، عورت، بچے، غلام اور مجنوں کے علاوہ تمام لوگوں پر لازم ہے کہ نماز جمعہ میں شریک ہوں۔ اور شریک نہ ہونے والے سخت گناہگار ہوں گے۔ حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس پر جمعہ کے دن نماز جمعہ فرض ہے۔ سوائے مریض، مسافر، عورت، بچے اور غلام کے۔ الخ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۲)" اسی طرح عیدین کی نماز بھی عورتوں پر فرض نہیں۔ اس لئے جب عورتوں پر جمعہ اور عیدین کی نماز فرض نہیں تو انہیں مسجد میں جا کر جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑھنے کا کیا فائدہ بلکہ گناہ گار ہوں گی۔ جس طرح قصر نماز کو پورا پڑھنے والا گنہگار ہو گا۔ پھر قادری صاحب لکھتے ہیں۔ وہ (یعنی عورتیں) پانچوں وقت کی نماز تنہا اپنے گھر ہی میں پڑھیں۔ بلکہ اندر کے کمرہ میں پڑھیں تو زیادہ بہتر ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: عورت کا دالان (یعنی بڑے کمرے) میں نماز پڑھنا، صحن میں پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور کوٹھری میں، دالان (یعنی بڑے کمرے) سے بہتر ہے۔ (ابو داؤد صفحہ ۲۵ جلد اوّل)

اسی فرمان رسول ﷺ کے تحت قادری صاحب نے لکھا ہے کہ عورتیں پانچوں وقت کی نماز تنہا اپنے گھر ہی میں پڑھیں۔ بلکہ اندر کے کمرہ میں پڑھیں تو زیادہ بہتر ہے۔

بتائیں ابن لعل دین نجدی صاحب! اس میں قابل اعتراض کونسی بات ہے؟

اعتراض :- اب لاہور میں اور ملک کے دیگر علاقوں میں یہ لوگ خواتین کے ہفت روزہ ایسے پروگرام منعقد کرتے ہیں۔ جن میں خواتین کو رات وہیں گزارنا ہوتی ہے۔ محرم کے بغیر عورت کا اس

طرح راتیں گزارنا کونسی سنت ہے۔ اور پھر یہ خواتین ہر ہفتے اکیلی ہی گھروں سے آتی ہیں اور اکیلی ہی محرم کے بغیر واپس جاتی ہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ص ۹۰)

الجواب :- پاکستان میں ایسی یونیورسٹیاں، کالجز اور سکولز ہیں جہاں پر مخلوط تعلیم کا انتظام ہے۔ مگر ابن لعل دین نجدی اور اس کے حواریوں نے اس کے خلاف کبھی قلم نہیں اٹھایا اور نہ ہی کبھی احتجاج کیا ہے۔ اگر کبھی قلم حرکت میں آتا ہے تو فقط "دعوت اسلامی" کے خلاف! کیونکہ دوسری طرف "صدائے حق" بلند کرنے سے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔

خط کشیدہ عبارات سراسر دعوت اسلامی پر بہتان عظیم ہے۔ جس کا جواب وہ قیامت کے روز خود ابن لعل دین نجدی ہو گا۔

دعوت اسلامی کے عورتوں کے ہفت روزہ پروگرامز عموماً گھروں یا مساجد سے ملحق مدارس میں ہوتے ہیں۔ اور اکثر یہ پروگرامز نماز ظہر سے شروع ہو کر نماز عصر سے پہلے ختم ہو جاتے ہیں۔ اور جہاں رات کو پروگرامز ہوتے ہیں۔ نماز عشاء کے بعد شروع کر کے جلد ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ محلوں یا گلیوں سے چیدہ اکٹھی ہو کر باپردہ شمولیت کرتی ہیں۔ اور اسی طرح باپردہ اکٹھی ہو کر اپنے گھروں کو واپس چلی جاتی ہیں۔ اور بعض جگہ اسلامی بھائیوں کی ڈیوٹی لگا دی جاتی ہے۔ کہ وہ کسی مرد کو پروگرام میں مت جانے دیں۔ اور سالانہ اجتماع میں مستورات کو باپردہ لیجانے اور واپس پہنچانے کا بندوبست ہوتا ہے۔ اور اس معاملہ میں بڑی احتیاط کی جاتی ہے۔

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی لکھتا ہے:

"لیجئے یہ فیضان سنت کا صفحہ 300 نکل آیا ہے۔ جس پر اجتماع میں شرکت کا ثواب ہی نہیں۔ بلکہ ثواب کا بھی تعین کر دیا گیا ہے۔ کہ سنتیں سیکھنے، سکھانے کے لیے اجتماع میں شریک ہونا ہزار رکعت (پڑھنے) سے افضل ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ص ۹۰)

الجواب نمبر1 :- نواب صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد وہابی لکھتا ہے:-

"ایک مسئلہ کا سیکھنا سکھانا ہزار رکعت نماز سے آٹھواں بہتر ہے۔"

(مناقب الخلفاء الراشدین از نواب صدیق حسن خان ص ۸۱ طبع 1300ھ)

نواب صدیق حسن خان نے خط کشیدہ عبارت آج سے 120 سال پیشتر لکھی تھی۔ ابن لعل دین نجدی اور اس کے حواری پہلے نواب صاحب کی قبر پر جا کر ماتم کریں پھر قادری صاحب پر اعتراض کریں۔

نمبر 2 :- حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"حضور مجلس العالم افضل من صلاۃ الف رکعۃ" الخ۔

(احیاء علوم الدین للامام الغزالی ص ۱۰ جلد اول طبع مصر)

نیز درج ذیل احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

(۱) حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا "اگر تم کلو اور علم کا ایک باب ہی سیکھ لو تو یہ تمہارے لیے سو رکعت نماز سے بہتر ہے۔" (جامع بیان العلم وفضلہ از عبد البر اندلسی (م ۴۶۳ھ) ص ۵۹ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

(۲) حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا ہی خوش عطیہ ہے اور کیا ہی خوب سوغات ہے حکمت کا قول۔ جسے تم نے سنا اور یاد کر لیا اور پھر مسلمان بھائی سے ملے اور اسے بھی سکھا دیا، ایسا ایک عمل سال بھر کی عبادت کے برابر ہے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ص ۵۷)

اعتراض :- قادری صاحب عورتوں کو نماز پنج گانہ و جمعہ وغیرہ ادا کرنے کے لیے مساجد میں آنے سے روکتے ہیں۔ مگر دعوت اسلامی کے اجتماع میں آنے کی دعوت دیتے ہیں۔ (میٹھی میٹھی ..... ص ۶۱، ۶۲)

الجواب :- جب دعوت اسلامی کے مستورات کے پروگرام مساجد میں ہوتے ہی نہیں تو یہ اعتراض کرنا لغو ہے۔

ہر مرد و عورت پر اتنا علم دین سیکھنا ضروری ہے کہ وہ زندگی میں پیش آنے والے عمومی مسائل سے بخوبی واقف ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم" (مشکوٰۃ ص ۳۴ کتاب العلم)

محدث اسحاق بن راہویہ (م ۲۳۸ھ) فرماتے ہیں۔ کہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ وضو، نماز،

ﮯ حاشیہ: محدث ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔ (احیاء علوم الدین ص ۱۰ ج ۱ حاشیہ نمبر ۳)

محدث ابن جوزی نے حضرت عمر کی روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔ جبکہ ہماری روایت کا راوی حضرت ابوذر ہے۔ اس لیے ہماری پیش کردہ روایت کو موضوع کہنا درست نہیں۔

☆.. علاوہ ازیں "ابن صلاح" اپنی کتاب "علوم الحدیث" میں لکھتے ہیں۔

یعنی جن احادیث کے موضوع ہونے کا ثبوت نہیں ان کو ابن جوزی نے موضوعات میں لکھ دیا ہے۔

☆.. حافظ ابن حجر "فتح الباری" میں لکھتے ہیں۔

ابن جوزی نے تردید احادیث صحیحہ میں اعلیٰ درجہ کی خطا کی ہے۔

☆.. شیخ عبد الحق محدث دہلوی "اسماء الرجال مشکوٰۃ" میں ابن جوزی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔

اگرچہ ابن جوزی کا اپنی کتاب کے بارہ میں صحیح بیان ہے کہ اس کو میں نے بغرض اظہار سنت و رد بدعت میں لکھا ہے۔ مگر رد و قدح میں حد سے تجاوز ہو جانا اس امر کی دلیل ہے کہ ابن جوزی اپنے بیان مذکورہ میں سچا نہیں۔

([illegible]، حج وغیرہ ضروریات دین کا علم حاصل کرنا (ہر مرد، عورت) مسلمان پر لازمی ہے۔

(جامع بیان العلم وفضلہ از عبد البر اندلسی (م ۴۶۳ھ) ص ۳۴ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

اسی مقصد کے لیے ہفتہ وار یا ماہانہ عورتوں کے لیے دعوت اسلامی کے پروگرام ہوتے ہیں۔ اس میں ان کو ضروری مسائل سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ اور روزانہ نہیں ہوتے تاکہ ان کو دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ جیسا کہ کتب احادیث میں موجود ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود ہر جمعرات کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔ لوگوں نے ہر روز وعظ فرمانے کا مطالبہ کیا تو جواباً ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ تم کو ہر روز درس دے کر تنگ کروں۔ (بخاری جلد اول ص ۱۱۵ مترجم طبع لاہور)

قادری صاحب عورتوں کو مساجد میں پنج گانہ نماز ادا کرنے سے منع کرنے والے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا: "عورت کا دالان میں نماز پڑھنا، صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ اور کوٹھڑی میں دالان سے بہتر" (ابو داؤد)

اعتراض :- لعل دین ہجری خزانہ درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

<u>اجتماعات کی برکتیں</u>

☆...... اندھے دیکھنے لگ گئے۔ ☆...... اللہ تعالیٰ کو اجتماع کا واسطہ

☆...... السر بھاگ گیا۔ ☆...... گروے کی پتھری پورا چور ہو گئی۔

☆...... امریکہ نہ جائیں ☆...... سوکھی گود ہری ہو گئی

(میٹھی میٹھی .... ص ۶۳ تا ۶۴)

الجواب :- نواب صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد لکھتا ہے۔

بخاری شریف کا ختم کرنا واسطے شفاء بیمار وحفظ آفات وحوادث زمان کے بطور رقیہ جائز ہے۔ اس میں کسی شخص کا خلاف بجملہ اہل علم کے معلوم نہیں ہے۔ بلکہ منفعت اس کی قرأت وختم واسطے رفع آفات وحصول سلامت کے لیے مجرب ہے۔ ولہذا جب سے یہ کتاب تالیف ہوئی ہے۔ ہر قرن میں اہل علم نے اس کے ساتھ توسل کیا ہے۔ ...... حافظ ابن کثیر نے کہا ہے: "کتاب البخاری الصحیح یستسقی بقرأتہ الغمام واجمع علی قبولہ وصحۃ مافیہ اہل الاسلام" ذکرہ القسطلانی فی شرح البخاری

اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے کتاب "اشعۃ اللمعات" میں لکھا ہے۔

بسیاری از مشائخ وعلماء وثقات صحیح بخاری را از برائے حصول مرادات وکفایت مہمات و قضائے حاجات ودفع بلیات وکشف کربات وصحت امراض الخ ...... بہر حال یہ وضو ہو کر منہ طرف قبلے

کے گر کے ساتھ خشوع و خضوع و حضور دل کے خود پڑھے یا کسی اور کو حکم دے خواہ ایک شخص ختم کرے یا ایک جماعت پڑھے۔ نفع اس کا مستیقن ہے۔ وللہ الحمد۔ (کتاب الدعاء والدواء ص ۱۱۸-۱۱۷ طبع لاہور)

اگر ختم بخاری شریف کی برکت سے مریضوں کو شفاء اور غم زدوں کے غم دور ہو سکتے ہیں۔ تو لا محالہ دعوت اسلامی کے سالانہ اجتماع جس میں قرآن شریف کی تلاوت، درود شریف، درس قرآن و حدیث اور ذکر الٰہی کیا جاتا ہے۔ کی برکت سے پروردگار عالم مریضوں کو شفاء دے اور سوکھی گودوں کو ہری کر دے تو وہ قادر مطلق ہے۔

☆...... **اللہ تعالیٰ کو اجتماع کا واسطہ:-** کیونکہ اجتماع کا تعلق اعمال صالحہ سے ہے اور نیک اعمال کا وسیلہ پیش کرنا عند الفریقین جائز ہے۔ تو پھر اس پر اعتراض کیسا؟

ابن تیمیہ لکھتا ہے:-

نیک اعمال کے وسیلہ سے سوال کی ایک مثال ان تین اشخاص کا سوال ہے جنہوں نے غار میں پناہ لی تھی۔ چنانچہ ان میں سے ہر ایک نے اپنے اس عمل عظیم کے حوالہ سے دعا کی جو محض رضائے الٰہی کے لیے کیا تھا ایک نے والدین کی اطاعت کا حوالہ دیا، دوسرے نے اپنی پاکدامنی کا ذکر کیا، تیسرے نے اپنی امانت داری و احسان کا واسطہ دیا۔ الخ (الوسیلہ ص ۱۰۰ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

اعتراض:- ان کا عقیدہ ہے کہ ان کے اجتماع اور جلسہ میں شرکت کرنے والے لوگ بخش دیے جاتے ہیں۔ ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے کہ "نماز فجر کے بعد سویا تو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا "اے نادان! آج رات لانڈھی کے قبرستان میں جو اجتماع ہوا اس میں جتنے لوگ آخر تک شریک رہے، ان سب کو بخش دیا گیا۔ اگر تو بھی آخر تک شریک رہتا تو تیری بھی بخشش کر دی جاتی۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۹۳)

الجواب:- دعوت اسلامی نے ہرگز یہ دعویٰ نہیں کیا کہ جو لوگ اجتماع میں شامل ہوتے ہیں۔ وہ تمام بخش دیے جاتے ہیں۔ بلکہ مسلمان کی بخشش کا ذریعہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی اطاعت و تابعداری ہے۔ ہاں! اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اجتماع میں شمولیت کرنے والوں کو بخش دے تو وہ قادر مطلق ہے۔

☆...... **حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں:-**

"ابو جعفر سقاء نے کہا کہ میں نے حضرت بشر حافی علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا اور ان سے دریافت کیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا، فرمایا مجھ پر لطف و کرم اور رحم فرمایا اور فرمایا! اے بشر! اگر تم

میرے لیے آگ کے انگاروں پر بھی سجدہ کرتے تو بھی تم نے جو تمہاری محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دی ہے۔ اس کا بھی شکر ادا نہ کر پاتے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے آدھی جنت روا فرما دی ہے۔ کہ میں اس میں جہاں چاہوں آرام سے کھاؤں پیوں اور اس نے میرے جنازے میں جو شریک تھے "سب کی مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے" الخ (کتاب الروح ص ۵۷-۵۶ طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

☆...... **علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:-**

"رسالہ قشیری میں ہے کہ ایک کفن چور تھا۔ ایک عورت کا انتقال ہو گیا۔ وہ اس کے جنازہ کی نماز میں شامل ہوا تاکہ ساتھ جاکر اس قبر کا پتہ لگائے۔ جب رات ہو گئی تو اس نے بڑھیا کی قبر کو کھودنا شروع کیا تو وہ عورت بول اٹھی کہ سبحان اللہ! ایک مغفور شخص مغفور عورت کا کفن چراتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری بھی مغفرت کر دی اور ان تمام لوگوں کی جنہوں نے میرے جنازے کی نماز پڑھی اور تو بھی ان میں شریک تھا۔ یہ سن کر اس نے فوراً مٹی ڈال دی اور سچے دل سے تائب ہو گیا۔"

(شرح الصدور بشرح حال الموتٰی والقبور ص ۱۹۰ طبع کراچی ۱۹۹۹ء)

(رسالہ قشیریہ از امام ابوالقاسم عبدالکریم (م ۴۶۵ھ) ص ۶۶۵ طبع اسلام آباد ۱۹۸۴ء)

☆...... **حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ خود تحریر فرماتے ہیں:-**

"ایک روز مراقبہ میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ تمہارے لیے ایک اجازت نامہ لکھ دوں جو آج تک کسی کے؎ لیے نہیں لکھا۔ نیز سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس جنازہ پر تم نماز پڑھ دو گے اس میت کو بخش دیا جائے گا۔"

(علماء ہند کا شاندار ماضی ص ۲۳۴ جلد اول از محمد میاں طبع کراچی 1991ء)

یاد رہے! کہ اگر کسی فرد یا جماعت کو اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ مغفرت کی بشارت خواب میں دے دیں تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی عبادت و ریاضت میں مزید جدوجہد شروع کر دے۔ جیسا کہ درج ذیل احادیث اس معاملہ میں ہماری رہنمائی کرتی ہیں۔

(۱) اخرج ابن المنذر و ابن مردویہ و ابن عساکر عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت لما انزل علی رسول اللہ ﷺ انا فتحنا لک فتحا مبینا الایۃ اجتہد فی العبادۃ فقیل یا رسول اللہ ﷺ! ما ھذا

؎ صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین اس سے مستثنیٰ ہیں۔ کیونکہ ان کے مناقب و محامد تو خود حضور ﷺ اپنی احادیث میں ارشاد فرما چکے ہیں۔ واللہ اعلم

الاجتہاد وقد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک[1] وما تأخر قال افلا اکون عبدا شکورا۔

(۲) اخرج ابن عساکر عن ابی جحیفة رضی اللہ تعالی عنہ قال کان النبی ﷺ یقوم حتی تفطر قدماہ فقیل لہ أ لیس قد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تأخر قال أفلا أکون عبدا شکورا۔

(الدر المنثور ص ۷۰ جلد ۶ طبع ایران از امام جلال الدین سیوطیؒ)

اعتراض :۔ملن محمد دین نجدی لکھتا ہے۔ "معلوم ہو گیا کہ ان جھوٹی حکایتوں کو پھیلانے کے عزائم ماسوائے ان چند مقاصد کے کچھ نہیں کہ تحریک سے وابستگان کی گاہے بگاہے جھوٹی حکایتوں کے ذریعے حوصلہ افزائی کی جائے۔ الخ" (میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ص ۶۸)

الجواب :۔حکایتوں کو جھوٹا کہنا، دعوی علم غیب ہے۔ اور علم غیب ذاتی حق تعالی کا خاصہ ہے۔ اور عطائی علم غیب حاصل ہونے پر آپکے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ "هاتوا برهانکم ان کنتم صادقین" اس لیے یہ محض آپکی دروغ گوئی اور کذب بیانی ہے۔

اعتراض :۔اس فرقہ (دعوت اسلامی) کے افکار، نظریات و تعلیمات جو کہ کتاب و سنت سے ثابت نہیں کو پھیلانے کے لیے گھروں سے نکلنے والوں کے لیے جہنم کو ان پر حرام کر دیا گیا ہے۔ اور فرشتے ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ اور یہ کہ جنت ان کی تلاش میں رہتی ہے۔" (میٹھی میٹھی سنتیں......... ص ۷۱)

الجواب :۔اپنے آپ کو کتاب و سنت کا عامل اور دوسرے مسلمانوں کو مشرک و بدعتی کہنا یہ کوئی نئی بات نہیں۔ یہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی دی ہوئی تخم تلخی کے اثرات ہیں جو کہ نسل در نسل وہابیہ میں منتقل ہوتے آرہے ہیں۔

بے شک اللہ تعالی کے دین کو سیکھنے اور سکھانے کے لیے گھروں سے نکلنا ایک کٹھن منزل ہے۔ اور اس کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات مدحق ہیں۔ جن کو قادری صاحب نے "فیضان سنت" کے آخری صفحات پر نقل فرمایا ہے۔

نمبر ۱:۔ رحمت عالم ﷺ کا فرمان معظم ہے۔ علم دین کی طلب میں جس کے قدم خاک آلود ہوں۔ اللہ عزوجل اس کے جسم کو جہنم پر حرام کر دے گا۔ اور اللہ عزوجل کے فرشتے اس کے لیے دعا مغفرت

---

[1] حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "آنحضرت ﷺ کبھی کبھی صرف بیان جواز کے لیے ایک امر اولی ترک فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ کے لیے یہ ترک اولی کراہت سے پاک تھا آپ کو یہ ضرورت بھی محض تبلیغ علم کی وجہ سے پیش آئی تھی اور ما تقدم من ذنبہ وما تاخر کے معنی بھی یہی ہیں۔"

(بستان المحدثین ص ۱۸۸ طبع کراچی (اردو))

کریں گے۔ الخ (تفسیر کبیر)

نمبر 2:۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جو شخص علم دین کی تلاش میں ہوگا۔ جنت اس کی تلاش میں ہوگی۔ الخ (کنز العمال)

مزید رسول اللہ ﷺ کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا نیکی کی راہ دکھانے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔

☆..... حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدا کے فرشتے آسمان و زمین کی مخلوق حتی کہ اپنے سوراخوں میں چیونٹیاں، حتی کہ سمندر کی مچھلیاں، سبھی نیکی سکھانے والے کے لیے دعا کرتے ہیں۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ص ۹۰ از علامہ ابن عبد البر اندلسی (م 463ھ) طبع لاہور ۷۷ء)

☆..... نیک بات سکھانے والے پر اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔

(منصب امامت ص ۹۵ طبع لاہور ۱۹۸۸ء از مولوی محمد اسماعیل دہلوی)

☆..... جمیل بن قیس نے مروی ہے کہ ایک شخص مدینے سے چل کر حضرت ابو الدرداء کی خدمت میں دمشق آیا اور ایک حدیث کے بارے میں سوال کیا۔ ابو الدرداء نے کہا، تم نہ کسی اور مطلب سے آئے ہو نہ تجارت پیش نظر ہے۔ صرف حدیث کی جستجو میں نکلے ہو؟ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ واقعہ یہی ہے۔ اس پر حضرت نے فرمایا: اگر یہی بات ہے تو خوش ہو جاؤ کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ جو بندہ علم کی تلاش میں نکلتا ہے فرشتے اس کے لیے اپنے پر رکھ دیتے ہیں۔ جنت کی ایک راہ اس پر کھل جاتی ہے۔ اور یہ کہ عالم کے لیے آسمان و زمان کی تمام مخلوق حتی کہ سمندر کی مچھلیاں بھی مغفرت کی دعا کرتی ہیں۔

(جامع بیان العلم وفضلہ ص ۸۷ از علامہ ابن عبد البر اندلسی (م ۴۶۳ھ) طبع لاہور ۷۷ء)

(منصب امامت از مولوی محمد اسماعیل دہلوی ص ۹۵ طبع لاہور ۱۹۸۸ء)

اعتراض :۔ قادری صاحب لکھتے ہیں:۔

"ایک گھڑی غور و فکر کرنا 60 سال کی عبادت سے بہتر ہے۔" (میٹھی میٹھی سنتیں......... ص [illegible])

الجواب :۔ یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ حضور پر نور ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے۔ جس کو امام جلال الدین سیوطی نے "الجامع[1]" میں نقل فرمایا ہے۔

---

[1] ابو الشیخ فی العظمة عن ابی ہریرة۔ (ض) اور ضعیف حدیث فضائل و اعمال میں قابل قبول ہے۔ مولوی نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں۔ ضعیف حدیث اعمال میں معتبر ہے۔ اور یہ موضوع نہیں ہوتی۔ (فتاوی نذیریہ جلد اول ص ۳۰۳ طبع لاہور)

الاجتهاد وقد غفر الله لک ما تقدم من ذنبک [1] وما تأخر قال افلا اکون عبدا شکورا۔

(۶) اخرج ابن عساکر عن ابی جحیفة رضی الله تعالیٰ عنه قال کان النبی ﷺ یقوم حتی تفطر قدماه فقیل له الیس قد غفر الله لک ما تقدم من ذنبک وما تأخر قال أفلا اکون عبدا شکورا۔

(الدر المنثور ص ۶۰ جلد سادس طبع ایران از امام جلال الدین سیوطی)

اعتراض :۔ ابن لعل دین نجدی لکھتا ہے۔ "معلوم ہو گیا کہ ان جھوٹی بشارتوں کو پھیلانے کے عزائم ماسوائے ان چند مقاصد کے کچھ نہیں کہ تحریک سے وابستگان کی گاہے گاہے جھوٹی بشارتوں کے ذریعے حوصلہ افزائی کی جائے۔ الخ" (میٹھی میٹھی سنتیں یا .... ص ۶۸)

الجواب :۔ بشارتوں کو جھوٹا کہنا، دعویٰ علم غیب ہے۔ اور علم غیب ذاتی حق تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ اور عطائی علم غیب حاصل ہونے پر آپ کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ "هاتوا برهانکم ان کنتم صادقین" اس لیے یہ محض آپکی دروغ گوئی اور کذب بیانی ہے۔

اعتراض :۔ اس فرقہ (دعوت اسلامی) کے افکار، نظریات و تعلیمات جو کہ کتاب و سنت سے ثابت نہیں کو پھیلانے کے لیے گھروں سے نکلنے والوں کے لیے جہنم کو ان پر حرام کر دیا گیا ہے۔ اور فرشتے ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ اور یہ کہ جنت ان کی تلاش میں رہتی ہے۔" (میٹھی میٹھی سنتیں .... ص ۷۱)

الجواب :۔ اپنے آپ کو کتاب و سنت کا عامل اور دوسرے مسلمانوں کو مشرک و بدعتی کہنا یہ کوئی نئی بات نہیں۔ بلکہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی دی ہوئی جنم گھٹی کے اثرات ہیں جو کہ نسل در نسل وہابیہ میں منتقل ہوتے آ رہے ہیں۔

بے شک اللہ تعالیٰ کے دین کو سیکھنے اور سکھانے کے لیے گھروں سے نکلنا ایک کٹھن منزل ہے۔ اور اس کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات برحق ہیں۔ جن کو قادری صاحب نے "فیضان سنت" کے آخری صفحات پر نقل فرمایا ہے۔

نمبر 1 :۔ رحمت عالم ﷺ کا فرمان معظم ہے۔ علم دین کی طلب میں جس کے قدم خاک آلود ہوں۔ اللہ عزوجل اس کے جسم کو جہنم پر حرام کر دے گا۔ اور اللہ عزوجل کے فرشتے اس کے لیے دعا مغفرت

---

[1] حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "آنحضرت ﷺ کبھی کبھی صرف بیان جواز کے لیے ایک امر اولیٰ ترک فرمایا کرتے تھے اور آپ کے لیے یہ ترک اولیٰ کراہت سے پاک تھا آپ کو یہ ضرورت بھی محض تبلیغ حکم کی وجہ سے پیش آئی تھی اور ما تقدم من ذنبہ و ما تاخر کے معنی بھی یہی ہیں۔"

(بستان المحدثین ص ۱۸۸ طبع کراچی (اردو))

کریں گے۔ الخ (تفسیر کبیر)

نمبر 2 :۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جو شخص علم دین کی تلاش میں ہو گا۔ جنت اس کی تلاش میں ہو گی۔ الخ (کنز العمال)

مزید رسول اللہ ﷺ کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا نیکی کی راہ دکھانے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔

☆...... حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدا کے فرشتے آسمان و زمین کی مخلوق حتیٰ کہ اپنے سوراخوں میں چیونٹیاں، حتیٰ کہ سمندر کی مچھلیاں، سبھی نیکی سکھانے والے کے لیے دعا کرتے ہیں۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ص ۶۰ از علامہ ابن عبدالبر اندلسی (م ۴۶۳ھ) طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

☆...... نیک بات سکھانے والے پر اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔

(منصب امامت ص ۹۵ طبع لاہور ۱۹۸۸ء از مولوی محمد اسماعیل دہلوی)

☆...... جمیل بن قیس سے مروی ہے کہ ایک شخص مدینے سے چل کر حضرت ابوالدرداء کی خدمت میں دمشق آیا اور ایک حدیث کے بارے میں سوال کیا۔ ابوالدرداء نے کہا کہ تم کسی اور مطلب سے آئے ہو تجارت پیش نظر ہے۔ صرف حدیث کی جستجو میں نکلے ہو؟ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ واقعہ یہی ہے۔ اس پر حضرت نے فرمایا: اگر یہی بات ہے تو خوش ہو جاؤ کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ جو بندہ علم کی تلاش میں نکلتا ہے فرشتے اس کے لیے اپنے پر رکھ دیتے ہیں۔ جنت کی ایک راہ اس پر کھل جاتی ہے۔ اور یہ کہ عالم کے لیے آسمان و زمین کی تمام مخلوق حتیٰ کہ سمندر کی مچھلیاں بھی مغفرت کی دعا کرتی ہیں۔

(جامع بیان العلم وفضلہ ص ۸۷ از علامہ ابن عبدالبر اندلسی (م ۴۶۳ھ) طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

(منصب امامت از مولوی محمد اسماعیل دہلوی ص ۹۵ طبع لاہور ۱۹۸۸ء)

اعتراض :۔ قادری صاحب لکھتے ہیں :۔

"ایک گھڑی غور و فکر کرنا 60 سال کی عبادت سے بہتر ہے۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا .... ص ۵۲)

الجواب :۔ یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ حضور پر نور ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے۔ جس کو امام جلال الدین سیوطی نے "الجامع [1]" میں نقل فرمایا ہے۔

---

[1] الجامع الصغیر فی الطبعۃ عن ابی ہریرۃ۔ (س) اور ضعیف حدیث فضائل اعمال میں قابل قبول ہے۔ مولوی نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں۔ ضعیف حدیث اعمال میں معتبر ہے۔ اور یہ موضوع نہیں ہوتی۔ (فتاویٰ نذیریہ جلد اول ص ۳۰۳ طبع لاہور)

"فكرة ساعة خير من عبادة ستين سنة"

(جامع الصغیر ص ۳۳ جلد ۲ طبع بیروت، الموضوعات الکبری ص ۷۵ طبع کراچی از ملا علی قاری حنفی)

اور قول رسول ﷺ پر طنز کرنا بدبختی اور بے غیرتی ہے۔

اعتراض :- ابن لعل دین بھی طنز اور درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے :-

"عاشق رسول گدھا"

جوانوں کو چلہ لگانے کے لیے آمادہ کرنے کے لیے ایک دلچسپ روایت لکھتے ہیں۔

"فتح خیبر کے وقت ایک کالا گدھا بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضر ہوا۔ سرکار نے اس سے فرمایا تیرا نام کیا ہے؟ عرض کی یزید بن شہاب، مزید عرض کرنے لگا "اللہ نے میرے دادا جان کی نسل سے ساٹھ گدھے پیدا کیے اور وہ سب کے سب صرف انبیاء علیہم السلام کی سواری بنے کا شرف حاصل کرتے رہے۔ اپنے دادا جان کی نسل سے میں آخری بچا ہوں اور آپ بھی نبیوں میں آخری ہیں (نعوذ باللہ کیا نسبت ملائی) آپ سے پہلے ایک یہودی کے پاس تھا۔ وہ جب بھی مجھ پر سوار ہونے کی کوشش کرتا میں جان بوجھ کر اس کو گرا دیتا۔ اس پر وہ میری پیٹھ اور پیٹ پر ڈنڈے برساتا۔" سرکار نے فرمایا! اب تیرا نام یعفور ہے۔ سرکار جب کسی کو بلانے کے لیے اسے بھیجتے تو وہ اپنے سر کو اس کے دروازے پر مارتا۔ گھر والا جب باہر آتا تو وہ رسول ﷺ کی طرف اشارہ کرتا کہ سرکار بلا رہے ہیں۔ جب سرور کائنات ﷺ نے ظاہری وفات پائی تو وہ عاشق گدھا غم مصطفیٰ میں بے قرار ہو گیا اور ہجر رسول کی تاب نہ لا کر حضرت سیدنا ابو ہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ کے کنویں میں چھلانگ لگا دی۔ اور فوت ہو گیا۔ (یعنی خود کشی کر لی)۔

اس کے بعد قادری صاحب لوگوں کو ہوے مخصوص انداز میں چلے لگانے پر آمادہ کرنے کے لیے کہتے ہیں: میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ایک بے زبان جانور تو سرکار سے والہانہ عشق رکھتے ہوئے آپکی خدمت کے لیے اپنی زندگی وقف کر دے مگر آہ ہم صاحب عقل انسان ہونے کے ساتھ ساتھ مسلمان ہو کر بھی عملی طور پر ایک بے زبان جانور سے کس قدر پیچھے ہیں۔ الخ (میٹھی میٹھی ...... ص ۷۲-۷۳)

الجواب :- شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے گوش دراز والی روایت کو مدارج النبوۃ ص 41-1040 جلد ۲ میں نقل کیا ہے۔ اور خط کشیدہ الفاظ جن کو لکھ کر ابن لعل دین نے اپنی بدباطنی کا ثبوت دیا ہے۔ حدیث کے الفاظ سے یہ مطلب ہرگز نہیں لیا۔ اس حدیث کو لکھنے کے بعد آپ فرماتے ہیں: بعض ارباب علم حدیث اس حدیث کی صحت میں کلام کرتے ہیں۔ سہیلی نے اس حدیث کو کتاب "التعریف والاعلام" میں

بیان کیا ہے۔ در حقیقت یہ حضور اکرم ﷺ کا معجزہ ہے جو اس چوپایہ میں ظاہر ہوا۔

(مدارج النبوۃ ص ۱۰۴۱ جلد دوم طبع کراچی ۱۹۷۶ء)

پھر قادری صاحب نے اس روایت کو بیان کرنے کے بعد اس پر جو تبصرہ کیا ہے۔ ذرا سوچ سمجھ کر بتائیں کہ اس میں کونسی بات قابل گرفت اور باعث تنقید ہے۔ در حقیقت "دعوت اسلامی" کی ترقی و کامرانی کو دیکھ کر "وہابیت" کے اوسان خطا ہو گئے ہیں۔

ایک ولی اللہ کی کرامت جس سے نبی اکرم ﷺ کے معجزہ کی تصدیق ہوتی ہے :-

رسالہ قشیری "باب کرامات الاولیاء" میں کہا گیا ہے۔ کہ میں نے ابو حاتم[1] سجستانی سے سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو نصر سراج سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے حسین بن احمد رازی سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو سلیمان خواص سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں ایک گدھے پر سوار تھا۔ مکھیاں اسے پریشان کر رہی تھیں۔ اور وہ بار بار اپنے سر کو دھنتا تھا اور میں اپنے ہاتھ کی لکڑی سے اسے مارتا تھا۔ اس پر اس نے سر اٹھا کر کہا تم بھی اپنے سر پر مارو۔ تمہیں بھی مارا جائے گا۔ مطلب یہ کہ میری اس مار کے بدلے تم پر مار ہو گی۔

☆...... مدارج النبوۃ ص ۱۰۴۱ جلد دوم طبع کراچی ۱۹۷۶ء (اردو)

☆...... رسالہ قشیریہ ص ۶۳۲ (اردو) از امام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری (م 465ھ)

طبع ادارہ تحقیقات اسلامی۔ اسلام آباد ۱۹۸۴ء

اعتراضات :- ابن لعل دین مجدی نے درج ذیل عنوان لکھ کر چند اعتراضات کیے ہیں۔ ہم ان کو سلسلہ وار نقل کرتے ہیں۔

"انچاس کروڑ گنا ثواب کی حقیقت"

اعتراض نمبر ۹ :- مندرجہ ذیل دو احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے۔ کہ ان کا تعلق اللہ کی راہ میں (میدان جہاد) میں لڑنے والے مجاہدین سے ہے۔

(۱) حدیث : جس نے اللہ کی راہ میں خرچ بھیج دیا اور خود ٹھہر رہا اس کے لیے ہر درہم کے بدلے 700 درہم ہیں اور جو بذات خود اللہ کی راہ میں نکل کر لڑا اور اپنے اوپر اس مال کو خرچ کیا اس کے لیے ہر درہم کے بدلے میں سات لاکھ درہم کا ثواب ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے۔

(ابن ماجہ 922)

(۲) حدیث :- اور دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] ابو حاتم سجستانی م 250ھ

یعنی نماز ، روزہ اور ذکر و دعا (کا ثواب) اللہ کی راہ میں روپیہ خرچ کرنے سے سات سو گنا ملتا ہے۔ (الترغیب ۲/ ۲۶۷)

اعتراض نمبر 2 :- مذکورہ بالا احادیث ضعیف ہیں۔ (اور ان کے اسماء الرجال پر بحث کی ہے۔)

اعتراض نمبر 3 :- ان احادیث میں جس ثواب کی خوش خبری دی گئی ہے۔ اس کا تعلق اللہ کی راہ میں (میدان جہاد میں) لڑنے والوں سے ہے۔ اور قادری صاحب ان احادیث مذکورہ کے ثواب کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں گھروں سے نکلنے والے افراد جو تبلیغ دین اور دینی مسائل لوگوں کو سیکھنے سکھانے کے لیے نکلتے ہیں ان پر چسپاں کرتے ہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا .... ص ۷۳ تا ۷۸)

الجواب :- (۱) بے شک ان احادیث مبارکہ میں جس ثواب کی خوش خبری دی گئی ہے۔ اس کا تعلق میدان جہاد میں حصہ لینے والوں کے لیے ہے۔

(۲) ضعیف حدیث عند اللہ محدثین اور خود علماء غیر مقلدین کے نزدیک فضائل و اعمال میں قابل قبول ہے۔

☆...... علامہ سخاوی (م 902ھ) فرماتے ہیں "الجمہور یعمل بہ فی الفضائل" القول البدیع ص ۲۵۸ طبع سیالکوٹ

☆...... موضوعات کبیر، ملا علی قاری حنفی (م 1014ھ) ص ۶۳ طبع کراچی

☆...... مرقات شرح مشکوٰۃ ، ، ، ، ، ، ، ، ص ۸۳ ج ۲ طبع ملتان

☆...... مقدمہ ابن صلاح ، امام عمرو بن عثمان بن عبد الرحمن (م 642ھ) طبع ملتان

☆...... تدریب الراوی ، امام جلال الدین سیوطی (م 911ھ) ص ۲۹۸ جلد اول طبع لاہور

☆...... احادیث ضعیفہ در فضائل اعمال معمول بہا است

(مسک الختام شرح بلوغ المرام ، نواب صدیق حسن خان (م 1307ھ) ص ۲۷۵ جلد اول)

☆...... میاں نذیر حسین (غیر مقلد) دہلوی لکھتے ہیں۔ "ضعیف حدیث اعمال میں معتبر ہوتی ہے اور یہ موضوع نہیں ہوتی" (فتاویٰ نذیریہ جلد اول ص ۳۰۳ طبع لاہور)

(۳) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم حاصل کرو، کیونکہ لوجہ اللہ علم کی تعلیم ، خشیت ہے۔ علم کی طلب عبادت ہے۔ علم کا مذاکرہ تسبیح، علم کی تلاش جہاد ہے۔ علموں کو علم سکھانا صدقہ ہے۔ الخ [1] [2] (جامع بیان العلم و فضلہ ، ص ۵۵ از عبد البر اندلسی م 463ھ)

---

[1] ابو عمر کہتے ہیں یہ حدیث نہایت عمدہ ہے۔ لیکن اس کی اسناد قوی نہیں۔ "یعنی یہ حدیث حسن ہوگی یا ضعیف" اور امام سخاوی فرماتے ہیں۔ "الجمہور یعمل بہ فی الفضائل" (قول البدیع ص ۲۵۸)

[2] جامع بیان العلم و فضلہ ص ۵۳

☆...... حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جاہل مر جانے کے خوف سے جو بندہ طالب علم کے لیے نکلتا ہے۔ یا سنت مٹ جانے کے ڈر سے اس کے احیاء کے لیے چلتا ہے۔ تو اس کی مثال غازی کی ہے جو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلتا ہے۔ الخ

☆...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

طالب علم میں نکلنے والا واپسی تک جہاد فی سبیل اللہ میں ہے۔

☆...... حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جو کوئی علم کے سفر کو جہاد نہیں سمجھتا اس کی عقل میں نقص ہے۔ (جامع بیان العلم و فضلہ ص ۷۸-۷۹ طبع لاہور (اردو)

(احیاء علوم الدین للامام الغزالی (روایت ابو الدرداء) ص ۱۰ جلد اول طبع مصر)

☆...... امام محمد بن یعقوب فیروز آبادی ، صاحب قاموس (م 817ھ) فرماتے ہیں جہاد کی چار قسمیں ہیں۔

1- نفس کے ساتھ جہاد
2- شیطان کے ساتھ جہاد
3- کافروں کے ساتھ جہاد
4- منافقوں کے ساتھ جہاد

پھر جہاد بالنفس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اس کے چار مراتب ہیں۔

(۱) اسلامی علوم کی تعلیم و تحصیل میں جہاد (۲) اس پر عمل در آمد میں جہاد (۳) دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں در پیش مصائب پر صبر و شکر (۴) اس کی تبلیغ و اشاعت میں جہاد

"اس جہاد کو سر انجام دینے والا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عظیم ہوتا ہے۔"

(سفر سعادت ص ۲۳۹-۲۳۸ طبع لاہور)

ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں جناب قادری صاحب نے زیر بحث احادیث کے ثواب کو ، علم دین سیکھنے سکھانے اور احیاء سنت کے لیے گھروں سے نکلنے والوں پر قیاس کیا ہے۔ جن میں صراحتاً موجود ہے :

☆.. علم کی تلاش جہاد ہے۔ ☆.. احیاء سنت کے لیے نکلنا جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلنا ہے۔ اور جو کوئی علم کے سفر کو جہاد نہیں سمجھتا اس کی عقل میں نقص ہے۔

اسکی تائید حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی درج ذیل عبارت سے ہوتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص جہاد کے موقعہ پر بوقت شب پہرہ پر جاگ رہا ہو تو اس کی حفاظت میں جس قدر لوگ روزے یا نمازیں ادا کر رہے ہیں ان سب کے برابر اس کو ثواب مل رہا ہے۔

(رواہ الطبرانی باسناد جید)

حضرت مجدد الف ثانی حدیث لکھنے کے بعد فرماتے ہیں۔

علماء نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ کسی حاکم کے علاقہ حکومت میں جس قدر لوگ امن اور اطمینان سے خدا کی عبادت کرتے ہیں ان سب کے برابر اس حاکم عادل کو ثواب ملتا ہے۔ جو ان سب کا محافظ بنا ہوا ہے۔ (علمائے ہند کا شاندار ماضی ص ۲۶۹ جلد اول طبع کراچی ۱۳۱۲ھ)

مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر اسلامی ریاست میں جہاد کرنے کے شرائط پائے جائیں اور قاضی وقت اعلان جہاد کردے تو اس وقت چلہ لگانے سے یہ فرض ادا ہو جائے گا۔ نہیں! بلکہ اس وقت میدان جہاد میں شمولیت سے یہ فریضہ ادا ہوگا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من تطهر في بيته ثم اتى مسجد القباء فصلى فيه ركعتين كان كاجر العمرة"

☆......نسائی کتاب المساجد، فضل مسجد قبا ص ۳۷ جلد ۲

☆......ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی مسجد قبا ۱۳۱۲

☆......مسند احمد ص ۴۸۷ جلد ۳

ترجمہ:۔ جو پاک ہو کر اپنے گھر سے مسجد قبا میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے تو اس کو عمرے کے برابر ثواب ملتا ہے۔" تو اگر کسی نے عمرہ ادا کرنے کی سنت[1] ادا کرنی ہو تو مسجد قبا میں جا کر دو رکعت پڑھنے سے یہ سنت ادا نہ ہوگی۔ بلکہ مقام مخصوصہ سے احرام باندھ کر مسجد حرام میں آکر عمرہ کے ارکان ادا کرنے ہوں گے۔

☆......رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو اشراق کی نماز کی دو رکعت پڑھے تو اسے حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ (ابوداؤد جلد اول)

تو اس حدیث کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ایک مسلمان پر حج فرض ہو جائے اور وہ اشراق کی نماز پڑھ لے تو اس کا حج ادا ہو جائے گا۔ نہیں نہیں! بلکہ حج کی ادائیگی کے لیے مکہ معظمہ پہنچ کر حج کے تمام ارکان ادا کرنے ہوں گے۔

اعتراض:۔ لن تحل دین مجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:۔

"جنت کی گارنٹی"

(میرا مرید کبھی دوزخ نہیں جا سکتا)

آخرت کی کامیابی کا معیار انسان کے اعمال پر ہے۔ جیسے اعمال کرے گا ویسا ہی اس کا ٹھکانا ہوگا۔ اگر

[1] حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

عمرہ سنت ہے واجب نہیں اور ہر سال چند مرتبہ ادا ہو سکتا ہے۔ عمرہ کا وقت تمام سال ہے مگر ایام حج میں مکروہ ہے۔ ایام حج کے روز عرفہ اور روز نحر اور ایام تشریق ہیں۔ الخ (فتاویٰ عزیزی ص ۴۸۷ اردو طبع کراچی ۱۳۹۳ھ)

اعمال صالح ہوں گے تو ٹھکانہ جنت اور اگر اعمال بُرے ہوں گے تو جہنم۔ اس کے بعد لکھتا ہے:

نمبر 1: قادری صاحب کی تعلیمات اس کے برعکس ہیں۔ وہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ جیسا آپ کا دل چاہے ویسے ہی اعمال کریں، چوری کریں، ڈاکہ ڈالیں، قتل کریں، فسق و فجور، شراب نوشی، زنا وغیرہ جیسے جرائم کا جس طرح چاہیں ارتکاب کریں لیکن اگر آپ نے قادری صاحب کی بیعت کر لی ہے تو پھر کسی قسم کا فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

نمبر 2: عبدالقادر جیلانی نے اللہ تعالیٰ سے 70 مرتبہ وعدہ لیا ہے کہ ان کا مرید دوزخ میں نہیں جائیگا۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۷۹)

الجواب:۔ مرید کے اوصاف: سید عبدالقادر گیلانی فرماتے ہیں:

مرید کا اعتقاد و قول ہی اول اس پر مضبوط کریں کہ گذشتہ بزرگ اور نیکوکار جو اہل سنت گزرے ہیں ان کے طریق پر چلے۔ اور نبیوں اور رسولوں اور صحابہ اور تابعین اور ولیوں اور صدیقوں کا عقیدہ اور طریق اختیار کرے...... قرآن اور حدیث کے ساتھ تمسک کرے اور ان کے موافق جو امر و نواہی اصول اور فروع ہیں ان پر عمل کرے۔ اور ان دونوں یعنی قرآن اور حدیث کو اپنے بازو کی قوت قرار دے کیونکہ اس راستہ میں ان دونوں کے ذریعے سے پرواز کرے گا۔ یہ دونوں طریق انسان کو مقصود یعنی پروردگار تک پہنچانے والے ہیں...... اور اگر کوئی آدمی ان باتوں پر راضی نہیں ہوگا اور ان باتوں کے برداشت کرنے پر اپنے نفس کو مضبوط اور ثابت قدم نہیں بنائے گا۔ تو وہ اپنی مراد کو نہیں پہنچے گا۔ ...... پس اگر کوئی پوری کامیابی چاہتا ہے۔ اور منزل مقصود پر پہنچنے کا خواستگار ہے تو وہ ان تمام باتوں کا جو ذکر ہوئی ہیں۔ اختیار کرے۔

(غنیۃ الطالبین و شیخ عبدالقادر گیلانی ص ۶۵۸، ۶۶۰ طبع لاہور ۱۳۹۳ھ)

☆...... نیز حضرت شیخ سید عبدالقادر گیلانی نے فرمایا:

رجالي في هو اجرهم صيام
و في ظلم الليالي كاللالي

ترجمہ:۔ میرے مرید دن روزہ رکھتے ہیں اور رات کی تاریکی میں تسبیح و تہلیل یا نماز تہجد ادا کرنے سے موتیوں کی طرح چمکتے ہیں۔ (قصیدہ غوثیہ مع شرح اردو ص ۱۷۷ طبع لاہور ۱۳۹۵ھ)

☆......امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری فرماتے ہیں:

" ہر وہ بات جس کا حکم شیخ (اپنے مرید) کو دے اسے اس کی ہرگز مخالفت نہیں کرنی چاہیے۔" (رسالہ قشیریہ ص ۲۹۳ از امام ابوالقاسم (م ۴۶۵ھ) طبع اسلام آباد ۱۹۸۴ء)

☆...... شیخ شہاب الدین سہروردی (م 632ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"مرید اپنے تمام چھوٹے بڑے کاموں میں شیخ (پیر) کی ہدایات اور رجحانات کا خیال رکھے۔"

(عوارف المعارف ص ۳۷۴ طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

لہٰذا:- جو اوصاف مرید کے حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی نے فرمائے ہیں۔ اگر وہ ان پر عمل پیرا ہوگا تو ضرور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جنت میں جائے گا۔ اور اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔ اور اگر ان میں کچھ کوتاہیاں ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ اور اولیاء کاملین کی شفاعت سے معاف فرمائے گا۔ اور جو شخص آپ کی یا کسی اور ولی اللہ کی بیعت کر کے شیخ کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتا وہ مرید کہلانے کا حقدار ہی نہیں۔

☆...... حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی (م 1312ھ) شاگرد رشید حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "صاحب نسبت سے بیعت کرنا باعث نجات ہے۔ قیامت کے دن جب اس کے حال پر عنایت ہوگی تو اس کا پر تو اس کے مریدوں کو پہنچے گا۔ اور مرید اس کا ہمراہ جنت میں جائیں گے۔ (جدید تذکرہ اولیاء پاک و ہند از ڈاکٹر ظہور الحسن دہلوی ص ۳۹۱ طبع حامد اینڈ کمپنی لاہور)

"نیز ابن لعل دین نجدی کا یہ کہنا"

کہ قادری صاحب اپنے مریدوں کو یہ کہتے ہیں۔ آپ کا دل چاہے ویسے ہی عمل کریں۔ چوری کریں، ڈاکہ ڈالیں، قتل کریں الخ چونکہ تم نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اس لیے آپکو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اس کے جواب میں ہم بس یہ کہتے ہیں۔ "لعنة الله على الكاذبين"

اعتراض:- ابن لعل دین نجدی نے درج ذیل عنوان کے تحت شیخ سید عبدالقادر گیلانی کے چند فرمودات لکھ کر ان پر طعنہ زنی کی ہے۔ اور اپنی بدباطنی کا ثبوت دیا ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں..... ص ۸۲-۸۱)

الجواب:- یہ تمام فرمودات آپ نے بطور تحدیث نعمت ارشاد فرمائے ہیں:-

امام ابوالحسن الشطنوفی (م 703ھ) فرماتے ہیں۔ "خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن شیخ ابی الجد مبارک بن یوسف بطائی حدوی شافعی نے کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابو صالح نصر نے بغداد میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ عبدالرزاق نے اور خبر دی ہم کو دو بڑے شیخوں ابو محمد حسن بن ابی عمران موسیٰ بن احمد قرشی خالدی اور ابوالقاسم محمد بن عبادہ انصاری جیلی نے ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن علی قرشی نے دمشق میں کہا کہ فرمایا شیخ عبدالقادر جیلی نے کہ مجھے ایک کاغذ دیا گیا تھا۔ اس میں میرے اصحاب اور مریدوں کے نام تھے جو قیامت تک ہونے والے ہیں اور مجھ سے کہا گیا کہ سب کو تمہارے لیے بخش دیا گیا۔

(بہجۃ الاسرار ص ۲۸۸ طبع لاہور ۱۹۹۵)

اور میں نے مالک دوزخ کے داروغہ سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس میرا کوئی مرید ہے؟ اس نے

کہا نہیں۔ مجھے معبود کی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میرا ہاتھ میرے مریدوں پر ایسا ہے جس طرح آسمان کا زمین پر۔ اگر میرا مرید عمدہ نہیں تو میں عمدہ ہوں۔ مجھے اپنے رب کی عزت و جلال کی قسم میرے قدم میرے رب کے سامنے مستقر رہیں گے۔ یہاں تک کہ مجھ کو اور تم کو جنت کی طرف لے جائیں گے۔"

(بہجۃ الاسرار ص ۲۸۸ از امام ابوالحسن الشطنوفی م 703ھ)

خالق کائنات جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے:-

"و اما بنعمة ربك فحدث" اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

☆...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔ میں پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر پھٹے گی۔ اور میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں جس کی شفاعت قبول ہوگی۔

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۱۱۵ ج ۳ طبع لاہور)

☆...... رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ قیامت کے دن سب نبیوں سے زیادہ کر میرے تابعدار ہوں گے اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۱۱۵ ج ۳ طبع لاہور)

☆...... محدث شیخ زروق فاسی (م 899ھ) فرماتے ہیں:

وان كنت في ضيق وكرب ووحشة فناد يا زروق آت بسرعة

اگر تو کسی تنگی بے چینی اور وحشت میں ہو تو "یا زروق!" کہہ کر پکار میں فوراً آ موجود ہوں گا۔

(بستان المحدثین ص ۲۰۶ (اردو) طبع کراچی)

☆...... حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے مراقبہ میں ارشاد فرمایا:

"جس جنازہ پر تم نماز پڑھو گے اس میت کو بخش دیا جائیگا۔"

(علماء ہند کا شاندار ماضی ص ۲۳۳ جلد اول طبع لاہور ۱۳۱۲ھ)

اعتراض:- ابن لعل دین نجدی نے مندرجہ ذیل شیخ عبدالقادر جیلانی کی کرامت بعد از وصال لکھ کر اس پر بے جا تنقید کی ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۸۰)

سنگ مدینہ عفی عنہ کے آبائی گاؤں کتیانہ (انڈیا) کا ایک واقعہ کسی نے سنایا تھا کہ وہاں ایک شخص رہا کرتا تھا (کون تھا؟ کوئی پتہ نہیں) جو غوث پاک کا بے حد دیوانہ تھا گیارہویں شریف نہایت ہی احترام سے مناتا تھا۔ اس کا انتقال ہو گیا۔ میت پر چادر ڈالی ہوئی تھی۔ سوگوار جمع تھے کہ اچانک چادر ہٹا کر

---

[1] مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی فرماتے ہیں: "وذكر مؤلف الحصن الحصين محمد بن محمد الجزري في تذكرة القراء ان مؤلف بهجة الاسرار كان من اجلة مشائخ مصر وكان بينه وبين الشيخ عبدالقادر واسطتان انتهى" (الآثار المرفوعہ ص ۹۲ طبع گوجرانوالہ)

دیوانہ اٹھ بیٹھا۔ لوگ گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس نے پکار کر کہا دوست، سنو تو سہی! لوگ جب قریب آئے تو کہنے لگا۔ "بات دراصل یہ ہے کہ ابھی ابھی میرے گیارہویں والے پیران پیر .... تشریف لائے تھے۔ انھوں نے مجھے ٹھوکر لگائی اور فرمایا "ہمارا مرید ہو کر بغیر توبہ کے مر گیا۔ اٹھ اور توبہ کرلے۔ لہٰذا مجھ میں روح لوٹ آئی ہے تاکہ میں توبہ کر لوں۔ اتنا کہنے کے بعد دیوانے نے اپنے تمام گناہوں کی توبہ کی اور کلمہ پاک کا ورد کرنے لگا۔ اچانک پھر اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا اور اس کا انتقال ہو گیا۔"

الجواب :- ابن تیمیہ لکھتے ہے۔ ابو بکر ابن ابی الدنیا نے اپنے سلسلہ سے روایت کی ہے کہ حضرت انسؓ نے کہا ۔ ہم ایک انصاری کی بیمار پرسی کے لیے گئے۔ جو سخت بیمار تھا۔ ہماری موجودگی ہی میں دم توڑ دیا۔ ہم نے اس پر چادر بچھا دی اور اس کی عمر رسیدہ ماں سے گھوم کر کہا "اے بی بی! اپنی مصیبت پر صبر کر" اس نے پریشان ہو کر پوچھا کیا میرا بچہ فوت ہو گیا؟ جواب ملا ہاں! اور زیادہ پریشان ہو کر بولی، کیا تم سچ کہتے ہو؟ ہم نے کہا ہاں ہاں! اس نے فوراً ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔ الٰہی! تو جانتا ہے میں اسلام لائی اور تیرے رسول کی طرف ہجرت کر کے آئی تاکہ تو ہر مشکل میں میری دستگیری فرمائے۔ اے میرے آقا! یہ مصیبت مجھ پر نہ ڈال۔ پھر اس نے چادر الٹ دی اور وہ زندہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ ہم نے اس کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر گھر لوٹ آئے۔"

(الوسیلہ از ابن تیمیہ ص ۲۳۹ طبع لاہور ۱۹۸۲ء)

☆...... حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :- حضرت مجدد الف ثانی سے حضرت خضر کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ زندہ ہیں یا وفات پا گئے ہیں۔ تو وہ بارگاہ الٰہی میں حقیقت حال کے انکشاف کے لیے متوجہ ہوئے۔ تو حضرت مجدد نے دیکھا کہ خضر علیہ السلام ان کے پاس کھڑے ہیں۔ آپ نے ان سے ان کی حقیقت حال دریافت کی تو آپ نے فرمایا : کہ میں اور الیاس زندوں میں سے نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری روحوں کو ایسی قوت بخشی ہے جس سے ہم مجسم ہو جاتے ہیں۔ اور زندوں کے سے کام کرتے ہیں۔ مثلاً جب اللہ تعالیٰ چاہے تو ہم گمراہ کی رہنمائی کرتے ہیں۔ اور مصیبت زدوں کی مدد کرتے ہیں۔ علم لدنی کی تعلیم دیتے ہیں۔ الخ (تفسیر مظہری، پ ۱۵، سورۃ الکہف)

☆...... امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

" حضرت علیؓ کے بعد اولیاء کرام اور اصحاب طرق میں سب سے زیادہ قوی الاثر بزرگ جنہوں نے راہ جذب کو باحسن وجوہ طے کر کے نسبت اویسی کی اصل کی طرف رجوع کیا اور اس میں نہایت نہایت کامیابی سے قدم رکھا وہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی ذات ہے۔ اسی بنا پر آپ کے متعلق کہا گیا ہے کہ

موصوف اپنی قبر میں زندوں کی طرح تصرف[۱] فرماتے ہیں"

(ہمعات اردو ترجمہ، تصوف کی حقیقت اور اس کا فلسفہ تاریخ ص ۱۴۷) (ہمعات فارسی ص ۶۱ طبع حیدر آباد ۱۹۶۴ء)

ان تمام شواہد سے ثابت ہوا کہ زیر بحث کرامت حق ہے۔ اور اس پر تنقید کرنا جہالت ہے۔

(کون تھا؟ کوئی پتہ نہیں) کا جواب :

☆...... حافظ ابن قیم لکھتے ہیں :-

"ایک صالح آدمی نے بیان کیا کہ میرا بھائی لقمہ اجل ہو گیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا.... الخ۔

صالح آدمی کون تھا؟ کوئی پتہ نہیں۔ (کتاب الروح ص ۲۷ طبع لاہور)

" ہو جوابکم فہو جوابنا"

اعتراض :- ابن لعل دین نجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

"کلمہ طیبہ کے متعلق عجیب و غریب عقائد"

مسلمانوں کے عقائد جو کلمہ طیبہ کے متعلق ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ لیکن اس فرقہ کے کلمہ طیبہ کے متعلق بڑے عجیب و غریب خود ساختہ عقائد ہیں۔ .... کلمہ طیبہ کے متعلق ان کے عقائد کی صرف تین مثالیں ملاحظہ ہوں۔ پھر فیضان سنت سے تین روایات نقل کی ہیں۔

الجواب نمبر 1 :- قادری صاحب نے فیضان سنت ص ۹۷ تا ۱۰۶ پر کلمہ طیبہ کے فضائل میں بخاری ۔ مسلم۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان۔ حاکم۔ طبرانی ۔ سعادت دارین ۔ تذکرۃ الواعظین اور انیس الواعظین کی روایات نقل کی ہیں۔ جن میں صحیح۔ حسن اور ضعیف تمام قسم کی احادیث موجود ہیں۔ مگر ابن لعل دین نجدی نے تذکرۃ الواعظین، انیس الواعظین اور سعادت دارین کی تین روایات نقل کر کے ان پر تنقید کی ہے۔ اور باقی تمام روایات کو شیر مادر کی طرح ہڑپ کر گئے ہیں۔ اور عوام الناس کو مغالطہ دینے کی ناپاک سعی کی ہے۔ نہ خوف خدا نہ خوف حشر نہ خوف قبر!

نمبر 2 :- ابن لعل دین نجدی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ تینوں روایات موضوع ہیں۔ مگر اپنے اس دعویٰ پر کوئی دلیل قائم نہیں کی۔ اور بغیر دلیل کے دعویٰ رد ہوتا ہے۔

---

[۱] مولوی محمد عبداللہ غزنوی کہتے ہیں :- ایک دفعہ میں نے شیخ سلیمان تونسہ والے کی زیارت کے لیے کہ اس زمانہ میں چشتیہ کی نسبت میں ان کی بڑی مشہوری تھی۔ اور لوگ وہاں آتے جاتے تھے۔ پختہ ارادہ کیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ مجھ پر خفا ہو گئے۔ اور مجھ کو زمین سے اٹھا لیا۔ اور چاہتے تھے کہ دے ماریں۔ خواجہ محمد معصوم نے سفارش کی اور عرض کیا کہ پھر یہ کسی جگہ نہ جائے گا۔

(سوانح عمری مولوی محمد عبداللہ الغزنوی از مولوی غلام رسول ص ۲۹ طبع لاہور)

☆...... علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی مصری (م ۸۵۲ھ) حدیث موضوع کے متعلق فرماتے ہیں:

"کان یکون مناقض القرآن او السنۃ المتواترۃ او الاجماع القطعی او یہ صریح العقل حیث لا یقبل شیٔ من ذالک التاویل۔" (نخبۃ الفکر ص ۴۲)

حدیث موضوع درج ذیل باتوں کے خلاف ہوگی۔ ۱۔نص قرآن ۲۔ حدیث متواترہ ۳۔اجماع قطعی ۴۔ صریح عقل ۵۔جو قابل تاویل نہ خلاف ہو تو وہ موضوع قرار دی جائے گی۔

زیر بحث روایات میں یہ تمام باتیں نہیں پائی جاتیں۔ اس لیے یہ موضوع نہیں بلکہ ضعیف ہیں۔

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتا ہے۔ "احادیث ضعیفہ در فضائل اعمال معمول بہاست"

(مسک الختام شرح بلوغ المرام ص ۵۷۲ جلد اول طبع بھوپال ۱۳۰۹ھ)

نمبر3 -ایک آن کے لیے ہم یہ تسلیم کر بھی لیں کہ یہ تینوں روایات موضوع ہیں تو امام کیجیے!

امام الوہابیہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی کا جس نے صریح طور پر یہ لکھا ہے:-

"والموضوع لا یثبت شیئاً من الاحکام نعم یوخذ فی الفضائل ما ثبت فضلہ بغیرہ تائیداً او تفصیلاً۔" (اصول فقہ ص ۱۸ طبع المعرف پبلشر کراچی)

(حوالہ شرح حیاۃ الانبیاء از امام بیہقی (اردو) از مولانا محمد عباس رضوی طبع لاہور ص ۳۸۶)

ترجمہ:-اور موضوع حدیث سے احکام میں سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوگا۔ ہاں! فضائل میں اس کو (حجت) پکڑا جائے گا۔ جو فضیلت کہ اس کے غیر کی اور دلیل سے ثابت ہو چکی ہو تو اسکو تائید یا تفصیلاً کے طور پر حجت پکڑی جائے گی۔

اعتراض:- ابن لعل دین مجدی نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے دو واقعات لکھ کر ان کو تنقید کا نشانہ بنا کر اپنی بدباطنی پر مہر ثبت کی ہے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۹۱ تا ۹۳)

الجواب:- پہلا واقعہ: خواجہ غریب نواز اپنے ایک مرید کے جنازے میں تشریف لے گئے۔ جنازہ پڑھا کر اپنے دست مبارک سے قبر میں اتارا...... تدفین کے بعد تقریباً سارے لوگ چلے گئے۔ مگر حضور خواجہ غریب نواز اس کی قبر کے قریب تشریف فرما رہے۔ اچانک آپ ایک دم غمگین ہوگئے۔ کچھ دیر کے بعد آپکی زبان پاک پر "الحمد للہ رب العالمین" جاری ہوا۔ اور آپ مطمئن ہوگئے...... استفسار پر فرمایا: میرے اس مرید پر عذاب قبر کے فرشتے آپہنچے۔ جس پر میں پریشان ہوگیا۔ اتنے میں میرے مرشد گرامی حضرت خواجہ عثمان ہارونی تشریف لائے اور فرشتوں سے اس کی سفارش کرتے ہوئے فرمایا: "اے فرشتو! یہ بندہ میرے مرید معین الدین کا مرید ہے۔ اس کو چھوڑ دو۔" فرشتے کہنے لگے۔ "یہ بہت ہی

گناہگار شخص تھا۔" ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ غیب سے آواز آئی۔ "اے فرشتو! ہم نے عثمان ہارونی کے صدقے معین الدین چشتی کے مرید کو بخش دیا۔"

دوسرا واقعہ:-امام ابو الحسن الشطنوفی (م ۷۱۳ھ) فرماتے ہیں کہ خبر دی ہم کو ابو عبد اللہ محمد بن عیسیٰ بن عبد اللہ قیمان بن علی ارزنی رومی حنفی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ جلیل بن شیخ ابو العباس احمد بن علی صرصری نے وہاں پر ۶۲۹ھ میں کہ خبر دی ہم کو میرے باپ نے کہ میں ایک دن ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ یعنی شیخ سید عبدالقادر جیلانی سے کہا گیا کہ اس نے ایک قبر میں سے میت کی آواز سنی ہے کہ چند دن سے مقبرہ باب ازج میں دفن کی گئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ زیادتی کرنے والا خسارہ کے زیادہ لائق ہے اور ایک گھڑی سر نیچے کیا۔ آپ کو ہیبت نے ڈھانک لیا۔ اور آپ پر وقار نمایاں ہوا۔ پھر فرمایا کہ فرشتوں نے مجھ سے کہا کہ اس نے آپ کا چہرہ دیکھا ہے۔ اور آپ سے اس کو حسن ظن تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب اس پر مہربانی فرمائی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگ اسکی قبر کی طرف گئے مگر اسکے بعد کبھی آواز نہ آئی۔

(بہجۃ الاسرار ص ۲۹۰ طبع لاہور ۱۹۹۵ء)

ان دونوں واقعات میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی کی کرامات کا ذکر ہے۔ اور کرامات اولیاء حق ہیں۔

امام الوہابیہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی لکھتا ہے:-خرق عادت (یعنی کرامات) بیان کی محتاج نہیں۔ کیونکہ ہادیان راہ حق جو انبیاء علیہم السلام کے متبع ہیں ان سے خوارق عادت کا ظہور اکثر مشہور ہے۔ اور متواتر ہوتا ہے۔ لہٰذا بیان کی حاجت نہیں۔ (منصب امامت ص ۸۹ (اردو) طبع لاہور ۱۹۸۸ء)

☆...... علامہ ابو القاسم قشیری (م 465ھ) فرماتے ہیں:-اولیاء کی کرامات برحق ہیں اور ان کی کرامات کا قائل ہونا صحیح عقیدہ ہے۔ اور اولیاء اللہ کی بہت سی حکایتوں سے کرامات کے برحق ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ (رسالہ قشیریہ ص ۴۸۲ طبع اسلام آباد)

کرامت کے ظہور کی حکمت:- قاضی ابو بکر اشعری (م 403ھ) فرماتے ہیں: کرامت خارق عادت ہوتی ہے۔ اور کسی بندے سے اس لیے ظاہر ہوتی ہے۔ کہ اس کی خصوصیت اور فضیلت ظاہر ہو جائے۔ کبھی تو کرامت ولی کے اختیار اور مطالبہ پر ظاہر ہوتی ہے۔ اور کبھی اختیار سے نہیں ہوتی۔ اور بعض اوقات بغیر اختیار کے ظاہر ہو جاتی ہے۔ (رسالہ قشیریہ ص ۶۱۷ طبع اسلام آباد)

بعض اولیاء اللہ سے بعد از وصال کرامات کا ظہور ثابت ہے۔ (دیکھیے بہجات، کشف القبور وغیرہ)

اگر اللہ تعالیٰ کسی ولی اللہ کی دعا یا ان کی ذات کے سبب کسی کو بخش دے تاکہ ان افراد قدسیہ کی خصوصیت اور فضیلت لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔ تو آپ کون ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر طعن کرنے والے؟ مگر

قانون اٹل اپنی جگہ اٹل ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝

ترجمہ :۔ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے فردوس کے باغ میں ان کی مہمانی ہے۔

(سورۃ الکہف پ ۱۶)

حضرت بشر حافی کی کرامت بعد از وصال :۔ ابو جعفر سقا نے کہا کہ میں نے حضرت بشر حافی کو خواب میں دیکھا.......... تو انہوں نے فرمایا میرے جنازے میں جو شریک تھے۔ سب کی مغفرت کا وعدہ فرمالیا ہے۔ (کتاب الروح از ابن قیم جوزی ص ۵۶ طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

☆...... حافظ ابن قیم جوزی کا بیان جس سے ان واقعات کی تائید ہوتی ہے :۔

یاد رہے کہ قبر کا عذاب دائمی بھی ہے۔ اور وقتی طور پر بھی۔ دائمی قبر کے عذاب سے وہ قبر کا عذاب مراد ہے۔ جو مرنے کے بعد سے لے کر پہلے صور پھونکے جانے تک قائم رہتا ہے۔

دوسری قسم کا قبر کا عذاب وقتی ہوتا ہے .... اور اس قسم کا عذاب قبر دعا سے یا صدقہ سے یا استغفار سے یا قرآن سے یا قرآن کی قرأت سے جو کسی عزیز کی طرف سے مردے کو پہنچتی ہے موقوف ہو جاتا ہے۔ الخ (کتاب الروح ص ۱۷۱-۱۷۰ طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

الجواب نمبر2 :۔ حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں :۔

احمد بن یحیٰ کا بیان ہے کہ ہمارے ایک رفیق نے کہا کہ میرا بھائی وصال کر گیا۔ میں نے بھائی کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ قبر میں جانے کے بعد کیا معاملہ پیش آیا۔ اس نے کہا۔ آنے والا میری طرف آگ کا انگارہ لے کر بڑھا اگر دعا کرنے والا میرے حق میں دعا نہ کرتا تو وہ انگارہ مجھے ہلاک کر دیتا۔

عبداللہ بن نافع کا بیان ہے کہ ایک مدنی نے وفات پائی۔ پھر اسے ایک شخص نے خواب میں دیکھا جیسا کہ وہ دوزخ میں ہے۔ اسے ایسا دیکھ کر صدمہ ہوا۔ پھر کچھ روز بعد اسے خواب میں دیکھا تو جنتی معلوم ہوا۔ دریافت کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں دوزخی ہوں۔ اس نے کہا معاملہ تو ایسا ہی تھا لیکن ہمارے پاس ایک صالح آدمی دفن ہے۔ اس کی سفارش اس کے چالیس ہمسایوں کے حق میں قبول کر لی گئی۔ ان میں سے ایک میں بھی ہوں۔ (کتاب الروح ص ۱۷۲ طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

"ھو جوابکم فھو جوابنا"

اعتراض :۔ اس فرقہ (یعنی دعوت اسلامی) کے نزدیک نجات کے لیے نیک اعمال کی قطعاً ضرورت نہیں بلکہ صرف پیر کو دیکھ لینا ہی نجات کی ضمانت ہے۔

الجواب :۔ قادری صاحب کی کسی تالیف میں یہ عبارت دکھا دیں۔ منہ مانگا انعام حاصل کریں۔ ورنہ ہم یہ

کہنے میں حق بجانب ہوں گے۔ "لعنة الله على الكاذبين"

اعتراض :۔ یہ لوگ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے جیسے پیر فقیر وغیرہ کو سجدہ کرنا معیوب نہیں سمجھتے بلکہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کرنے سے بہت زیادہ فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ وہ فائدے کس طرح کے ہیں آپ بھی سن لیں۔

حضرت سیدی سید محمد گیسو دراز قدس سرہ کہ اکابر علماء اور اجلہ سادات میں سے تھے۔ جوانی کی عمر تھی۔ سادات کی طرح شانوں تک دو گیسو رکھتے تھے۔ ایک بار سر راہ بیٹھے تھے۔ حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کی سواری نکلی۔ انہوں نے اٹھ کر زانوئے مبارک پر بوسہ دیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا : سید فرو ترک۔ سید اور نیچے بوسہ دو۔ انہوں نے پائے مبارک پر بوسہ دیا۔ سید فرو ترک، (اس سے بھی نیچے بوسہ دو) انہوں نے گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا۔ ایک گیسو رکاب مبارک میں الجھ گیا تھا۔ وہیں الجھا رہا اور رکاب سم تک بڑھ گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ (اور نیچے بوسہ دو) سید فرو ترک۔ انہوں نے ہٹ کر زمین پر بوسہ دیا۔ گیسو رکاب مبارک سے جدا کر کے تشریف لائے۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ ایسے جلیل سید نے یہ کیا کیا؟ یہ اعتراض حضرت گیسو دراز نے سنا تو فرمایا! "لوگ نہیں جانتے کہ میرے شیخ نے ان بوسوں کے عوض میں کیا عطا فرمایا؟"

جب میں نے زانوئے مبارک پر بوسہ دیا، عالم ناسوت منکشف ہو گیا۔ جب پائے اقدس پر بوسہ دیا عالم ملکوت منکشف ہوا۔ جب گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا عالم جبروت روشن ہوا۔ اور جب زمین پر بوسہ دیا، لاہوت کا انکشاف ہوا۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ص ۹۳)

الجواب :۔ ابن لعل دین بجدی کا یہ کہنا : "یہ لوگ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے پیر فقیر وغیرہ کو سجدہ کرنا معیوب نہیں سمجھتے۔ الخ" یہ سراسر بہتان اور کذب بیانی ہے۔ اگر موصوف اور اس کے غیر مقلدین حواری یہ عبارت مذہب اہل سنت کی کسی معتبر کتاب سے دکھا دیں۔ منہ مانگا انعام حاصل کریں۔

اہل سنت کا عقیدہ :۔ مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

"مسلمان اے مسلمان!! شریعت مصطفوی کے تابع فرمان جان اور یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت عز جلالہ کے سوا کسی کے لیے نہیں۔ اس کے غیر کو سجدۂ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مبین و کفر مبین اور سجدۂ تحیت (یعنی سجدہ تعظیمی) حرام و گناہ کبیرہ بالیقین الخ

(حرمت سجدہ تعظیم از مولانا احمد رضا بریلوی ص ۸ طبع لاہور)

دعویٰ یہ ہے کہ۔ "یہ لوگ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو سجدہ کرنا معیوب نہیں سمجھتے" اور اس پر جو دلیل دی جا رہی ہے۔ اس میں بوسہ کا ذکر ہے۔ علاوہ ازیں حضرت سید محمد گیسو دراز کی حکایت کا تعلق بھی

احوال صوفیاء سے ہے۔ جو شخص سجدہ اور بوسہ میں تمیز نہیں کر سکتا وہ تو جاہل ہے۔ اور جاہل آدمی صوفیاء کے احوال و واقعات کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ اور خصوصاً فرقہ وہابیہ اس راہ سے بالکل بے خبر ہے۔

☆...... علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی (م 1067ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

بزرگوں کے کلام کا ان کی مراد کے خلاف مطلب نکال کر مراد لینا سراسر جہالت ہے۔ اس کا کوئی اچھا نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا۔ (سیرت مجدد الف ثانی ص ۳۰۰ از ڈاکٹر محمد مسعود احمد طبع کراچی ۱۹۸۳ء)

☆...... علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی (م 1143ھ) فرماتے ہیں :۔

اے بھائیو! پہلی بات تو تم کو یہ معلوم ہونی چاہیے کہ مشائخ طریقت کے نزدیک ان کے مفرد یا مرکب کسی بھی لفظ کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی کہ وہ خاص لغت میں گفتگو فرماتے ہیں۔ ان کے کلام کو اسی لغت خاص پر محمول کیا جانا چاہیے۔ خواہ کلام عربی زبان میں ہو یا کسی دوسری زبان میں۔

(سیرت مجدد الف ثانی ص ۳۰۰ از ڈاکٹر محمد مسعود احمد طبع کراچی ۱۹۸۳ء)

☆...... سید محمد گیسو دراز بن سید یوسف حسینی چشتی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ :۔

ڈاکٹر محمد حسن لکھتے ہیں : ہندوستان کے اولیاء عظام میں سے تھے۔ اور نصیر الدین محمد چراغ دہلوی کے خلیفہ تھے۔ مشائخ چشت میں ان کا خاص مقام ہے۔ پہلے دہلی میں رہا کرتے تھے پھر اپنے پیر و مرشد کی وفات کے بعد دکن چلے گئے۔ اور وہاں آپ کا سلسلہ رائج ہو گیا۔ 720ھ میں پیدا ہوئے اور ایک سو پانچ سال کی عمر میں 825ھ میں وفات پائی۔ دکن میں شہر گلبرگہ میں دفن ہوئے۔

(ڈاکٹر محمد حسن ترجمہ رسالہ تعمیر بہ اردو ص ۴۰-۳۹ طبع اسلام آباد 1984ء)

☆...... مولوی محمد سلیمان منصور پوری غیر مقلد لکھتے ہیں :۔

"سلسلہ نظامیہ میں سید محمد گیسو دراز وہ بزرگ ہیں جنہوں نے دکن میں ٹھہر کر پونا کو اسلام سے روشناس کرایا۔ (خطبات سلیمانی ص ۱۲۵ (30 مارچ 1929ء مقام لاہور) طبع لاہور ۱۹۷۲ء)

☆...... شیخ عبدالوہاب متقی قادری شاذلی حنفی کی وصیت :۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جب حرمین شریفین سے واپس آنے لگے تو ان کے استاد گرامی نے آپ کو چند وصیتیں فرمائیں جن میں سے ایک یہ تھی۔

"اگر تم مشائخ کی کتابوں کا مطالعہ کرو اور ان سے استفادہ کرو تو بہتر اور قابل مبارک ہے لیکن ایک شرط کے ساتھ اور وہ یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے مبہم اور شک میں ڈالنے والی باتوں میں نہ پڑنا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ پھر اگر تم یہ دیکھو کہ اہل طریقت کے کچھ کلمات ظاہر شریعت کے خلاف ہیں۔ تو ان کی تردید کی صورت یہ ہے کہ کبھی تو ان بزرگوں کی طرف ان کلمات کی نسبت سے ہی انکار کر دو۔ اور کبھی ان کی تاویل کر

کے اور ظاہر شریعت و دین حق سے ان کی مطابقت بیان کرے۔ پھر اگر تحقیق و تاویل با آسانی نہ کر سکو تو بہتر یہ ہے کہ اس میں سکوت و خاموشی اختیار کرو"

(فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ ص ۲۲۲ طبع کراچی ۱۳۸۳ھ شارح مولانا عبدالحلیم چشتی)

☆...... مولوی عبداللہ غزنوی غیر مقلد کی بات مان لو!

مولانا عبدالجبار غزنوی لکھتے ہیں کہ مولانا عبداللہ غزنوی فرمایا کرتے تھے :

"اہل اللہ کی دوستی قرب کا سبب اور برکات کا موجب اور حلاوت ایمان اور لذت ایمان کا مورث اور درجہ احسان تک پہنچنے کا باعث ہے۔ .... اور اہل اللہ پر طعن اور جرح کرنے کو خدا کی درگاہ سے مردود ہونے اور محرومی کا سبب سمجھتے تھے۔" (سوانح عمری مولوی عبداللہ الغزنوی ص ۲۶ طبع لاہور)

اعتراض :۔ لن تعل دین بہدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے :

"دل میری مٹھی میں"

قادری صاحب ثابت کر رہے ہیں کہ انسانوں کے دل اللہ کے قبضے میں نہیں بلکہ عبدالقادر جیلانی کی مٹھی میں ہیں۔ آپ بھی سنیں!

" حضرت سیدنا عمر بن بزاز فرماتے ہیں : ایک روز جمعۃ المبارک کے روز میں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف جا رہا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ حیرت ہے جب بھی میں مرشد کے ساتھ جمعہ کو مسجد کی طرف آتا ہوں تو سلام و مصافحہ کرنے والوں کی بھیڑ بھاڑ سے گزرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مگر آج کوئی نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ میرے دل میں اس خیال کا آنا تھا کہ حضور غوث پاک میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور بس پھر کیا تھا لوگ لپک لپک کر سرکار غوث سے مصافحہ کرنے لگے۔ یہاں تک کہ میرے اور مرشد کریم کے درمیان ایک ہجوم حائل ہو گیا۔ میرے دل میں آیا کہ اس سے تو وہی حالت بہتر تھی۔ دل میں یہ خیال آتے ہی آپ نے مجھ سے فرمایا : اے عمر! تم ہی تو ہجوم کے طلبگار تھے۔ تم جانتے نہیں کہ لوگوں کے دل میری مٹھی میں ہیں۔ اگر چاہوں تو اپنی طرف مائل کر لوں اور چاہوں تو دور کر دوں۔

(میٹھی میٹھی سنتیں .... ص ۹۶-۹۷)

الجواب :۔ مندرجہ بالا واقعہ کا تعلق صوفیاء کے احوال و مقامات سے ہے۔ اور اس سے یہ مطلب اخذ کرنا "کہ انسانوں کے دل اللہ تعالیٰ کے قبضے میں نہیں بلکہ عبدالقادر جیلانی کی مٹھی میں ہیں" سراسر جہالت اور بہتان تراشی ہے۔

علم تصوف ایک ایسا علم ہے کہ جس کا تعلق احوال قلبیہ اور کیفیات روحانیہ سے ہے۔ جس طرح صرف انگریزی سے واقف شخص طبیعات و حیاتیات وغیرہ سائنس کے مختلف علوم و فنون پر انگریزی کتابیں

مطالعہ کرنے سے قاصر ہے۔ پھر ان اسرار و معارف پر تنقید کرنا تو تقریباً ناممکن ہے۔ تنقید کا صرف اسکو حق ہے جو ان احوال سے گزرا ہوا ہو۔ (سیرت مجدد الف ثانی ص ۲۸۵ از ڈاکٹر مسعود احمد طبع کراچی 1983ء)

اگر اللہ تعالیٰ کسی کامل انسان کو کچھ لوگوں کے دلی خطرات پر مطلع کر دے اور دلوں پر اختیار دے دے اور وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ان صلاحیتوں کو بروئے کار لائے۔ تو یہ اس ذات کریم کا اس پر فضل و کرم ہوگا۔ تاکہ اس کی سیادت و کرامت لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور یہ حال و مقام کبھی عارضی اور کبھی مستقل (یعنی وفات تک) ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں اس پر عطائی اور حادث کا اطلاق ہوگا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:- "اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله تعالى"

ترجمہ:- مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

(منصب امامت از مولوی محمد اسماعیل دہلوی ص ۸۸ طبع لاہور 1988ء)

☆..... مولوی محمد اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:- پس جو کچھ تغیرات و انقلاب اطراف عالم یا بنی آدم میں پیدا ہوتے ہیں۔ کوئی بھی "انبیاء و اولیاء" کی قدرت سے نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی ان میں بذاتہ کسی تصرف کی طاقت ہے۔ بلکہ اللہ رب العزت نے ان کو تصرف عالم کے آثار کی قدرت عطا فرما کر بنی آدم کے کاروبار ان کے سپرد کر دیے ہیں۔ پس یہ حکم خدا اپنی طاقت صرف کرتے اور گوناگوں تصرفات اور رنگارنگ تغیرات عالم کون میں ظاہر کرتے ہیں۔ لہذا یہ اعتقاد کہ وہ بذاتہ متصرف ہیں محض شرک اور کفر ہے۔ الخ

(منصب امامت از مولوی محمد اسماعیل دہلوی ص ۱۱۲ طبع لاہور 1988ء)

معترض کی تینوں پیش کردہ آیات میں اللہ تعالیٰ کے کمال حقیقی ازلی ابدی کا بیان ہے۔ لہذا ان آیات کو اولیاء اللہ کے کمال عطائی اور حادث پر چسپاں کر کے اہل اللہ کے مقام و مرتبہ کی نفی کرنا منشاء قرآن کریم کے خلاف ہے۔

جواب نمبر 2:- حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں: ایک نوجوان حضرت جنید بغدادی کے پاس [illegible] تھا اور دل کے خیالات بتا دیتا تھا۔ حضرت جنید بغدادی کے ساتھ اس کا تذکرہ ہوا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارے متعلق لوگوں کا اس طرح خیال ہے۔ اس نے آپ سے کہا اپنے دل میں کوئی بات سوچو۔ حضرت جنید نے کہا میں نے اپنے دل میں بات سوچ لی۔ جوان نے آپکے دل کی بات فوراً بتا دی۔ حضرت جنید نے کہا یہ غلط ہے۔ اس نے کہا پھر اپنے دل میں سوچیے۔ آپ نے فرمایا: سوچ لی۔ اس نے کہا بات یوں ہے۔ آپ نے فرمایا غلط ہے۔ اس نے کہا پھر سوچیے۔ آپ نے فرمایا: میں نے سوچ لیا۔ اس نے کہا بات یہ ہے۔ آپ نے فرمایا تم نے تین مرتبہ ہی درست بتایا۔ میں تمہاری آزمائش کر رہا تھا۔ کہ تمہاری دلی واردات میں تبدیلی تو نہیں آئی۔

☆..... حضرت ابو سعید خراز فرماتے ہیں: کہ ایک مرتبہ میں مسجد حرام میں گیا۔ اتنے میں ایک فقیر آیا جو دو گدڑیاں زیب تن کیے ہوئے تھا اور بھیک کی طلب میں تھا۔ میں نے اس فقیر کو دیکھ کر دل میں خیال کیا کہ یہ لوگوں پر بوجھ ہیں۔ فقیر نے آپ کی طرف دیکھ کر یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے: "کہ یقین کیجیے اللہ تمہارے دلوں کی باتوں سے واقف ہے" لہٰذا اس سے ڈرو۔ حضرت ابو سعید خراز فرماتے ہیں: کہ میں نے یہ سن کر اپنے دل میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کی۔ پھر اس نے یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے۔ "اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔"

☆..... حضرت عثمان غنی کے پاس ایک صحابی حاضر ہوا۔ جو راہ میں ایک مستورہ (عورت) کو دیکھ کر آیا تھا اور اس کی خوبصورتی کے بارے میں غور کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ بعض لوگ میرے پاس اس حالت میں آتے ہیں کہ ان کی آنکھوں میں زنا کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ میں نے کہا کیا حضور ﷺ کے بعد بھی وحی جاری ہے۔ فرمایا نہیں! یہ تو سچی فراست ہے۔ اور سچی دلیل اور سچا تبصرہ ہے۔

(کتاب الروح از ابن قیم جوزی ص ۲۴۳، ۲۴۴ طبع لاہور 1997ء)

کیا؟ حافظ ابن قیم کے یہ واقعات درج ذیل آیات کے خلاف نہیں ہیں۔ اگر نہیں ہیں تو کیوں؟

"ھو جوابکم فھو جوابنا"

(۱) ربکم اعلم بما فی نفوسکم (الاسراء:۲۵)

(۲) ان اللہ علیم بذات الصدور (آل عمران:۱۱۹)

(۳) وربک یعلم ما تکن صدورہم وما یعلنون (قصص:۶۹)

اہل سنت پر تنقید کرنے والو! پہلے اپنے گھر کی خبر لو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ "وہ بات مت کہو جس پر خود عمل پیرا نہیں ہو۔"

اعتراض:- ابن لعل دین بجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:-

"مصیبتوں میں مجھے پکارو"

سیدہ شیخ ابو الحسن علی خباز نے فرمایا کہ مجھے حضرت شیخ ابو القاسم نے بتایا کہ

میں نے سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی کو فرماتے سنا:

"جس نے کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کی وہ مصیبت جاتی رہی، جس نے کسی سختی میں میرا نام پکارا وہ سختی دور ہو گئی۔ جو میرے وسیلے سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرے وہ حاجت پوری ہو گی۔ جو شخص دو رکعت (نماز) نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل ھو اللہ شریف گیارہ گیارہ بار پڑھے، سلام پھیرنے کے بعد سرکار مدینہ ﷺ پر درود و سلام بھیجے۔ پھر

بغداد شریف کی جانب گیارہ قدم چل کر میرا نام پکارے اور اپنی حاجت بیان کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ حاجت پوری ہوگی۔ (میٹھی میٹھی سنتیں ...... ۱۰۳)

الجواب :- "دعا مانگنے کے طریقے"

(۱) بلاواسطہ خالق کائنات عزوجل سے دعا کرنا۔

(۲) انبیاء واولیاء کے وسیلہ سے رب العزت سے دعا کرنا۔

اسلام میں ان دونوں طریقوں سے دعا مانگنا جائز ہے۔

دلیل طریقہ نمبر 1 :- رسول اکرم ﷺ یوں دعا فرمایا کرتے تھے :

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ" فَقَوِّنِیْ وَاِنِّیْ ذَلِیْلٌ" فَاَعِزَّنِیْ وَاِنِّیْ فَقِیْرٌ" فَارْزُقْنِیْ"۔

ترجمہ :- اے اللہ! تحقیق میں کمزور ہوں تو مجھ کو قوی کر، اور میں بے سروساماں ہوں مجھے عزت دے، اور میں محتاج ہوں تو مجھے رزق دے۔ (حصن حصین)

دلیل طریقہ نمبر 2 :- نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کے لیے یوں دعا فرمائی :

"اللهم اغفر لامی فاطمه بنت اسد ولقنها حجتها ووسع عليها مدخلها بحق نبيک محمد والانبياء الذين من قبلی فانک ارحم الرحمين ط"

(تکریم المؤمنین بتقویم مناقب الخلفاء الراشدین از نواب صدیق حسن خان طبع بھوپال (انڈیا) ۱۳۰۷ھ)

فائدہ :- یہ خط کشیدہ الفاظ کی دلیل ہے۔

محدث ابن جزری (م ۸۳۳ھ) حصن حصین میں لکھتے ہیں کہ دعا مانگنے کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ حق تعالیٰ کے دربار میں انبیاء اور صالحین کا وسیلہ پیش کیا جاوے۔

" و يتوسل الى الله سبحانه بانبيائه والصالحين" (حصن حصین مع شرح ص ۲۷ طبع بیروت)

جواب نمبر 2 :- ابن لعل دین جدی کی پیش کردہ عبارت کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی م 1052ھ نے اپنی مشہور زمانہ تالیف "اخبار الاخیار ص ۲۰-۱۹ طبع سکھر" پر نقل کیا ہے۔

اور علامہ امام ابوالحسن الشطنوفی الشافی نے درج ذیل سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

علامہ شطنوفی فرماتے ہیں کہ خبر دی ہم کو ابوالمعالی عبدالرحیم بن مظفر بن منذب قرشی نے کہ میں شیخ ابوالحسن علی خبازی کے پاس آیا اور اس حکایت کو میں نے ان سے بیان کیا اس نے کہا کہ میں نے شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزاز سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی سے سنا ...... الخ

(بہجۃ الاسرار از علامہ شطنوفی (م 713ھ) ص ۲۹۳ طبع لاہور ۱۹۹۵ء)

مگر ان دونوں اجلہ علمائے کرام نے اس عبارت پر کوئی جرح و قدح نہیں کی۔ اور انکی خاموشی اس

عبارت کے حق ہونے پر دلیل صریح ہے۔

☆...... صاحب ہدیۃ العارفین لکھتے ہیں :

ابوالحسن الشطنوفی الصوفی ولد بمصر الخ۔ (ہدیۃ العارفین ص ۷۱۶ جلد اول دار الفکر طبع ۱۳۰۲ھ)

☆...... مولانا عبدالحی حنفی لکھتے ہیں :

ان مؤلف بہجۃ الاسرار کان من اجلۃ مشائخ مصر الخ۔ (الآثار المرفوعہ ص ۶۲ طبع گوجرانوالہ)

☆...... حکیم سید عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں :- شیخ عبدالحق محدث دہلوی وہ سب سے پہلے محدث ہیں۔ جن کی مساعی سے اہل ہند پر اس کا فیضان عام ہوا۔

(معارف العوارف فی انواع العلوم والمعارف ص ۱۳۷ طبع دمشق ۱۳۷۷ھ)

☆...... نواب صدیق حسن خان قنوجی لکھتے ہیں :- ان کی تمام تالیفات کو بلاد ہند میں شہرت وقبولیت عام حاصل ہے اور سب کتابیں مفید اور نافع ہیں۔ (اتحاف النبلاء ص ۳۰۲ مطبوعہ کانپور ۱۲۸۸ھ)

☆...... مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں :- بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روز مرہ ان کو دربار نبوی ﷺ میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی۔ ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں۔ ان ہی میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے اور صاحب حضوری تھے۔ (الافاضات الیومیہ ص ۶ طبع تھانہ بھون ۱۹۳۱ء)

اگر مولانا الیاس قادری صاحب زیر بحث عبارت لکھنے پر قابل تنقید ہیں تو!

علامہ شطنوفی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے متعلق کیا حکم ہے؟

کیا یہ! مسلمان تھے یا مشرک یا بدعتی یا گمراہ؟

جواب نمبر 3 :- مسئلہ استمداد اور مسلک اہل سنت :

کارساز حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے مخلوق میں سے جو بھی کسی کی مدد کرتا ہے۔ وہ بھی در اصل اللہ تعالیٰ ہی کی امداد ہے۔ بندہ تو اس کی امداد کا مظہر ہے۔ ورنہ اگر کوئی چاہے کہ میں از خود عطائے الٰہی کے بغیر کسی کی امداد کروں تو یہ ممکن نہیں ہے۔ اور کسی کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا شرک ہے کہ از خود وہ امداد کر سکتا ہے۔ اور اسے اللہ تعالیٰ کی امداد و عطا کی ضرورت نہیں ہے۔

ہمارے علماء نے تصریح کی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معین اور مددگار حقیقی سمجھنا شرک خالص ہے مگر کمال قرب الٰہی کے باعث اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کو مظاہر عون الٰہی سمجھنا یقیناً حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے جو مقرب بندے اس مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ اس کی دی ہوئی قدرت کے باوجود اذن الٰہی کے بغیر کوئی کام ان سے سرزد نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اپنے ارادے اور مشیت کو بھی اللہ تعالیٰ کے

ارادے اور مشیت کے تابع کر دیتے ہیں۔

☆......مولانا احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں: اللہ عزوجل کے دیئے بغیر کوئی ایک حبہ نہیں دے سکتا بلکہ اس کے حکم کے بغیر پلک تمیں ہلا سکتا۔ اور بے شک سب مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے۔ الخ

(احکام شریعت ص ۱۶۱ تلخیص طبع کراچی)

☆......علامہ سبکی فرماتے ہیں: جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس ندا کو تشفع، استغاثہ، تجوہ یا توجہ کہیں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ سب کا مطلب ایک ہی ہے۔ (شفاء السقام)

ولی اللہ کا اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کی مشیت کے تحت کسی کی مشکل حل کر دینا خواہ اس کا تعلق دنیا سے ہو یا دین سے۔ امر واقع ہے۔ اور ولی اللہ کو مجازی طور پر مشکل کشا کہنا روا ہے۔ حقیقت و مجاز کی کئی ایک مثالیں کتاب و سنت میں موجود ہیں۔ مشہور کاملین کے مزارات پر حاضر ہونا اور قبر سے دراصل کر یوں دعا کرنا۔ اے اللہ تعالیٰ اس ولی کے وسیلہ سے میرا فلاں کام ہو جائے۔ یا یوں کہنا، آپ اللہ کے پیارے بندے ہیں کہ میرے لیے یہ دعا کریں کہ میرا فلاں کام ہو جائے۔ دونوں طریقوں سے دعا کرنا جائز ہے۔ بتوں کے رد میں نازل شدہ آیات قرآنی کو انبیاء اور اولیاء پر چسپاں کرنا، خارجیت اور ضلالت و گمراہی ہے۔ اور منشاء قرآن کے خلاف ہے۔

﴿جس نے کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کی وہ مصیبت جاتی رہی (ذی تخریج)﴾

ولی اللہ کا مقام: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہ جس نے میرے ولی سے عداوت کی میرا اس سے اعلان جنگ ہے۔ اور جن چیزوں کے ذریعے بندہ مجھ سے نزدیک ہوتا ہے ان میں سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک فرائض ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میری طرف ہمیشہ نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔ اور میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے۔ تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگ کر کسی چیز سے بچنا چاہے تو میں اسے ضرور بچاتا ہوں۔

(بخاری جلد ۲، ص ۹۶۳ مجتبائی، مشکوٰۃ، کتاب الدعوات ص ۱۹۷ طبع کراچی)

☆......علامہ فخر الدین رازی اس حدیث قدسی کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اور اسی طرح جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کر لیتا ہے۔ تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے "کنت له سمعا و بصرا" فرمایا ہے۔ جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع ہو جاتا ہے۔ تو وہ دور و نزدیک کی باتوں کو سن لیتا ہے۔ اور جب اللہ کا نور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہے۔ تو دور و نزدیک کی

چیزوں کو دیکھ لیتا ہے۔ اور جب یہی نور جلال اس کا ہاتھ ہو جائے تو یہ بندہ مشکل اور آسانی دور کرنے اور دور و قریب چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ (تفسیر رازی ص ۱۹۱ ج ۲۱)

سوال: کیا یہ مقامات اولیاء کرام کو حاصل ہیں یا نہیں؟

جواب: بے شک بعض اولیاء اللہ کو یہ مقامات حاصل ہیں۔ اگر یہ حاصل نہیں ہیں تو کلام الٰہی لغو قرار پائے گا۔ اور یہ محال ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام ہر قسم کے لغویات سے پاک و منزہ ہے۔

معلوم ہوا:۔ جب انسان صفات خداوندی کا مظہر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی صفت سمع کی تجلیاں اس کی سمع میں چمکنے لگتی ہیں۔ تو یہ ہر قریب و بعید کی آواز کو سن لیتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نور کے جلوے اس کے ہاتھ، پاؤں، دل اور دماغ میں ظاہر ہوں گے تو یہ ہر آسان ہر مشکل اور دور و نزدیک کی چیزوں پر قادر ہو جائے گا۔

اولیاء اللہ کی قسمیں:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری فرماتے ہیں:

زمانہ ماضی میں ہم سے پہلے بھی اولیاء اللہ گزرے ہیں۔ اور آج بھی موجود ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے......(ان میں سے بعض لوگوں کی ظاہر اصلاح کرتے ہیں)۔ لیکن جو اولیاء اللہ مشکلات کو حل کرنے والے ہیں اور حل شدہ کو بند کرنے والے ہیں بارگاہ حق تعالیٰ کے لشکری ہیں اور وہ تین سو افراد ہیں۔ ان کو یہ اخیار کہتے ہیں۔ چالیس اور ہیں جن کو ابدال کہتے ہیں اور سات اور ہیں ان کو ابرار کہتے ہیں۔ اور چار اور ہیں ان کو اوتاد کہتے ہیں۔ اور تین اور ہیں ان کو نقباء کہتے ہیں۔ ایک اور ہوتا ہے جسے قطب اور غوث بھی کہتے ہیں......الخ (کشف المحجوب ص ۲۰۶-۲۰۵ طبع لاہور)

نیز فرماتے ہیں: اولیاء اللہ حق تعالیٰ کی طرف سے مدبران (تدبیر کرنے والے) اور جہان برگزیدہ حضرات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حاکمان عالم بنا کر اس کا حل و عقد، بسط و کشاد ان کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ جہان کے لیے احکام انہیں کے ارادوں پر موقوف فرمایا ہے۔ (کشف المحجوب ص ۲۱۷ طبع لاہور)

☆......حضرت سید عبد العزیز دباغ فرماتے ہیں: ہر غوث و قطب جو اصحاب تصرف ہیں جو کامل تصرف بھی کرتے ہیں وہ اللہ ہی کے حکم سے کرتے ہیں۔ الخ (ابریز، ص ۱۴۷ طبع لاہور)

☆......مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

جاننا چاہیے کہ اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جن کے متعلق خدمت ارشاد و ہدایت و اصلاح قلوب و تربیت نفوس و تعلیم طرق قرب و قبول عند اللہ ہے اور یہ حضرات اہل ارشاد کہلاتے ہیں......دوسرے وہ ہیں جن کے متعلق خدمت اصلاح معاش و انتظام امور و دفع بلیات ہے۔

کہ اپنی ہمت باطنی سے باذن الٰہی ان امور کی درستی کرتے ہیں۔ اور یہ حضرات اہل تکوین کہلاتے ہیں۔ جن کو ہمارے عرف میں اہل خدمت کہتے ہیں۔ اور ان میں سے جو اعلیٰ اور اقویٰ وہ دوسروں پر حاکم ہوتا ہے۔ اس کو قطب التکوین کہتے ہیں۔ اور ان کی حالت مثل حضرات ملائکہ علیہم السلام ہوتی ہے۔ "جن کو مدبرات امر" فرمایا گیا ہے۔ (التکشف ص ۹۳ طبع دہلی)

(مفتاح العلوم شرح مثنوی از مولانا محمد نذیر عرشی۔ دفتر اول حصہ دوم ص ۲۷۲)

☆...... **حضرت خواجہ عبیداللہ احرار کے صاحبزادہ خواجہ محمد یحییٰ فرماتے ہیں:**

"کہ اہل تصرف (اولیاء کرام) بہت طرح کے ہیں۔ بعض ماذون و مختار ہیں۔ حق تعالیٰ کے اذن سے اور اپنے اختیار سے جب چاہتے ہیں۔ تصرف کرتے ہیں۔

(ارشادات رحیمیہ، از حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی ص ۴۴ طبع دہلی ۱۳۳۲ھ)

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کا مقام

☆...... **شیخ شہاب الدین سہروردی کے چچا ابو نجیب عبدالقاہر فرماتے ہیں:**

"کہ میں اس ہستی کا (یعنی عبدالقادر) کا احترام کیسے نہ کروں ...... جو موجودہ دور میں عالم التکوین میں منفرد ہیں۔ جن کو میرے ہی قلب پر نہیں بلکہ تمام اولیاء کے قلوب پر تصرف کی ایسی قدرت حاصل ہے کہ جس کے احوال کو چاہیں سلب کرلیں اور جس کے چاہیں حال رکھیں۔

(قلائد الجواہر، محمد یحییٰ تادفی ص ۲۶۳ طبع کراچی ۱۹۷۸ء)

☆...... **حضرت شیخ سنجوی فرماتے ہیں:-**

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی تمام عالم کے سردار اور تمام اولیاء میں منفرد ہیں۔ اور آپ وہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے عالم موجودات میں نظام تکوینی میں تصرف کے اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ (قلائد الجواہر ص ۲۶۳)

☆...... **عارف باللہ شیخ ابراہیم غارب فرماتے ہیں:-**

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ہمارے سرتاج، محققین کے شیخ، صدیقین کے امام، عارفین کے محبوب اور سالکین کے پیشوا ہیں۔ (خلاصۃ المفاخر از امام یافعی ص ۱۸۰)

ثابت ہوا:- شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی ولایت کے دونوں مقامات پر فائز ہیں۔ یعنی اہل ارشاد بھی ہیں اور اہل تکوین بھی۔ اور اہل تکوین کے ذمہ خدمت اصلاح معاش و انتظام امور دنیویہ و دفع بلیات ہے۔ جو اپنی ہمت باطنی سے باذن الٰہی ان امور کی درستی کرتے ہیں۔ اور ان کی حالت مثل حضرات ملائکہ ہوتی ہے۔ اور حضرت جیلانی نے بطور تحدیث نعمت اس مقام کو ظاہر بھی فرمادیا ہے۔

لہذا! جب کوئی عقیدت مند صدق دل سے مصائب و آلام میں شیخ عبدالقادر جیلانی کو پکارتا ہے

دوا کی صدا سن کر اس کے حق میں دعا گو ہوتے ہیں۔ اور پروردگار عالم اپنے وعدہ کے مطابق "جب میرا بندہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے۔ تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں" (بخاری) اس غمزدہ کی مصیبت کو رفع فرما دیتا ہے۔ یا حضور سیدنا حضور غوث اعظم اپنی ہمت باطنی سے اللہ تعالیٰ کے اذن سے و اراکی مشیت کے تحت غمزدہ کی فریاد سن کر اس کی مصیبت ٹال دیتے ہیں۔

اور یہی مفہوم ہے۔ آپ کے فرمان عالی کا "جس نے کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کی وہ مصیبت جاتی رہی۔"

"ہمت باطنی کی ایک اور مثال"

قطب دوراں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی نقشبندی (م 1313ھ) کے پاس ایک شخص آرہا تھا۔ راستے میں ندی پڑتی تھی۔ اس کا گھوڑا دلدل میں پھنس گیا۔ جب وہ شخص ڈوبنے لگا تو اس نے آپکو یاد کیا۔ اور آپ کی امداد و استعانت کا طالب ہوا۔ گھوڑا فوراً دلدل سے نکل آیا۔ جب وہ آپکی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ حجرے میں چادر اوڑھے بیٹھے تھے۔ اس شخص کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ: لوگ مجھے تکلیف دیتے ہیں۔ یہ فرما کر اپنی پشت اس شخص کو دکھائی۔ پشت مبارک پر گھوڑے کے چاروں سم کے نشان مع کیچڑ موجود تھے۔

(جدید تذکرہ اولیائے پاک و ہند ص ۳۶۴ از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب طبع لاہور)

صلوٰۃ غوثیہ:

جو شخص دو رکعت (نفل) نماز پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل ہو اللہ شریف گیارہ گیارہ بار پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد سرکار مدینہ ﷺ پر درود و سلام بھیجے۔ پھر بغداد کی جانب گیارہ قدم چل کر میرا نام پکارے اور اپنی حاجت بیان کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ حاجت پوری ہوگی۔

مذکورہ بالا صلوٰۃ غوثیہ میں دو رکعت نفل اور درود و سلام پڑھنے پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کیونکہ کسی حاجت کے موقعہ پر دعا سے قبل دو رکعت نفل ادا کرنا، حضور پر نور ﷺ کی قولی حدیث سے ثابت ہے۔

"حضرت عثمان بن حنیف راوی ہیں کہ ایک نابینا صحابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر درخواست کرتے ہیں۔ کہ میرے لیے بینائی کی دعا فرمائی جائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، اگر چاہو تو میں تمہارے لیے دعا کرتا ہوں اور چاہو تو صبر کرو اور صبر تمہارے لیے بہتر ہے۔ انہوں نے عرض کیا دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھی طرح وضو کرکے دو رکعت ادا کرو۔ اور یہ دعا مانگو۔ الخ

☆...... **علامہ شوکانی غیر مقلد لکھتے ہیں:-** اخرجہ الترمذی وقال حسن صحیح غریب، والنسائی وابن ماجہ وابن خزیمہ فی صحیحہ والحاکم وقال صحیح علی شرط البخاری ومسلم۔ (تحفۃ الذاکرین ص ۲۰۷ طبع بیروت)

دعا سے پہلے درود شریف پڑھنا:۔ حضرت فضالہ کہتے ہیں پھر ایک اور صاحب آئے انہوں نے اللہ جل شانہ کی حمد کی اور حضور اکرم ﷺ پر درود بھیجا۔ حضور ﷺ نے ان صاحب سے یہ ارشاد فرمایا: اے نمازی اب دعا کر تیری دعا قبول ہوگی۔ (رواہ الترمذی و روی ابو داود والنسائی نحوہ کذا فی المشکوۃ)

اصل اختلاف خط کشیدہ عبارت پر ہے۔ جس کو ہم شرح وسط سے بیان کرتے ہیں۔

☆...... **حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ** سے روایت ہے۔ کہ نبی ﷺ نے فرمایا

"اذا ضل علی احدکم شیء و اراد احدکم عونا وھو بارض فلاۃ لیس بھا[1] انیس فلیقل: یا عباداللہ اعینوا، یا عباداللہ اعینوا، یا عباداللہ اعینوا" اخرجہ الطبرانی فی الکبیر۔

(حصن حصین از محدث ابن جزری م ۸۳۳ھ مع تحفۃ الذاکرین علامہ شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ ص ۱۵۵ طبع بیروت)

یعنی جب تم میں سے کسی ایک کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ تم میں سے کوئی ایک زمین پر مدد لینے کا ارادہ کرے، کوئی اور موجود نہ ہو (یا کوئی مددگار نہ ہو) پس کہو اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو (تین بار)

☆...... **نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں**:۔

امام جزری نے الحصن الحصین میں التزام روایات صحیحہ قویہ کا کیا ہے۔ (کتب الدلہ ص ۱۵۲ طبع لاہور)

☆...... **ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں**:۔

"وذکرہ الجزری فی "الحصن" والتزم ان لا یکون فیہ الا صحیح۔"

(الموضوعات الکبریٰ ص ۳۱۶ طبع کراچی)

نیز اس حدیث کی صحت کے لیے مشاہدات ہی کافی ہیں۔

☆...... **نواب صدیق حسن خان** اپنا ایک واقعہ لکھتے ہیں: "زندگی میں مجھے بھی ایک مرتبہ ایسا واقعہ پیش آیا ہے۔ ۱۲۷۵ھ کا ذکر ہے۔ میں مرزا پور سے براہ جبل پور بھوپال آرہا تھا۔ ایک سیلاب سے واسطہ پڑا۔ بارش کا زمانہ تھا۔ ندی چڑھ آئی۔ اس خیال سے کہ پانی تھوڑا ہے گھوڑا مع سواری اس میں ڈال دیا۔ اس کا ڈالنا تھا کہ ندی میں طغیانی آگئی قریب تھا کہ ہم سب اس میں ڈوب جائیں۔ میں گاڑی سے کود کر پانی میں کود پڑا۔ پانی گاڑی کو بہانے لگا۔ میں نے فوراً بلند آواز سے تین بار پکارا۔ "اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو" بس یہ کہنا تھا کہ گاڑی پانی سے نکل کر ایک اونچے پتھر پر آکھڑی ہوئی۔ اس موقعہ پر میرے کوچوان کے سوا وہاں دوسرا شخص کوئی ساتھ نہ تھا اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اس بھنور سے ہم کو نجات بخشی۔ وللہ الحمد (حیات امام ابن جزری مع حصن حصین از عبدالحلیم چشتی ص ۷۰ طبع کراچی)

☆...... **امام نووی (م ۶۷۶ھ) نے کتاب الاذکار میں اس حدیث کی روایت کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ میں کتنا**

[1] فی نسخۃ: أنیس احد

دنوں کی بات ہے بعض اہل علم کبار نے ہمیں یہ حکایت بیان کی کہ وہ خچر پر سوار تھے۔ کہ وہ بدکنے لگ گیا۔ تو چونکہ وہ علامہ کبار اس حدیث کو جانتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے فوراً ہی کہہ دیا: "یا عباداللہ احبسوا"۔ تو فوراً ہی اللہ پاک نے اس جانور کو روک دیا اور علامہ نووی فرماتے ہیں کہ میں ایک بار ایک قافلے کے ساتھ تھا۔ کہ ایک جانور قابو سے باہر ہوا کہ لوگ قابو کرنے سے عاجز آگئے۔ میں نے فوراً ہی کلمات کہے تو وہ جانور بغیر کسی وجہ سے رک گیا۔ (تحفۃ الذاکرین ص ۱۵۵ از علامہ شوکانی غیر مقلد طبع بیروت)

کسی حدیث کی صحت کے لیے مشاہدہ بھی ایک دلیل ہے۔

☆...... **میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد لکھتے ہیں**:۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جو شخص عاشورہ کے روز اپنے عیال پر نفقہ میں وسعت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے رزق میں اس سال کے باقی تمام دنوں میں وسعت کرے گا۔ سفیان نے کہا کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا ہے۔ پس ایسا ہی پایا ہے۔

(فتاویٰ نذیریہ جلد اول ص ۶۷ ۲ طبع لاہور ۱۳۹۰ھ)

☆...... **علامہ وحید الزمان غیر مقلد** نے ہدیۃ المہدی ص ۵۹ طبع فیصل آباد پر "فلینادیا عباداللہ اعینونی" والی روایت کو نقل کیا ہے۔ اور اس پر کوئی جرح نہیں کی۔

☆...... **علامہ عبدالحلیم چشتی لکھتے ہیں**:۔ اس کتاب کی صحت اور قبولیت کی ایک یہ دلیل بھی ہے۔ کہ یہ کتاب صوفیاء اور علماء کے معمولات میں رہی ہے۔ (حیات امام ابن جزری ص ۵۳ طبع کراچی)

☆...... **عباداللہ سے کون مراد ہیں؟**

علامہ شوکانی غیر مقلد (م ۱۲۵۰ھ) زیر بحث حدیث کے تحت لکھتے ہیں:۔

"وفی الحدیث دلیل علی جواز الاستعانۃ بمن لا یراھم الانسان من عباد اللہ من الملائکۃ وصالحی الجن"۔ (تحفۃ الذاکرین ص ۱۵۶ طبع بیروت)

☆...... ان للہ تعالیٰ عباداً اختصھم بحوائج الناس یفزع الناس الیھم فی حوائجھم۔"

(الجامع الصغیر، ص ۹۳ جلد اول)

☆...... **حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما** روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی حاجت روائی کا منصب عطا فرمایا ہے۔ لوگ اپنی حاجت روائی کے لیے ان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔"

اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اور حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کو سند کے اعتبار سے حسن کا درجہ دیا ہے۔

حاجت روائی، مشکل کشائی اور دفع بلیات کے لوازمات

اللہ رب العزت جن اولیاء کرام کو مندرجہ بالا عہدہ پر فائز کرتا ہے۔ درج ذیل اس عہدہ کے لوازمات بھی عطا فرماتا ہے۔

☆...... کہ وہ دور و نزدیک۔ حیات اور بعد از وفات ہر حالت میں دیکھ سکے۔

☆...... کہ وہ ہر فریادی کی آواز کو سنے اور زبان کو سمجھے۔ (کیونکہ مخلوق کی مختلف زبانیں ہیں)

☆...... کہ وہ (حاجت روا) ہر وقت ہر ایک محتاج کی سنے۔

☆...... کہ وہ ہر وقت اپنے منصب (حاجت روائی) پر قائم و دائم ہو۔ نیند اور اونگھ اسے محتاجوں سے غافل نہ کرے۔

☆...... کہ وہ اس بات کا محتاج نہ ہو کہ سائل زبان سے ہی اپنی حاجت پیش کرے بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ اس بات کا محتاج نہیں کہ سائل زبانی ہی عرض کرے تو سنتا ہے۔ بلکہ دل کی بات بھی سنتا ہے۔ یہی وصف اس کے نائبوں کو ازروئے نیابت حاصل ہونا چاہیے۔ کیونکہ مخلوق میں گونگے بھی ہیں اور بولنے والے بھی۔

﴿اولیاء اللہ کا مقام﴾

حدیث قدسی: - میرا بندہ نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کی قوت سامعہ بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۹۷، بخاری ص ۹۶۳ جلد ۲ مجتبائی)

☆...... امام فخر الدین رازی (م ۶۰۶ھ) اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:-

"العبد اذا واظب على الطاعات بلغ الى المقام الذي يقول الله كنت له سمعا وبصرا فاذا صار نور جلال الله سمعا له سمع القريب والبعيد واذا صار ذالك النور بصرا له رأى القريب والبعيد واذا صار ذالك النور يدا له قدر على التصرف في الصعب والسهل والبعيد والقريب"

ترجمہ:- جب بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے۔ تو وہ اس مقام کو پہنچ جاتا ہے۔ جو اللہ نے فرمایا کہ میں اس کی سمع اور بصر ہوتا ہوں۔ سو جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع بن جاتا ہے۔ تو وہ بندہ قریب و دور سے برابر سنتا ہے۔ جب یہی نور اس کی بصر ہو جاتا ہے تو قریب اور دور سے برابر دیکھتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا یہی نور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے۔ تو وہ خشکی و تری میں قریب و بعید میں تصرف پر برابر قادر

ہوتا ہے۔ (تفسیر کبیر ص ۹۱ جلد ۲۱)

☆...... حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی (م ۴۲۶ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

خدا کے ایسے بندے بھی ہیں کہ جب لحاف اوڑھ کر لیٹ جاتے ہیں تو چاند تاروں کی رفتار تک ان کو نظر آتی رہتی ہے۔ اور حالانکہ بندوں کی نیکی بدی لے کر آسمان پر جاتے ہیں اور وہ بھی ان کو نظر آتے رہتے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تمام حجابات ان کی نگاہوں سے اٹھا لیتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے کچھ بندوں کو وہ قوت عطا کی ہے جو ایک شب و روز میں مکہ پہنچ کر لوٹ بھی آتے ہیں۔ اور بعض ایک لمحہ میں یہ فاصلہ طے کر لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بعض بندوں کو اس مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ جہاں سے وہ تمام مقامات کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ اور بعض بندوں کو وہ مراتب عطا کرتا ہے کہ ان کے ذریعہ لوح محفوظ کا بھی مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

اولیاء کرام کے قلوب مہر و خورشید سے زیادہ منور ہوتے ہیں۔...... اللہ تعالیٰ صوفیاء کے قلوب کو نور کی بینائی عطا فرماتا ہے۔ اور اس بینائی میں اس وقت تک اضافہ ہوتا جاتا ہے جب تک کہ وہ بینائی مکمل ذات الٰہی کا (مظہر) نہیں بن جاتی۔

خدا کو پالینے والا خود باقی نہیں رہتا۔ لیکن وہ فنا بھی نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ایسے اہل مراتب بندے پیدا کئے ہیں۔ جن کے قلوب اس قدر وسیع ہیں کہ مشرق و مغرب کی وسعت بھی ان کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء از علامہ فرید الدین عطار ص ۲۹۷، ۲۹۸، ۳۰۱ طبع کراچی (اردو))

☆...... حضرت عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

میں نے ایک ایسے ولی کو دیکھا جو بہت بڑے مرتبہ پر پہنچا ہوا تھا۔ چنانچہ اسے تمام مخلوقات جاندار و بے جان، وحوش و حشرات، آسمان، ستارے، زمینیں اور جو کچھ زمینوں میں ہے سب کا مشاہدہ حاصل تھا۔ اور تمام کرۂ عالم اس سے مدد لیتا تھا۔ اور ہر ایک کو اس کی ضرورت اور مصلحت کی چیز عطا کرتا۔ بغیر اس کے کہ کوئی ایک اسے دوسرے سے روک رکھے۔ بلکہ جہان کا اوپر کا حصہ اور نچلا حصہ اس کے لیے ایک جیسے تھے۔ (کتاب الابریز ص ۲۶۳ عربی، اردو ترجمہ خزینہ معارف ص ۲۶۸)

☆...... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں:-

کمال مطلق کو ولی اللہ کے اس مقام سے تعبیر کیا جاتا ہے جس میں ولی کامل کو تمام اشیاء کی حقیقت سے کامل طور پر آگاہی کی جاتی ہے۔ پس وہ ولی ایک ہی وقت میں ربوبیت اور عبودیت کی تمام صفات سے متصف ہوتا ہے۔ (انفاس العارفین فارسی ص ۱۵۱)

☆...... حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں :-

...... یہ وہ توحید ہے اور حالت محویت فی الذات ہے جو اولیاء و ابدال کا خاصہ ہے۔ یہاں بندہ کو تکوینی یعنی خلقت و پیدائش اشیاء کی قوت عطا فرمائی جاتی ہے۔ اور باذن الٰہی اس کے حکم سے عجائب و غرائب ظہور میں آتے ہیں۔ اور خلق خدا کا ملجا و ماویٰ بن جاتا ہے۔ اور اسے انشراح صدر ہوتا ہے۔ اور اس کا ذکر خیر دونوں جہانوں میں بلند ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بعض کتابوں میں اس کا ارشاد موجود ہے کہ اے بنی آدم! میں اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی معبود نہیں، میں جس شے کو کہہ دوں کہ کن (ہو جا) وہ فوراً ہو جاتی ہے۔ پس میری وحدانیت میں فنا ہو کر تو بھی جس شے کو کہہ دیگا کہ کن (ہو جا) وہ تیرے اذن سے فوراً ہو جائے گی۔

(فتوح الغیب ص ۱۲۸ طبع لاہور (اردو))

﴿بعض اولیاء اللہ کا بطور تحدیث نعمت اپنے حال و مقام کا ظاہر فرمانا﴾

☆...... حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی (م ۴۲۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"خدا تعالیٰ نے تمام چیزیں میرے سامنے کر دی ہیں اور اگر اس کنارے سے اس کنارے تک کسی کی انگلی میں پھانس (کانٹا) چبھ جائے تب مجھے اس کا حال معلوم ہوتا ہے۔ .... اور جو انعامات خدا کے میرے اوپر ہیں اگر ان کا انکشاف کر دوں تو روئی کی طرح پوری مخلوق کے قلوب جل اٹھیں۔

(تذکرۃ الاولیاء، از علامہ فرید الدین عطار ص ۲۹۲ طبع کراچی)

نیز فرمایا: تہتر (73) سال تک میں نے اس انداز سے زندگی گزار دی کہ کبھی ایک سجدہ بھی شریعت کے خلاف نہیں کیا۔ اور لمحہ کے لیے بھی نفس کی موافقت نہیں کی اور دنیا میں اس طرح رہا کہ میرا ایک قدم عرش سے تحت الثریٰ تک اور ایک قدم تحت الثریٰ سے عرش تک رہا۔

(تذکرۃ الاولیاء، از علامہ فرید الدین عطار ص ۲۹۳ طبع کراچی)

نیز فرمایا: خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے وہ فکر عطا کی ہے جس کے ذریعہ میں پوری مخلوق کا مشاہدہ کرتا ہوں۔ (ایضاً)

نیز فرمایا: خدا تعالیٰ نے مجھ کو وہ جرأت و ہمت عطا کی ہے کہ میں ایک قدم میں ایسے مقام تک پہنچ سکتا ہوں جہاں ملائکہ کی رسائی بھی ممکن نہیں ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، از علامہ فرید الدین عطار ص ۲۹۳ طبع کراچی)

☆...... حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بستان المحدثین میں لکھتے ہیں :-

"حضرت ابوالعباس احمد بن احمد بن محمد بن عیسیٰ برنسی زروق فاسی (محدث) (م ۸۹۹ھ) کا ایک قصیدہ ہے۔ جو کہ قصیدہ جیلانیہ (قصیدہ غوثیہ) کی طرز پر ہے۔ جس کے بعض ابیات یہ ہیں۔

انا لمریدی جامع لشتاتہ ٭ اذا ما سطا جور الزمان بنکبتہ

وان کنت فی ضیق و کرب وحشۃ ٭ فناد بیا زروق ات بسرعتہ

ترجمہ :- میں اپنے مرید کی پریشان حالی کو تسلی دینے والا ہوں۔ جب زمانہ نحوست و ادبار سے اس پر حملہ آور ہو۔ اگر تو کسی تنگی، بے چینی اور وحشت میں ہو تو "یا زروق" کہہ کر پکار میں فوراً آ موجود ہوں گا۔

(بستان المحدثین از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (فارسی، اردو) ص ۳۲۲ طبع کراچی ۱۹۸۴ء)

☆...... امام ابوالحسن شطنوفی (م ۷۱۳ھ) فرماتے ہیں :- کہ خبر دی ہم کو ابوالمعالی عبدالرحیم بن مظفر بن مہذب قرشی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابوالحسن نانبائی رحمۃ اللہ علیہ نے اور انہوں نے شیخ ابوالقاسم عمر بزاز سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے سیدی شیخ عبدالقادر سے سنا۔ فرماتے تھے کہ "جو شخص مجھ کو مصیبت میں پکارے تو وہ تکلیف اس سے جاتی رہے گی۔ اور جس تکلیف میں مجھے پکارے تو وہ تکلیف اس کی جاتی رہے گی۔ (ملخصاً دوں گا) (بہجۃ الاسرار از علامہ ابوالحسن شطنوفی ص ۲۹۵ (اردو) طبع لاہور ۱۹۹۵ء)

﴿سیدنا غوث اعظم کے مقام حاجت روائی میں اولیائے کرام کی تصدیقات﴾

☆...... شیخ عارف سنجاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :- "حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ تمام عالم کے سردار اور تمام اولیاء میں منفرد ہیں۔ اور آپ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس عالم موجودات اور نظام تکوینی میں تصرف کے اختیارات عطا فرمائے ہیں۔"

(قلائد الجواہر، محمد بن یحییٰ تادفی علیہ الرحمۃ ص ۲۹۳ طبع کراچی ۱۹۷۸ء)

☆...... حضرت ملا علی قاری حنفی مکی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :- "کہ ابو رضا محمد بن احمد بغدادی المعروف بالخنید نے شیخ ابو سعید علیہ الرحمۃ سے قطب کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: قطب وہ شخص ہے جس پر زمانہ کی ولایت ختم ہو۔ ولایت کے تمام ہو جو اس کی لپیٹ میں ہوتے ہیں۔ اور تمام کائنات کا انتظام و انصرام آپ کے ذمہ ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا: کہ زمانہ حاضر کا قطب کون ہے؟ آپ نے فرمایا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ" (نزہۃ الخاطر الفاتر از ملا علی قاری ص ۹۶ طبع فیصل آباد)

☆...... حضرت عبداللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :- "شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا جو شخص کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کرتا ہے۔ وہ مصیبت اس سے ہٹائی جاتی ہے۔ اور جو شخص کسی تکلیف میں مجھے میرے نام سے پکارتا ہے۔ وہ تکلیف اس سے اٹھالی جاتی ہے۔ اور جو شخص اپنی کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کے حضور میرا توسل اختیار کرتا ہے۔ وہ حاجت پوری کر دی جاتی ہے۔

(خلاصۃ المفاخر ص ۱۲۲ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء از علامہ یافعی)

☆...... حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں :- "حضور سیدنا غوث اعظم علیہ الرحمۃ نے

فرمایا: جب اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرو اس وقت تم میرے متعلق بارگاہ ایزدی میں سوال کیا کرو۔ جو کوئی شخص مصائب اور مشکلات میں مجھے پکارتا ہے۔ اس کی مصیبت اور مشکل فوراً دور ہو جاتی ہے۔ اور جو شخص مجھے وسیلہ بناکر دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے وسیلے سے اس کی مشکل حل کر دیتا ہے۔

(زبدۃ الآثار ص ۱۰۵ طبع لاہور ۱۹۸۳ء از عبدالحق محدث دہلوی)

☆...... **شیخ شہاب الدین عمر سہروردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-**

شیخ عبدالقادر جیلانی بادشاہ طریقت اور موجودات میں تصرف کرنے والے تھے۔ اور منجانب اللہ آپکو تصرف و کرامتوں کا ہمیشہ اختیار رہا۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ ص ۲۳۹ طبع لاہور)

☆...... **حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں :-**

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اپنی قبر میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔

(ہمعات فارسی طبع حیدرآباد 1964ء ص ۶۱ ہمعات اردو ص ۱۲۷)

☆...... **ایک مشاہدہ :-** امام ابوالحسن الشطنوفی الشافعی (م [illegible]ھ / [illegible]ء) فرماتے ہیں :-

خبر دی ہم کو ابوالمعالی عبدالرحیم بن مظفر بن مہذب قرشی نے کہا خبر دی ہم کو حافظ ابو عبداللہ محمد بن محمود بن نجار بغدادی نے ان کے سامنے بغداد میں پڑھا جاتا تھا۔ اور میں سنتا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ کو عبداللہ جبائی نے لکھا ہے اور میں نے اس کو اس کے خط سے نقل کر لیا۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں ہمدان میں ایک مرد سے ملا جو کہ دمشق میں سے تھا۔ جس کو طریف کہتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ میں شہر قرقی کو نیشاپور کے راستے میں یا کہا کہ خوارزم کے راستے میں ملا۔ اس کے ساتھ چودہ اونٹ شکر کے تھے۔ اس نے کہا کہ ہم ایسے جنگل میں اترے کہ خوفناک تھا۔ جس میں کہ بھائی بھائی کے ساتھ خوف کے مارے ٹھہر نہیں سکتا۔ جب ہم نے شروع رات میں گٹھڑیوں کو اٹھایا تو ہم نے چار اونٹوں کو گم پایا جو کہ لدے ہوئے تھے۔ میں نے ان کو تلاش کیا تو نہ پایا۔ قافلہ تو چل دیا اور میں اپنے اونٹوں کی تلاش کرنے کے لیے قافلہ سے الگ ہو گیا۔ ساربان نے میری حمایت کی اور میرے ساتھ ٹھہر گیا۔ ہم نے ان کو تلاش کیا لیکن کہیں نہ پایا۔ اور جب صبح ہوئی تو میں نے شیخ یعنی شیخ محی الدین عبدالقادر کے قول کو ذکر کیا کہ (آپ نے فرمایا تھا) اگر تو سختی میں پڑے تو مجھ کو پکارنا تو تیری مصیبت جاتی رہے گی۔

تب میں نے کہا کہ اے شیخ عبدالقادر! میرے اونٹ گم ہو گئے ہیں۔ اے شیخ عبدالقادر! میرے اونٹ گم ہو گئے۔ پھر میں نے مطلع کی طرف جو دیکھا تو صبح ہو گئی تھی۔ جب روشنی ہو گئی۔ تو میں نے ایک شخص کو ٹیلے پر دیکھا جس کے سفید کپڑے تھے۔ وہ مجھ کو اپنی آستین سے اشارہ کرتا ہے کہ اوپر آ۔ جب ہم ٹیلہ پر چڑھے تو کوئی شخص نظر نہ آیا۔ مگر وہ چاروں اونٹ ٹیلے کے نیچے جنگل میں بیٹھے ہوئے

تھے۔ ہم نے ان کو پکڑ لیا اور قافلہ سے جا ملے۔ (بہجۃ الاسرار ص ۲۹۶ طبع لاہور ۱۹۹۵ء)

مشکل کشائی اور حاجت روائی کی دو صورتیں :-

جب بندہ مصائب و آلام میں صدق دل سے صاحب خدمت ولی اللہ کو پکارتا ہے۔ تو وہ اسکی صدا سن کر خداوند قدوس کے دربار میں دعا کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فوراً دعا کو شرف قبولیت بخش کر مصیبت زدہ کی مشکل حل کر دیتے ہیں۔

یا ولی اللہ اپنی ہمت باطنی و روحانی سے اللہ تعالیٰ کے اذن اور اسکی مشیت کے تحت پکارنے والے کی حاجت روائی فرماتے ہیں۔

گیارہ قدم بغداد کی طرف چل کر !

سیدنا غوث اعظم علیہ الرحمۃ کے اس کلام کا تعلق صوفیاء کاملین کے کلام سے ہے۔ جس پر نکتہ چینی کرنا بدبختی اور خاموشی میں بہتری ہے۔

راہ اعتدال :- جب کسی انسان کو کوئی حاجت ہو تو درج ذیل طریقوں کو بروئے کار لائے۔ اور یہ تینوں طریقے رسول اکرم ﷺ کی احادیث قولی و فعلی سے ثابت ہیں۔

(۱) دو رکعت نفل ادا کرے اور درود شریف پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔

(۲) دو رکعت نفل ادا کرے اور درود شریف پڑھ کر انبیاء و اولیاء کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔

(۳) دو رکعت نفل ادا کرے، درود شریف پڑھے۔ اور صدق دل سے سیدنا غوث اعظم کو پکارے تو وہ دعا کے ذریعے یا اپنی ہمت باطنی و روحانی سے ذریعہ پکارنے والے کی حاجت روائی فرماتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اذن اور مشیت کے تحت ہوتا ہے۔

ایک اور شبہ کا ازالہ :- حدیث یا عباد اللہ اعینوا الخ ضعیف ہے۔

اس حدیث کو امام محمد بن محمد بن سلیمان فاسی مغربی نے مختلف تین سندوں سے (مختلف الفاظ) کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔

(۱) (عتبہ بن غزوان) رفعه : اذا أضل أحدكم شيئاً أو أراد أحدكم عوناً وهو بأرض ليس بها أنيس فليقل : يا عباد الله أعينوني ، يا عباد الله أعينوني ، يا عباد الله احبسوا ، فان لله عباداً لا تراهم ، وقد جرب ذالك ، للكبير بضعف.

(۲) (ابن عباس) رفعه : ان لله ملائكة في الارض سوى الحفظة ، يكتبون ما يسقط من ورق الشجر ، فاذا أصاب أحدكم عرجة بأرض فلاة ، فليناد أعينوني عباد الله.. للبزار

(۳) (ابن مسعود) رفعه : اذا انفلتت دابة أحدكم بأرض فلاة ، فليناد يا عباد الله

احبسوا، یا عباد اللہ احبسوا، فان للہ حاضرا فی الارض سیحبسہ۔ للموصلی والکبیر بضعف۔ (جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد ص ۵۹۲ جلد ۲ طبع سمندری۔ لائل پور)

☆ امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:۔

"ولو کانت ضعیفۃ ، وتتقوی بکثرۃ الطرق۔" (الموضوعات الکبری ص ۳۰۳ طبع کراچی)

☆ علامہ شعرانی فرماتے ہیں:۔

"او ضعیف قد کثرت طرقہ حتی ارتفع لدرجۃ الحسن۔" (المیزان ص ۱۷)

☆ محشی کتاب الاذکار لکھتے ہیں:۔

جب کوئی ضعیف حدیث متعدد سندات سے مروی ہو وہ ضعیف نہیں ہوتی بلکہ حسن لغیرہ ہوتی ہے۔ (کتاب الاذکار ص ۳۳۲ طبع کراچی)

☆ میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد حدیث من وسع علی عیالہ فی النفقۃ یوم عاشورا۔ الخ کے تحت لکھتے ہیں: اس حدیث کو اگرچہ بعض محدثین نے ضعیف اور ناقابل احتجاج اور بعض نے موضوع بتایا ہے۔ مگر حق بات یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع نہیں ہے۔ اور کثرت طرق کی وجہ سے حسن اور قابل احتجاج ہے۔ (فتاوی نذیریہ جلد اول ص ۲۶۷ طبع لاہور ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۱ء)

معلوم ہوا کہ: کثرت طرق ہونے کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف نہیں بلکہ حسن ہے۔

اعتراض:۔ ابن لعل دین مجدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:۔

"غیب کی خبریں"

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اور اس کے رسول نے احادیث میں بارہا فرمایا ہے کہ غیب کے امور اور خبریں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات جانتی ہے۔ لیکن یہ لوگ ہر پیر فقیر کو اور مجذوب ننگے کو ولی بنا کر اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں لا کر کھڑا کر دیتے ہیں۔ اور دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ لوگ بھی غیب کے امور اور تمام غیبی خبریں جانتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں کھلے لفظوں میں فرماتے ہیں۔ "کہہ دیجئے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا۔"

پیر الیاس کہتے ہیں: انبیاء علیہم السلام کی تو بڑی شان ہے۔ فیضان انبیاء سے اولیاء کرام بھی غیب کی خبریں بتا سکتے ہیں۔

اس کے بعد عبدالقادر جیلانی کی طرف منسوب کر کے ایک من گھڑت قول لکھا ہے۔ جس سے ثابت کیا ہے کہ وہ (عبدالقادر جیلانی) اللہ کے علاوہ کسی اور کو بھی غیب کی خبریں جاننے والا مانتے ہیں۔ بلکہ خود بھی غیب کی خبریں جاننے کے دعویدار تھے۔ اور ان کا یہ دعویٰ تھا کہ اگر شریعت نے

میرے منہ میں لگام نہ ڈالی ہوتی تو میں تمہیں بتا دیتا کہ تم نے گھر میں کیا کھایا ہے اور کیا رکھا ہے؟ میں تمہارے ظاہر باطن کو جانتا ہوں۔ کیونکہ میری نظریں شیشے کی طرح ہیں۔ (مجلس علمی — ص ۱۰۵، ۱۰۶)

الجواب نمبر 1:۔ "لیکن یہ لوگ ہر پیر فقیر کو اور مجذوب ننگے کو ولی بنا کر اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کھڑا کر دیتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ لوگ بھی غیب کے امور اور تمام غیبی خبریں جانتے ہیں۔ الخ"

یہ ابن لعل دین کی الزام تراشی اور دروغ گوئی ہے۔ موصوف نے اہلسنت کی کسی معتبر اور مستند کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔ اور دعویٰ بغیر دلیل کے رد ہے۔ خدا سے ڈرو! کل روز محشر خداوند قدوس کو کیا جواب دو گے؟

جواب نمبر 2:۔ ابن لعل دین مجدی لکھتا ہے:

"قل لا یعلم من فی السمٰوت والارض الغیب الا اللہ۔" (نمل: ۶۵)

کہہ دیجئے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا۔

قرآن کریم میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب ہو کر فرمایا:۔

"وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ط ان فی ذلک لآیۃ لکم ان کنتم مؤمنین۔" (آل عمران پ ۳)

ترجمہ:۔ اور بتاتا ہوں تمہیں جو کچھ تم کھاتے ہو۔ اور جو کچھ تم جمع کر کے رکھتے ہو اپنے گھروں میں۔ بیشک ان معجزوں میں (میری صداقت کی) بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر تم ایمان دار ہو۔

کیا؟ کلام الٰہی میں تضاد ہے؟

نہیں ہرگز نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہر قسم کے تضاد سے مبرا و پاک ہے۔

ان آیات کا مفہوم یہ ہے۔ کہ

پہلی آیت میں اللہ عزوجل کے علم ، ازلی ابدی ، ذاتی اور لاانتاہی کا بیان ہے۔ اور دوسری آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علم حادث ، عطائی اور متناہی کے ذکر ہے۔

اور یہی حضرت سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب ہے، جو کہ آپ نے بطور تحدیث نعمت فرمایا: تو میں تمہیں بتا دیتا کہ تم نے گھر میں کیا کھایا ہے اور کیا رکھا ہے؟ الخ

اس میں آپ کے علم حادث ، عطائی اور متناہی کا ذکر ہے۔ اور آپ کی اس کرامت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کی تصدیق ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ان فی ذلک لآیۃ لکم ان کنتم مؤمنین" ۔ بے شک ان معجزوں میں (میری صداقت کی) بڑی نشانی ہے تمہارے لیے اگر تم ایماندار ہو۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان داروں کا یہ وصف بیان فرمایا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے عطائی

حادث اور متناہی علم غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جو اس کا منکر ہے۔ وہ ایمان دار نہیں۔

جواب نمبر3 :۔ ابن لعل دین مجدی لکھتا ہے :۔

"(قادری صاحب) نے اس کے بعد عبد القادر جیلانی کی طرف منسوب کر کے ایک من گھڑت قول لکھا ہے۔"

اس قول کو من گھڑت کہنا سراسر غلط فہمی اور بغض اولیاء اللہ ہے۔ اس قول کو علامہ ابو الحسن شطنوفی شافعی نے "بہجۃ الاسرار" میں اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے "اخبار الاخیار" نقل کیا ہے۔

"اگر شریعت نے میرے منہ میں لگام نہ ڈالی ہوتی تو میں تمہیں بتا دیتا کہ تم نے گھر میں کیا کھایا ہے اور کیا رکھا ہے؟ اور میں تمہارے ظاہر وباطن کو جانتا ہوں۔ کیونکہ تم میری نظر میں شیشہ کی طرح ہو"

(اخبار الاخیار، از شیخ عبد الحق محدث دہلوی ص ۴۴ (اردو) طبع کراچی)

اگر ! قادری صاحب اس قول کو لکھنے کی وجہ سے باعث تنقید ہیں۔ تو شیخ عبد الحق محدث دہلوی کیوں نہیں؟ جب کہ جرم ایک ہے...... **جواب دو!**

جواب نمبر4 :۔ "میں تمہارے ظاہر وباطن کو جانتا ہوں کیونکہ تم میری نظر میں شیشے کی طرح ہو۔" کا جواب یہ ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی کی تصنیف "غنیۃ الطالبین" میں موصوف "ولی اللہ کا مقام" بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :۔

"اگر کوئی آدمی اپنے پروردگار سے صدق کا طالب ہو تو اللہ جل شانہ اس کے دل کے آئینہ (شیشہ) کو مصفا کر دیتا ہے اور اس کو جلا بخشتا ہے۔ اپنے دل کے صاف آئینہ (شیشہ) میں دنیا و آخرت کی ہر ایک چیز کو مشاہدہ کر لیتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین، (اردو) از سید عبد القادر جیلانی ص ۲۸ ۔ طبع ۱۳۹۴ھ)

جواب نمبر5 :۔ "اگر شریعت نے میرے منہ میں لگام نہ ڈالی ہوتی تو ...... الخ" کا جواب :

بعض اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ ایسے علوم عطا فرماتا ہے۔ جن کی بات مخلوق کو بتانا ممنوع ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ میں نے رسول خدا ﷺ سے دو ظرف (علم کے) یاد کر لیے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک کو تو میں نے ظاہر کر دیا اور دوسرے کو اگر ظاہر کروں تو یہ بلعوم کاٹ ڈالی جائے۔ (ابو عبد اللہ کہتے ہیں۔ کہ بلعوم کھانے کے جانے کی جگہ ہے۔)"

(بخاری شریف، کتاب العلم جلد اول ص ۱۳۶ - ۱۳۷ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

جواب نمبر6 :۔ قل لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ (نمل : ۶۵)

"کہہ دیجئے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا"۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے ازلی، ذاتی اور لامتناہی علم غیب کا بیان ہے۔ اور انبیاء و اولیاء کا علم حادث، عطائی اور متناہی ہے۔ اس آیت کریمہ سے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے علم غیب کی نفی کرنا تفسیر بالرائے ہے۔ جس کے متعلق بہت سی وعیدات آئی ہیں۔

"مسئلہ علم غیب اور اہل سنت کا عقیدہ"

بہ نسبت علوم اولین و آخرین آپ ﷺ کا علم اعلیٰ واکمل ہے۔ اور آخر عمر شریف تک ملکوت سماوی و ارضی و تمام مخلوقات و جملہ اسماء حسنہ وآیات کبریٰ وامور آخرت واشراط الساعت واحوال سعداء واشقیاء و علم ما کان وما یکون پر آپ کا علم محیط ہو چکا ہے۔ تمام علوم نظریہ وملمیہ سے آپ کا علم اشمل واکمل ہے۔ جمیع جزئیات خمسہ کا علم جس میں خاص وقت قیامت کا علم بھی شامل ہے۔ آپ کو حاصل تھا۔

علم الٰہی اور آپ ﷺ کے علم میں امور ذیل فارق ہیں۔

(۱) علم الٰہی غیر متناہی اور آپ کا علم متناہی ہے۔

(۲) علم الٰہی بلا ذرائع و وسائل ازلی و ابدی ہے۔ اور آپ کا علم بذریعہ وحی، الہام، کشف، منام وسائط و حواس وبصیرت مقدسہ حادث ہے۔

(۳) تمام مخلوقات کے علم اور حضور ﷺ کے علم میں وہ نسبت ہے جو قطرے کو سمندر سے ہے۔ یعنی تمام مخلوقات کا علم بمنزلہ قطرہ ہے اور ان کے مقابلہ میں حضور ﷺ کا علم بمنزلہ سمندر ہے۔ اور حضور ﷺ کے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ ایسی بھی نہیں، جیسی قطرے کو سمندر سے ہوتی ہے۔

(۴) حضور ﷺ کے علم کلی کا یہ مطلب نہیں کہ خدا کا کل علم آپکو حاصل ہے۔ بعد مخلوق کا کل علم آپکو عطا کیا گیا اور اس کی تکمیل نزول قرآن کے ضمن میں تدریجاً ہوئی۔

(۵) حضور ﷺ کو (معلوم کرنے کے لیے) توجہ کی ضرورت ہے جبکہ اللہ تعالیٰ توجہ کے محتاج نہیں ہے۔

اعتراض :۔ ابن لعل دین درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

"مارنے اور زندہ کرنے والے"

صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کا زندوں کو مردہ اور مردوں کو زندہ کرنا، خاصہ ہے۔ یہ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح اعلان فرمایا ہے۔ "واللہ یحی ویمیت" کہ وہی اللہ ہی ہے جو زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ اور دوسری جگہ خالق ارض وسما فرماتا ہے۔ "وانا لنحن نحی ونمیت ونحن الوارثون" بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہم ہی سب کے وارث ہیں۔ مزید

"وانہ ھو امات واحیا" بے شک اللہ ہی مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے۔

لیکن ان لوگوں کے شرکیہ عقیدہ کے مطابق ولیوں کا ایک منصب یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کو زندہ بھی کرتے ہیں اور مارتے بھی ہیں۔ کیونکہ یہ قاصد خداوندی ہیں۔ پیروں فقیروں کے پاس بھی مارنے اور زندہ کرنے کی قوت ہے۔ الخ اس کے بعد چند واقعات احیاء موتیٰ کے نقل کیے ہیں۔ جن میں نبی اکرم ﷺ کے معجزات اور اولیاء اللہ کی کرامات کا ذکر ہے۔ (بہشتی بہشتی سنیں یا..... ص ۱۰۶ تا ص ۱۱۱)

الجواب :- ان لعل دین کی پیش کردہ آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفت حقیقی (مارنے اور زندہ کرنے) کا بیان ہے جبکہ بعض انبیاء کرام اور بعض اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے اذن اور اسکی مشیت کے تحت بطور معجزہ اور کرامت زندہ کرتے اور مارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے :

" وأحى الموتى باذن الله ج (سورۃ آل عمران پ ۳)

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) اور میں زندہ کرتا ہوں مردے کو اللہ کے حکم سے۔

☆..... مولوی عبدالسلام بستوی غیر مقلد :

سابق شیخ الحدیث مدرسہ دار الحدیث والقرآن دہلوی (المتوفی ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء)

لکھتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزہ دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ، اندھوں کو بینا اور کوڑھوں کو اچھا کر دیا کرتے تھے۔ مٹی کی چڑیا بنا کر پھونک مار کر اڑا دیتے تھے.........

ہمارے نبی ﷺ کو اس قدر معجزے دیئے گئے تھے۔ کہ ہم ان کو گن بھی نہیں سکتے۔ قریب قریب سب نبیوں کے معجزے آپکو تنہا حاصل تھے۔ (یعنی آپکو اللہ تعالیٰ کے اذن سے مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ بھی عطا ہوا تھا)۔ (اسلامی تعلیم، حصہ ۳، ص ۳۵۴ از مولانا عبدالسلام بستوی، طبع لاہور 1989ء)

☆..... حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی فرماتے ہیں :-

کل فضیلۃ اوتی عیسیٰ علیہ السلام فقد اوتیہا نبینا ﷺ وانہ لم یبکرھا منتدتر الخ	ہر وہ فضیلت جو عیسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی گئی وہ نبی کریم ﷺ کو ضرور مرحمت فرمائی گئی۔ یہ ایسی سچی بات ہے جس کا کوئی دین کی سمجھ رکھنے والا شخص انکار نہیں کر سکتا الخ

(جواہر البحار ص ۲۵۴ جلد اول، از علامہ نبہانی" طبع لاہور ۱۹۷۶ء)

مزید لکھتے ہیں :اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ اس سے بھی عجیب تر واقعہ وہ ہے۔ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان کی شان کو بلند فرمایا اور معجزہ بھی ایسا تھے پوری ایک جماعت نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یعنی آپ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بکری کو زندہ کیا تھا۔ نیز یہ معجزہ بھی عجیب ہے کہ آپ کے عہد مبارک

میں ایک انصاری عورت کے لڑکے کو زندہ فرمایا گیا الخ (جواہر البحار، جلد اول ص ۳۶۰ طبع لاہور ۱۹۷۶ء)

☆..... شیخ سیدنا عبدالقادر گیلانی فرماتے ہیں :-

کہ رسول مقبول کو وہ تمام معجزے دیئے گئے جو دیگر انبیاء کو دیئے گئے۔ اور ان کے سوا اور بھی دیئے گئے۔ بعض اہل علم نے ہزار تک شمار کیے ہیں۔ .... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ آپ مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ الخ (غنیۃ الطالبین ص ۱۹۵ طبع لاہور ۱۳۹۲ھ)

☆..... شیخ عبدالحق محدث دہلوی (المتوفی ۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں :-

اب رہا مردے زندہ کرنے کے معجزات تو بیہقی نے دلائل میں روایت کیا ہے۔ کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک شخص کو اسلام کی دعوت دی۔ اس شخص نے کہا میں اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک آپ میری اس لڑکی کو جو مر چکی ہے زندہ نہ فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے اس کی قبر دکھاؤ .... اس نے قبر دکھا دی .... پھر حضور ﷺ نے اس لڑکی کو آواز دی۔ لڑکی نے جواب میں کہا۔ "لبیک و سعدیک" (حاضر ہوں، فرمانبردار ہوں) اس کے بعد اور بہت سے واقعات نقل کیے ہیں۔

مزید لکھتے ہیں :اور بعض ایسے کامل ترین اولیاء کرام ہیں جو حضرت حق جل جلالہ کی قدرت کے مظہر ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی متابعت کے شرف سے آپ کے پرتو ہیں ان میں خارق عادات ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسے کے لوگوں نے ایک مرغ کھالیا۔ ایک بزرگ نے اس کی ہڈیوں کو جمع فرمایا اور اس پر اپنا دست مبارک رکھ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا نام لیا۔ مرغ زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور چلایا۔ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد اول ص ۳۵۹، ۳۶۱ طبع کراچی ۱۹۷۱ء)

دیکھئے !مردے زندہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اس لحاظ سے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے کام کا دعویٰ کیا۔ لیکن آپ آگے فرماتے ہیں " باذن اللہ" یعنی میں جو کچھ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے اذن سے کرتا ہوں۔ پس جہاں اذن الٰہی آجائے شرک چلا جاتا ہے اور جہاں اذن گیا توحید بھی گئی۔ یہی اذن الٰہی ہونا یا نہ ہونا توحید اور شرک کا بنیادی نکتہ ہے۔

(خطبات کاظمی علیہ الرحمۃ ص ۵۰ جلد اول طبع علی پور (مظفر گڑھ))

مولوی نذیر حسین دہلوی کا ایک فتویٰ اور اہل سنت و جماعت کی تائید :

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ عقیدہ رکھنا کیسا ہے کہ کوئی اثر کچھ نہیں کر سکتا ہے جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے۔ ایک حضرت جاہل مسلمانوں میں نہایت زور کے ساتھ علی الاعلان عقیدہ و مسئلہ مذکور بالا کو کہتے ہیں۔ کہ خاص اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ پس سوال یہ ہے کہ اگر ایسا ہی عقیدہ عند الشرع درست اور خاص اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے تو سب کو تسلیم کرنا چاہیے۔ اور

اگر عند الشرع درست نہیں ہے اور خلاف عقیدہ اہل سنت ہے تو جواب شافی فرمایا جاوے کہ ایسے عقیدے والے کا کیا حکم ہے؟ اور ایسے شخص کے پیچھے نماز بھی ہو گی یا نہیں؟ کیونکہ ناواقف مسلمان گرداب بلا میں مبتلا ہو کر تباہ ہو جاویں گے۔ یہ معاملہ عقائد کا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: ـ اگر شخص مذکور کا یہ مطلب ہے کہ نفع و ضرر حقیقت میں خدا ہی کی جانب سے ہوتا ہے، خدا کے سوا کسی اور میں یہ طاقت نہیں ہے، کہ کسی کو بغیر اذن خدا کے نفع و ضرر پہنچاوے، تو یہ عقیدہ بے شک اہل سنت والجماعت کا ہے۔ اور ایسا ہی عقیدہ ہر مسلمان کو رکھنا چاہیے، اس عقیدہ کے حق ہونے پر متعدد آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ صاف اور صریح طور پر دلالت کرتی ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ "قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ" اور اگر شخص مذکور کا یہ مطلب ہے، کہ انسان مجبور محض ہے، اس کو کچھ بھی اختیار نہیں ہے، اس کے حرکات مثل جمادات کے ہیں، تو یہ عقیدہ بالکل غلط و باطل ہے، اور یہ عقیدہ فرقہ جبریہ کا ہے، ایسے عقیدہ باطلہ سے ہر مسلمان کو بچنا فرض ہے۔ ایسے عقیدے سے ان آیتوں کا انکار لازم آتا ہے۔ هل تجزون الا ما کنتم تعملون - فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر - جزاء بما کانو یعملون۔ ایسے عقیدہ باطلہ والے کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

سید محمد نذیر حسین

(فتاویٰ نذیریہ جلد اول ص ۲۰-۱۹ طبع لاہور ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۱ء)

ایک صحابیہ کا واقعہ اور حضرت ابو طالب

ہدایت کا تعلق کرنا رب کائنات جل شانہٗ کا منصب ہے، اور ہدایت محبت کے تحت نہیں بلکہ مشیت خداوندی کے تحت ہے۔ حضرت ابو طالب کے لیے ہدایت نہ ہی تخلیق ہوئی تھی اور نہ ہی مشیت باری تعالیٰ تھی اس لیے وہ ایمان کی نعمت عظمیٰ سے محروم رہے۔ اور حضور ﷺ کا ان کو بار بار دعوت ایمان دینا، ان کے احسان کا بدلہ اور رحمۃ للعالمین ہونے کا اظہار تھا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

صحابیہ کے لیے چونکہ ہدایت تخلیق ہو چکی تھی اور مشیت ایزدی بھی تھی اس لیے ایمان کے حصول کے لیے حضور ﷺ کی ذات اقدس اس کے لیے وسیلہ بن گئی۔

اعتراض: ـ ابن لعل دین لکھتا ہے: "یاد رہے! اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت کرنا شرک اکبر کہلاتا ہے۔ مثلاً غیر اللہ کو پکارنا، فوت شدہ یا زندہ غیر موجود سے مدد مانگنا، اس کو ہر کام کرنے پر قادر سمجھنا، اللہ تعالیٰ کے اختیارات کسی بندے کو دے دینا وغیرہ......... اس کے بعد شرک کے رد میں تین آیات قرآنیہ پیش کی ہیں۔

الجواب: ـ ابن لعل دین اور اس کے ہم مسلک آج تک حقیقت شرک ہی سے ناآشنا ہیں۔ اور خواہ مخواہ

عالم اسلام کے مسلمانوں کو مشرک بنانا اپنی زندگی کا حاصل سمجھتے ہیں۔ اور اپنے زعم باطل میں اپنے فرقہ کے علاوہ کسی کو مسلمان نہیں گردانتے۔

حقیقت شرک اور اہل سنت کا مسلک

○ ـ شرک و کفر بلحاظ نتیجہ متحد ہیں۔ دونوں کا مرتکب ابدی عذاب کا مستحق ہے۔ حقیقت شرک یہ ہے کہ غیر خدا کو واجب الوجود یا مستحق عبادت مانا جائے۔ اور اس کی امارات سے یہ ہے کہ بندگان حق تعالیٰ کی ان قابل عظمت صفات کو جو عام بنی نوع میں مفقود ہیں۔ (مثلاً کشف، استجابت دعا، تاثیر تسخیر وغیرہ) صفات کو جناب باری تعالیٰ "سبحنه، سبحنه، سبحنه" کے برابر خیال کیا جائے۔ (نعوذ باللہ)

اور ہمارے نہایت عجز و نیاز کے افعال ان کے سامنے اسی نیت سے ادا کئے جائیں کہ وہ معاذ اللہ معبود ہیں۔

○ ـ شریعت حقہ شرک کو رفع فرماتی ہے۔ اور صفات عباد و صفات ربوبیت میں مابہ الامتیاز ظاہر فرمانا بعثت رسل کا مہتم بالشان مقصد ہے۔

○ ـ خواص عباد کی صفات مذکورہ کو باطل نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ ان کی حقیقت واقعہ کا اظہار ہے۔ جس سے کہ صفات ربوبیت کی برتری و تقدس ظاہر ہو۔

○ ـ محبوبیت و شفاعت جو کہ تمام ادیان و شرائع میں خواص بشر کے لیے ثابت کی گئی ہے۔ اس کو ایسا منصب خیال کرنا کہ جس سے عبد خود مختار ہو کر تصرفات الٰہیہ (معاذ اللہ) مزاحمت روک سکے، شرک ہے۔ اور رضائے الٰہی (یعنی مشیت خداوندی کے تحت) اور اس کی اجازت پر موقوف سمجھنا اور اس میں در حقیقت عنایت الٰہیہ کا ظہور جاننا ایمان اور توحید ہے۔

○ ـ ایسا ہی خوارق و کرامات اولیاء اور اشراق باطنی سے ان مغیبات پر بلا ذریعہ عطیہ الٰہی، اس طرح تسلیم کرنا شرک ہے۔ اور بذریعہ قوائے روحانی جو انبیاء و اولیاء کو حاصل ہوتی ہیں ان امور کا بتعلیم اللہ تعالیٰ و عطاء الٰہی مظہر تسلیم کرنا عین ایمان ہے۔

ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے عقائد و نظریات کی تشریح کر دی ہے۔ اس کے علاوہ جو کوئی خود ساختہ عقائد ہماری طرف منسوب کرے وہ سراسر کذب ہے۔ اگر غیر اللہ کو مطلق پکارنا شرک ہے تو ابن لعل دین جواب دے۔

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی مسلمان تھا یا مشرک

موصوف لکھتے ہیں۔ ۱۲۵۵ھ کا ذکر ہے۔ میں مرزا پور سے براہ جبل پور بھوپال آرہا تھا۔ ایک سیلاب سے واسطہ پڑا۔ بارش کا زمانہ تھا۔ ندی چڑھ آئی۔ اس خیال سے کہ پانی تھوڑا ہے گھوڑا مع

[حاشیہ میں قلمی تحریر: مدد]

سواری اس میں ڈال دیا۔ اس کا ڈالنا تھا کہ ندی میں طغیانی آگئی۔ قریب تھا کہ ہم سب اس میں ڈوب جائیں۔ میں گاڑی پے کود کر پانی میں کود پڑا۔ پانی گاڑی کو بہا کر لے گیا۔ میں نے فوراً بلند آواز سے تین بار پکارا اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ بس یہ کہنا تھا کہ گاڑی پانی سے نکل کر ایک اونچے پتھر پر آکھڑی ہوئی۔ اس موقعہ پر میرے اور کوچوان کے سوا وہاں دوسرا شخص کوئی ساتھ نہ تھا۔ الخ

(حیات امام جزری مع حصن حصین ص ۷۵ طبع کراچی از عبدالحلیم چشتی)

اعتراض :- لعل دین بھر ی نے درج ذیل عنوان کے تحت ابوداؤد اور طحاوی کی روایات کے علاوہ چند دوسری روایات اور ایک فقہ کی عبارت پر جاہلانہ تنقید کی ہے۔

"جداگانہ تصور نماز" (میٹھی میٹھی سنتیں ـــ ص ۱۱۳ تا ۱۱۵)

الجواب :- ہم سلسلہ وار تمام اعتراضات کے تحقیقی جوابات پیش کرتے ہیں۔

نمبر ۱ :- "جداگانہ تصور نماز"

قادری صاحب نے کسی جداگانہ نماز کا تصور پیش نہیں کیا۔ بلکہ آپ اسی نماز کے قائل و عامل ہیں جس کا رب کائنات جل شانہ نے حکم دیا ہے۔ "اقیموا الصلوٰۃ" نماز قائم کرو۔ (القرآن) نماز ہر مسلمان عاقل بالغ مرد و عورت پر فرض ہے۔ نماز کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر اور سستی و کاہلی سے نہ ادا کرنے والا گناہگار ہوگا۔ قادری صاحب درج ذیل ترتیب سے فقہ حنفی کے مطابق 5 وقتہ نماز ادا کرتے ہیں۔

نام نماز	سنت غیر مؤکدہ	سنت مؤکدہ	فرض	سنت مؤکدہ	نفل	وتر	نفل
فجر	*	2 رکعت	2 رکعت	*	*	*	*
ظہر	*	4 رکعت	4 رکعت	2 رکعت	2 رکعت	*	*
عصر	4 رکعت	*	4 رکعت	*	*	*	*
مغرب	*	*	3 رکعت	2 رکعت	2 رکعت	*	*
عشاء	4 رکعت	*	4 رکعت	2 رکعت	2 رکعت	3 رکعت	2 رکعت

اور اسی نماز کی تلقین اپنے مریدین، متعلقین اور معتقدین کو کرتے ہیں۔

نمبر 2 :- جو شخص ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ہر ایک حرف کے بدلے جو اس کی زبان سے نکلا ہے۔ پانچ حوریں اور پانچ محل جنت میں عطا فرمائے گا۔ اور قیامت کے دن یہی نماز اس کے پاس براق کی صورت میں آئے گی۔ جس پر وہ سوار ہو کر پل صراط سے چمکتی ہوئی بجلی کی طرح گزر جائے گا۔ اور جنت میں داخل ہوگا۔ (فیضان سنت ص ۹۹۷)

O...... اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک شہر بنایا ہے جس کا نام مدینۃ الجلال ہے۔ اس میں ایک محل ہے جس کا

نام قصر عظمت ہے۔ اس کے اندر ایک مقام ہے جس کا نام بیت الرحمۃ ہے۔ اس کے اندر چار ہزار تخت لگے ہوئے ہیں۔ ہر تخت پر چار ہزار حوریں ہیں۔ ـــ (یہ اس کے لئے ہے) جو پانچوں وقت کی نمازیں باجماعت پڑھے گا۔ (فیضان سنت)

O...... چاشت کی ایک رکعت کے بدلے میں آدمی کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (فیضان سنت)

ان تینوں روایات میں نماز پنجگانہ باجماعت پڑھنے اور نماز چاشت ادا کرنے پر ثواب کا تذکرہ ہے۔ اور رب العزت جل جلالہ جس قدر اپنے بندوں کو ثواب سے نوازدے۔ اس کی شان "کن فیکون" ہے۔ وہ مالک و مختار اور واسع ہے۔ آپ کون ہیں؟ اس کی عطاء و بخشش پر اعتراض کرنے والے۔

☆...... قاضی محمد سلیمان منصور پوری غیر مقلد اللہ تعالیٰ کے اسم "واسع" کے تحت لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ واسع ہے۔ اور اسکی جود و عطاء حیطہ اندازہ سے باہر ہے۔ (شرح اسماء الحسنیٰ ص ۷۹ طبع لاہور)

نیز لعل دین ان روایات کو موضوع ثابت نہیں کر سکا۔ تو لامحالہ یہ روایات ضعیف ہیں۔ اور ضعیف احادیث عند الفریقین فضائل و اعمال میں قبول ہیں۔

O- میاں نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں :-

حدیث ضعیف فضائل میں مقبول ہے۔ (فتاوی نذیریہ ص ۳۰۳ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

O- نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد لکھتے ہیں :-

احادیث ضعیفہ در فضائل و اعمال معمول بہا ست

(مسک الختام شرح بلوغ المرام ص ۵۷۲ جلد اول طبع بھوپال ۱۳۰۶ھ)

لعل دین نے زیر بحث روایات کو تو ضرب دی ذرا درج ذیل روایات کو بھی ضرب دیں۔

☆...... نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتا ہے :-

"ایک مسئلہ کا سیکھنا سکھانا ہزار رکعت نماز سے تطوعاً بہتر ہے"

(مناقب الخلفاء الراشدین ص ۸۱ طبع ۱۳۰۹ھ)

☆...... قاضی محمد سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں :-

حدیث شریف میں ہے۔ (کوئی حوالہ نہیں ، لعل دین کے لیے لمحہ فکریہ)

"سبحان اللہ نصف الایمان والحمد للہ یملاۃ"

سبحان اللہ کہنے سے میزان عمل آدھی بھر جاتی ہے اور الحمد للہ کا کہنا اسے کے پلڑے کو پورا بھر دیتا ہے۔ (شرح اسماء الحسنیٰ ص ۱۲۰ طبع لاہور)

بقول لعل دین ـ پھر نماز پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ آدھا پلڑا سبحان اللہ کہنے سے بھر گیا۔ اور آدھا

پڑا الحمد للہ کہنے سے۔

☆...... نیز قاضی صاحب لکھتے ہیں :۔

ترمذی میں روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: جو کوئی شخص ایک دن میں ۱۰۰ بار یہ وظیفہ کرے۔ اسے دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ سو نیکیاں اس کی لکھی جائیں گی۔ سو بدیاں مٹادی جائیں گی۔ اور اس روز اسے شیطان سے حفاظت ہوگی۔ اور اس روز اس سے اچھے عمل والا صرف وہی ہو گا جس نے یہ کلمات اس سے زیادہ کہے ہوں گے۔

" لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر "

(شرح اسماء الحسنیٰ ص ۱۲۷ طبع لاہور)

☆...... مولوی عبد السلام بستوی سابق شیخ الحدیث، دار القرآن والحدیث، دہلی لکھتے ہیں :۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مکہ پیدل حج کیا۔ اور پھر پیدل اپنے گھر واپس آیا تو اس کے ہر قدم کے بدلے میں سات سو نیکیاں ملیں گی۔ ہر ایک نیکی حرم کی نیکی کی مثل ہے۔ عرض کیا گیا حرم کی نیکی کیا ہے؟ فرمایا ہر نیکی لاکھ نیکی کے برابر ہے۔ (اسلامی تعلیم، حصہ چھٹا، ص ۱۷۸ طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

نمبر 2 :۔ لعل دین طنزاً لکھتا ہے :

"پہاڑ کی چوٹی پر اذان دے کر تنہا نماز پڑھنے والا جنتی ہو جاتا ہے۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۱۳) (فیضان سنت ص ۹۶۲)

☆...... قادری صاحب نے فیضان سنت ص ۹۶۲ پر درج ذیل سرخی لکھ کر

" پہاڑ کی چوٹی پر اذان دے کر تنہا نماز پڑھنے والا جنتی ہو جاتا ہے۔ "

اس کی اس طرح کچھ وضاحت کی ہے۔ پیارے اسلامی بھائیو! اس حدیث پاک سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ جماعت سے نماز پڑھنے سے تنہا نماز پڑھنا افضل ہے۔ ہر گز ایسا نہیں ہے۔ یہ فضیلت تو ایسے جنگل، بیابان اور پہاڑ وغیرہ کے لیے ہے کہ جہاں بندہ تنہا ہو۔ اور کوئی ایسی مسجد بھی نہیں کہ اس میں جا کر باجماعت نماز ادا کر سکے الخ۔ اور اس کے بعد ابوداؤد اور نسائی کی ایک حدیث بحوالہ مشکوٰۃ نقل کی ہے۔ جس کو لعل دین نے شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر کے بددیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔ فعل اور قول رسول ﷺ پر طنز کرنا سراسر منافقت ہے۔ جیسا کہ موصوف کے جد اعلیٰ ذوالخویصرہ نے نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں اس جرم کا عملی مظاہرہ کیا تھا۔ بخاری اور مسلم میں حدیث ہے۔

"رسول اکرم ﷺ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ تو ذوالخویصرہ نے کہا: یا رسول عدل کیجیے! حضور ﷺ نے فرمایا: تجھے خرابی ہو۔ میں نہ عدل کروں گا تو عدل کون کرے گا۔ حضرت عمر نے عرض کیا: مجھے اجازت دیجیے کہ اس منافق کی گردن مار دوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اسے

چھوڑ دو۔ اس کے اور بھی ہمراہی ہیں۔ کہ تم ان کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر دیکھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے اور ان کے گلوں سے نہ اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے۔"

حدیث مبارکہ :۔ حضور ﷺ نے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا! تیرا رب اس بکری کے چرواہے سے بہت خوش ہوتا ہے۔ جو پہاڑ کے کسی ٹکڑے کی چوٹی پر اذان پکارتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ (اپنے فرشتوں سے) فرماتا ہے۔ کہ میرے اس بندے کو دیکھو یہ نماز قائم کرتا ہے اور مجھ سے ڈرتا ہے۔ بے شک میں نے اپنے اس بندے کو بخش دیا اور اس کو جنت میں داخل کر دیا۔

(رواہ ابوداؤد والنسائی ۔ مشکوٰۃ ص ۶۵ طبع ملتان)

☆...... علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں :۔

امام ابوداؤد نے التزام کیا ہے اس بات کا کہ حدیث صحیح ہووے یا حسن۔ اور اسی واسطے یہ کتاب بعد صحیحین کے سب کتابوں سے زیادہ معتبر ہے۔

☆...... مولوی عبد القادر حصاروی غیر مقلد لکھتے ہیں :۔

سنن ابوداؤد، سنن نسائی، جامع ترمذی، مسند احمد بن حنبل، جامع الاصول، درجہ دوم کی کتب حدیث ہیں۔ ان کتابوں میں اکثر صحیح یا حسن حدیثیں ہیں۔ ضعیف حدیثیں قلیل ہیں۔ اور جو ہیں وہ ایسی ہیں جن پر اہل علم کا تعامل پایا جاتا ہے۔ (صحیفہ اہلحدیث کراچی، صفحہ نمبر ۱۷۳)

نمبر 3 :۔ لعل دین نے درج ذیل فقرات بغیر حوالہ جات کے لکھ کر حسب سابق بددیانتی کے مظاہرہ کیا ہے۔ اور یہ تاثر دینے کی ناپاک کوشش کی ہے کہ یہ فقرات قادری صاحب کے خود ساختہ ہیں۔ جبکہ فیضان سنت میں ان جملوں کے آگے شامی اور طحاوی کتب کا نام لکھا ہوا ہے۔ دیکھیے صفحہ نمبر ۹۱۵،۹۱۴۔

(۱) نماز فجر حضرت آدم نے صبح ہونے کے شکر میں ادا کی کیونکہ انہوں نے جنت میں رات نہ دیکھی تھی۔

(۲) نماز ظہر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جان گلو خلاصی ہونے اور دنبہ کی قربانی کرنے کے شکریہ میں ادا کی۔

(۳) نماز عصر حضرت عزیر نے پڑھی تھی۔ اس لیے کہ وہ سو برس کے بعد زندہ فرمائے گئے۔

(۴) نماز مغرب حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی توبہ قبول ہونے کے شکریہ میں پڑھی تھی۔ کیونکہ ان کی توبہ مغرب کے وقت قبول ہوئی تھی۔ چار رکعت کی نیت کی تھی مگر درمیان میں تین رکعت پر ہی سلام پھیر دیا۔

(۵) نماز عشاء ہمارے آقا ﷺ نے ادا فرمائی۔

اس روایت کو (جس کے یہ تمام جملے ہیں) امام ابی جعفر احمد بن محمد مصری طحاوی حنفی (م ۳۲۱ھ) نے اپنی مشہور تالیف "شرح معانی الآثار" جلد اول ص ۱۰۹، طبع ملتان پر اپنی مندرجہ ذیل سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ "حدثنی القاسم بن جعفر قال سمعت بحر بن حکم الکیسانی یقول سمعت ابا[1] عبدالرحمن عبید اللہ بن محمد ابن عائشۃ یقول ان آدم علیہ السلام لما تیب علیہ عند الفجر صلی رکعتین فصارت الصبح وفدی اسحق عند الظہر فصلی ابراہیم علیہ السلام اربعاً فصارت الظہر و بعث عزیر فقیل لہ کم لبثت فقال یوما فرأی الشمس فقال او بعض یوم فصلی اربع رکعات فصارت العصر وقد قیل غفر لعزیر علیہ السلام وغفر داؤد علیہ السلام عند المغرب فقام فصلی اربع رکعات فجہد مجلس فی الثالثۃ فصارت المغرب ثلثاً اول من صلی العشاء الآخرۃ نبینا ﷺ الخ۔

اس حدیث کی تائید درج ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ جس کو سیدنا عبدالقادر گیلانی نے نقل فرمایا ہے۔

روایت ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی نے خدا کے رسول ﷺ سے سوال کیا کہ سب سے پہلے صبح کی نماز کس شخص نے پڑھی۔ آپ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام نے۔ اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا اور خدا کے فضل سے انہوں نے نجات پائی تو اس وقت آپ نے ظہر کی نماز ادا کی۔ (غنیۃ الطالبین ص ۵۲۹، طبع لاہور ۱۳۹۳ھ از سیدنا عبدالقادر گیلانی (م ۵۶۱ھ))

کتب حدیث میں معانی الآثار کا مقام

علامہ بدرالدین حنفی عینی نے اس کو دوسری بہت سی کتب حدیث پر ترجیح دی ہے۔ فرماتے ہیں کہ "سنن ابی داؤد" جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ وغیرہ پر اس کی ترجیح اس قدر واضح ہے کہ اس میں شک کوئی ناواقف ہی کرے گا۔

علامہ ابن حزم ظاہری نے اپنے جمود و تشدد کے باوجود اس کو سنن ابی داؤد و سنن نسائی کے درجہ پر رکھا ہے۔ مولانا انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اس کا مرتبہ سنن ابی داؤد کے قریب ہے۔ کیونکہ اس کے رواۃ معروف ہیں اگرچہ بعض متکلم فیہ بھی ہیں۔ اس کے بعد ترمذی پھر ابن ماجہ کا درجہ ہے۔

(نظر المصنفین باحوال المصنفین ص ۱۹۸ طبع کراچی ۱۹۸۶ء)

نمبر 4: ابن لعل دین نے قادری صاحب کے رسالہ "نماز کا جائزہ" سے درج ذیل ایک عبارت بطور طنز

---

[1] ابو عبدالرحمن عبید اللہ بتصغیر العبد ابن محمد بن حفص بن عمر بن موسیٰ المعروف بابن عائشۃ و بالعیشی ثقۃ جواد ۱۲ (تقریب التہذیب)

نقل کی ہے: "اگر اپنے یا پرائے کم از کم ایک درہم کے نقصان کا خوف ہو مثلاً دودھ ابل جائے یا گوشت ترکاری روٹی وغیرہ جل جانے کا خوف ہو یا کم از کم ایک درہم کی کوئی چیز چور اچکا لے بھاگے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں .... ص ۱۱۵)
ان صورتوں میں نماز توڑ دینے کی اجازت ہے۔

یہ مسئلہ فقہ حنفی کی معتبر کتب "درمختار" اور عالمگیری میں موجود ہے۔

(بہار شریعت ص ۲۵۴ جلد اول طبع لاہور)

اگر اس کے خلاف کوئی دلیل ہو تو پیش کرو ورنہ خواہ مخواہ ایک فقہی مسئلہ پر طنز کرنے سے کیا فائدہ؟ خداوند قدوس سے ڈرو! کل بروز محشر اس کے ہاں کیا جواب دو گے؟

اعتراض: ابن لعل دین جدی نے بعنوان "پانچ مصنوعی نمازیں" لکھ کر چار طریقوں سے ماہ رمضان میں نوافل کی ادائیگی اور ان کا اجر "فیضان سنت" سے نقل کیا ہے اور پانچویں نماز صلوٰۃ الاسرار (نماز غوثیہ) تحریر کی ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا......... ص ۱۱۸ تا ۱۲۳)

اور کچھ آیات قرآنی صلوٰۃ الاسرار کے رد میں تحریر کی ہیں۔

الجواب: موصوف کا دعویٰ ہے کہ یہ نوافل مصنوعی "یعنی بناوٹی، موضوع" ہیں۔ مگر اس دعویٰ پر کوئی دلیل پیش نہیں کی کہ کس محدث اور عالم دین نے انہیں موضوع قرار دیا ہے۔ لامحالہ یہ روایات ضعیف ہیں۔ اور اعمال میں ضعیف روایات عند المحدثین اور خود غیر مقلد علماء کے نزدیک قابل قبول ہیں۔ دیکھئے: (۱) فتاویٰ نذیریہ ص ۳۰۳ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۱ء

(۲) مسک الختام شرح بلوغ المرام ص ۲۷۵ جلد اول طبع بھوپال ۱۳۰۲ھ

"نماز غوثیہ" کے متعلق ہم نے اوراق گذشتہ میں سیر حاصل بحث کر آئے ہیں۔ یہاں جو ابن لعل دین نے اس کے رد میں قرآنی آیات پیش کی ہیں ہم ان کی صحیح تفسیر پیش کرتے ہیں۔

پہلی آیت: "اقیموا الصلوۃ ولا تکونوا من المشرکین" (الروم - ۳۱)

نماز قائم کرو اور مشرک نہ ہو جاؤ۔

جواب: بے شک شرک سے بچنا ہر مومن کا کام ہے۔ مگر شرک کی تعریف وہ قابل قبول ہوگی، جو ائمہ ہدیٰ نے کی ہے۔ نہ کہ ابن لعل دین اور فرقہ نجدیہ نے۔ جس کی وجہ سے عامۃ المسلمین تو در کنار عالم اسلام کی عظیم ہستیاں مشرک قرار پاتی ہیں۔ شرک کا صحیح مفہوم ہم اوراق گذشتہ میں بیان کر آئے ہیں۔

دوسری آیت: "والٰھکم الہ واحد لا الہ الا ھو الرحمٰن الرحیم" (البقرۃ)

لوگو! تمہارا صرف ایک ہی معبود ہے۔ اس کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں۔ وہ بہت رحم کرنے والا ہے

<u>اہل سنت وجماعت کا عقیدہ</u> ہے کہ صانع عالم جل جلالہ واجب الوجود ازلی ابدی ہے۔ کوئی مثل نہ ذات میں ہے نہ صفات میں۔ وجوب وجود، استحقاق عبادت، خالقیت باختیار خود تدبیر کائنات کلی وجزوی اس کی ذات مقدس سے مختص ہیں۔

بے شک یہ آیت کریمہ ہمارے عقیدہ کی ترجمانی کرتی ہے۔ اس آیت مبارکہ کو اہل سنت و جماعت کے خلاف پیش کرنا جہالت ہے۔

آیت نمبر3 :- "ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم۔" (اعراف: ۱۹۴)

(اے کفار) بے شک وہ جنہیں تم پوجتے ہو اللہ کے سوا بندے ہیں تمہاری طرح۔

تدعون کا مفہوم :- تمام مقتدمین مفسرین نے جہاں کہیں بھی مشرکین کا بتوں کو دعا کرنے کا قرآن میں ذکر آیا ہے۔ دعا کا معنی عبادت سے کیا ہے۔

تدعون = ای تعبدون وقیل تدعونہا الہۃ (تفسیر قرطبی)

// = ای تعبدونہم آلہۃ (تفسیر بیضاوی، مظہری)

ان الذین تدعون ایہا المشرکون الہۃ من دون اللہ وتعبدونہا۔ (تفسیر ابن جریر)

آج کل بعض لوگ ان کلمات کے مفہوم کو صحیح نہ سمجھ سکنے کے باعث جمہور اہل اسلام کی تکفیر اور ان کو مشرک ثابت کرنے میں اپنی زبان وقلم کا سارا زور صرف کر رہے ہیں۔ جیسا کہ ان لعل دین کی مثال ہمارے سامنے ہے۔

<u>لفظ دعا کی تحقیق</u> :-

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں دعا کی دو قسمیں ہیں۔ ایک دعا بمعنی' عبادت ہے اور ایک دعا بمعنی' سوال ہے۔ عبادت کرنے والے کو بھی داعی کہتے ہیں اور سائل کو بھی داعی کہا جاتا ہے۔ (جلاء الافہام)

اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت کرنا شرک ہے۔ لیکن کسی سے مانگنا یا سوال کرنا شرک نہیں۔ جن لوگوں نے قرآن حکیم میں کبھی غور کیا ہے۔ ان پر مخفی نہیں کہ کفار ومشرکین کا اپنے بتوں کے متعلق کیا عقیدہ تھا؟ وہ بتوں کو الٰہ مانتے تھے۔ اور ان کی عبادت کیا کرتے تھے۔ قرآن کریم میں ہے۔

"انہم کانوا اذا قیل لہم لا الہ الا اللہ یستکبرون ٥ ویقولون أئنا لتارکوا الہتنا لشاعر مجنون" (صافات)

جب انہیں کہا جاتا ہے کہ کہو لا الہ الا اللہ تو وہ غرور کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کیا ہم ایک شاعر مجنون کے کہنے پر اپنے الہۃ (خداؤں) کو چھوڑ دیں۔

اگر آج بھی کوئی کسی کو الٰہ مانے اور اسکی عبادت کرے خواہ جس کو الٰہ مان رہا ہے اور عبادت

کرتا ہے۔ انسان ہو یا غیر انسان، زندہ ہو یا مردہ، اس کو پکارنا خواہ دور سے ہو یا نزدیک سے شرک ہے۔ لیکن کسی کو محض ندا کرنا جبکہ منادی کے متعلق ندا کرنے والے کا یہ عقیدہ نہ ہو شرک نہیں۔ اور اس کو بھی شرک قرار دینا بہت بڑی جسارت اور زیادتی ہے۔ حقیقت یہ کہ جو دعا (پکارنا) شرک ہے وہ ہر حال میں شرک ہے اور جو شرک نہیں وہ کسی حال میں شرک نہیں۔ انسان اور غیر انسان، زندہ و فوت شدہ، نزدیک اور دور کی قیود سب من گھڑت ہیں۔ آپ غور کیجئے اگر دور سے پکارنا ہی شرک ہو تو کیا کسی بت کے پاس بیٹھ کر اسے پکارنا شرک نہیں ہوگا؟ اگر آپ کہیں کہ کیونکہ یہ بے جان ہیں اس لیے ان کو نزدیک سے پکارنا بھی شرک ہے۔ تو آپ کا ان لوگوں کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو زندہ فرعون کی اس کے سامنے کھڑے ہو کر پرستش اور عبادت کیا کرتے تھے۔ اور اس کے روبرو اس سے فریاد کیا کرتے تھے۔ یقیناً وہ بھی مشرک تھے اگرچہ دور سے پکار نہیں رہے تھے۔ اگرچہ وہ بے جان کو پکار نہیں رہے تھے۔

تو جو چیز مابہ الامتیاز ہے وہ یہ ہے کہ پکارنے والا جس کو پکار رہا ہے۔ اس کے متعلق اس کا عقیدہ کیا ہے؟ اگر وہ اس کو الٰہ، معبود اور خدا یقین کرتا ہے تو یہ شرک ہے خواہ دور سے ہو یا نزدیک سے۔ وہ زندہ ہو یا مردہ۔ قرآن کریم نے بارہا اس بات کی تصریح کی ہے۔ لا تدعون مع اللہ الہا آخر. کسی کو اللہ کے ساتھ خدا سمجھ کر مت پکارو۔

جب خدا کے یہ مقرب بندے (انبیاء کرام، اولیاء عظام) مظہر خدا ہو کر کمال انسانیت کے اس مرتبہ پر فائز ہوتے ہیں۔ جس کے لیے ان کی تخلیق ہوئی تھی۔ تو صفات الٰہیہ سے وہ بندے منور ہو جاتے ہیں۔ سمیع وبصیر کا مظہر ہو کر مخلوق کو نفع پہنچانے والے ہیں اور بارگاہ رب العزت میں دعائیں کر کے رب کو راضی کرنے کی صلاحیتیں رکھنے والے ہیں۔ ان میں مشکل کشائی کی قدرتیں بھی ہیں، دور سے دیکھنے کی قدرتیں بھی اور بعید کی آواز کو بھی سن سکتے ہیں۔

لہذا!! وہ آیات جو مشرکین عرب کے حق میں نازل ہوئیں۔ ان کو اہل اسلام پر چسپاں کرنا خارجیوں کا شیوہ ہے۔ بخاری شریف میں ہے۔

"وکان ابن عمر یراہم شرار خلق اللہ تعالیٰ وقال انہم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوہا علی المؤمنین۔" (بخاری شریف ص ۱۰۲۴، جلد دوم باب قتال الخوارج)

<u>عباد امثالکم (تمہارے جیسے بندے) کی تشریح</u> :- امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔ کہ مشرکین کہ تو بتوں کے پرستار تھے اور بت پتھر اور لکڑی کے بے جان مجسمے ہوا کرتے تھے۔ ان کو عباد امثالکم کیوں کہا گیا؟ امام صاحب نے اس کے متعدد جواب دیے ہیں۔ (۱) کیونکہ مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ زندہ ہیں اور سنتے اور سمجھتے ہیں۔ اس لیے ان کے اعتقاد کے مطابق ان سے بات کی گئی اور ان

ساری آیتوں میں یہی اسلوب اختیار کیا گیا۔ (۲) یہ الفاظ بطور استہزاء استعمال کئے گئے ہیں۔ یعنی اے عقل کے دشمنو! اگر تمہاری بات ایک منٹ کے لیے مان بھی لی جائے کہ یہ زندہ ہیں اور سنتے سمجھتے ہیں تو پھر بھی زیادہ سے زیادہ یہ تمہاری طرح انسان ہی ہوں گے۔ یہ آخر خدا کیونکر ہو گئے؟ اور اپنے جیسے کی بندگی کا پٹہ گلے میں ڈالنا کہاں کی دانشمندی ہے؟ (تفسیر کبیر، سورۃ اعراف)

علامہ قرطبی نے بتوں کو عباد کہنے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ وہ بھی تمہاری طرح اس کے مملوک ہیں۔ اور تمہاری طرح اس کے پیدا کردہ ہیں۔ (تفسیر قرطبی، سورۃ اعراف)

علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں۔ محض صوری مشابہت کی وجہ سے ان بتوں کو آیت "ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم۔" (۷-۱۳) (مشرکو) جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو تمہاری طرح کے بندے ہی ہیں۔ میں عباد امثالکم کہدیا ہے۔ حالانکہ وہ بے جان مجسمے تھے۔ (مفردات القرآن ص ۱۱۵۶ طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

نیز ملاحظہ ہو، تفسیر نسفی جلد ۲، تفسیر ابن جریر جلد ۹، تفسیر خازن جلد ۲۔

آیت نمبر ۴:- " ادعونی استجب لکم (المومن ۶۰)

مجھے پکارو، میں جو ہوں تمہاری پکار قبول کرنے والا۔

اہل سنت و جماعت، براہ راست اور انبیاء و اولیاء کے وسیلہ سے دعا مانگنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اس لیے ہمارے عقیدہ کے خلاف اس آیت کو پیش کرنا نادانی ہے۔

آیت نمبر ۵:- "اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ھل من شرکائکم من یفعل من ذالکم من شیء ۵ سبحانہ و تعالیٰ عما یشرکون ۵

ہمارا عقیدہ ہے:

O- صانع عالم جل جلالہ واجب الوجود ابدی ازلی ہے۔ کوئی مثل نہ ذات میں ہے نہ صفات میں۔ وجوب وجود، استحقاق عبادت، خالقیت باختیار خود تدبیر کائنات کلی و جزوی اس کی ذات مقدس سے مختص ہے۔ شفائے مریض، عطائے رزق، ازالہ تکالیف و مصائب بطور استقلال و خلق اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ پس اس آیت کو اہلسنت کے عقائد کے خلاف پیش کرنا کم عقلی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا سوال اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جواب

"اور جب پوچھے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو معبود بنالو؟ عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ سبحان اللہ! میرا یہ کام نہ تھا کہ میں وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا۔ اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا۔" (المائدۃ)

جمہور مفسرین کا قول یہ ہے کہ یہ سوال و جواب قیامت کے دن ہوگا۔ اس سے پہلی آیت یوم یجمع الخ اور بعد کی آیت یوم ینفع الخ اس کی موید ہیں۔

سوال ہمیشہ اس لیے نہیں کیا جاتا کہ سائل کو اس چیز کا علم نہیں بلکہ سوال دوسرے فوائد کے لیے بھی ہو سکتا ہے۔ یہاں اس استفسار سے مقصود یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ان کروڑوں آدمیوں کو اپنی فحش غلطی پر آگاہ کیا جائے جس میں مبتلا ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا شریک خدا یا فرزند خدا بنائے ہوئے ہیں۔

مسیحی دنیا میں حضرت مریم کی پرستش کوئی پوشیدہ امر نہیں۔ وہ ان کے قد آدم مجسمے بنا کر اپنے گرجاؤں کی محرابوں میں رکھتے ہیں اور تمام رسوم پرستش کی بجالاتے ہیں۔ (جبکہ کوئی مسلمان ایسا نہیں کرتا)

اعتراض:- "قضائے عمری" کی نماز ادا کرنے سے زندگی بھر کی ترک شدہ نمازوں کی تلافی ہو جاتی ہے۔ الخ (تجسس: میٹھی میٹھی سنتیں یا .... ص ۱۳۴)

الجواب:- یہ قادری صاحب پر بہتان عظیم ہے۔ جبکہ قادری صاحب نے صراحتاً تحریر فرمایا ہے۔

" رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو شب قدر میں بعض لوگ باجماعت قضائے عمری پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضائیں اس ایک نماز سے ادا ہو گئیں۔ یہ باطل محض ہے۔" (نماز کا چوہدری مع نماز کا طریقہ ص ۵۸ طبع کراچی)

☆...... قادری صاحب کے دادا پیر مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

(بروز جمعہ آخری رمضان شریف قضائے نماز تمام عمر بہ نیت قضائے عمری خواہد کہ ادا شد) ایں طریقہ کہ بہر تکفیر صلوٰت فائتہ احداث کردہ اند بدعتے شنیعہ در دین نہادہ اند۔ حدیثیں موضوع و فعلش ممنوع و ایں نیت و اعتقاد باطل و مرفوع اجماع مسلمین بر بطلان ایں جہالت شنیعہ و جہالت قطعیہ قائم است۔ حضور پر نور سید المرسلین ﷺ فرمودہ اند "من نسی صلاۃ فلیصلھا اذا ذکرھا لا کفارۃ لھا الا ذالک" ہر کہ نمازے فراموش کرد چوں یاد آید آں نماز باز گزارد و جز ایں مر او را کفارہ نیست۔ (اخرجہ احمد و البخاری و مسلم) (فتاویٰ رضویہ ص ۶۳۲ جلد ۳ طبع لائل پور ۱۳۹۳ھ)

☆...... مولانا حکیم محمد امجد علی صاحب بہار شریعت فرماتے ہیں:-

قضائے عمری کہ شب قدر یا آخر جمعہ رمضان میں جماعت سے پڑھتے ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضائیں اس ایک نماز سے ادا ہو گئیں یہ محض باطل ہے۔ (بہار شریعت ص ۲۹۶ جلد اول طبع لاہور)

ایک فقہی مسئلہ:- قادری صاحب نے قضا شدہ نمازوں کے ادا کرنے کے متعلق ایک فقہی مسئلہ بیان کیا ہے۔ ابن لعل دین کی علمی قابلیت کو داد دیجئے کہ وہ فقہ کی اردو کی ایک عبارت سمجھنے سے قاصر ہے۔ اور موصوف نے اپنی ناسمجھی کی بنا پر مختلف شکوک و شبہات قائم کر کے عوام الناس کو قادری صاحب سے متنفر کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ اور سوقیانہ زبان استعمال کی ہے۔ ہم اس مسئلہ کی صحیح تصویر قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس پر قضا نمازیں زیادہ ہوں۔ وہ ان کی نیت کیوں کر کرے اور قضا میں کیا کیا نماز پھیری جاتی ہے۔ اور جس کے ذمہ قضائیں بہت کثیر ہوں (یعنی جس نے کبھی نماز ہی نہ پڑھی ہو اور اب توفیق ہوئی ہو) جن کی ادا سخت دشوار ہے۔ تو آیا اس کے لیے کوئی تخفیف نکل سکتی ہے؟ جس سے ادا میں آسانی ہو جائے کہ ادا میں جلدی منظور ہے کہ موت کا وقت معلوم نہیں۔

الجواب :- جس نے کبھی نمازیں ہی نہ پڑھی ہوں اور اب توفیق ہوئی اور قضا عمری پڑھنا چاہتا ہے۔ وہ جب سے بالغ ہوا ہے۔ اس وقت سے نمازوں کا حساب لگائے اور تاریخ بلوغ بھی نہیں معلوم تو احتیاط اسی میں ہے کہ عورت نو سال کی عمر سے اور مرد بارہ سال کی عمر سے نمازوں کا حساب لگائے۔

قضا ہر روز کی نماز کی فقط بیس رکعتوں سے ہوتی ہے۔ دو فرض فجر کے، چار ظہر، چار عصر۔ تین مغرب۔ چار عشاء، تین وتر کے (بیس رکعت)۔ قضا میں یوں نیت کرنی ضروری ہے۔ کہ نیت کی میں نے پہلی فجر کی جو مجھ سے قضا ہوئی یا پہلی ظہر جو مجھ سے قضا ہوئی۔ اسی طرح ہمیشہ ہر نماز میں کیا کرے۔ اور جس پر قضا نمازیں بہت کثرت سے ہوں۔ وہ آسانی کے لیے اگر یوں بھی ادا کرے تو جائز ہے۔

(۱) کہ ہر رکوع میں اور ہر سجدہ میں تین تین بار سبحان ربی العظیم، سبحان ربی الاعلیٰ کی جگہ صرف ایک بار کہے۔...... دوسری تخفیف یہ ہے کہ فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ تین بار کہہ کر رکوع میں چلے جائیں۔...... یہ تخفیف فقط فرضوں کی تیسری، چوتھی رکعت میں ہے۔ وتروں کی تینوں رکعتوں میں الحمد اور سورت دونوں ضروری پڑھی جائیں گی۔ تیسری تخفیف پچھلی التحیات کے بعد دونوں درودوں اور دعا کی جگہ صرف اللّٰھم صل علی محمد و آلہ کہہ کر سلام پھیر دے۔ چوتھی تخفیف وتروں کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کی جگہ اللہ اکبر کہہ کر فقط ایک یا تین بار "رب اغفرلی" کہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

○-- فتاویٰ رضویہ ص ۶۲۳ جلد ۳ طبع لاہور
○-- احکام شریعت ص ۱۳۰ حصہ دوم طبع کراچی)
○-- نماز کا پورا مع نماز کا طریقہ از قادری صاحب ص ۵۸ تا ۶۰

اگر ابن لعل دین کے نزدیک سوال مذکورہ کا یہ جواب درست نہیں ہے تو کتاب و سنت کی روشنی میں اس کا صحیح جواب تحریر کرے۔ خواہ مخواہ عوام الناس کو پریشان کرنا عقلمندی نہیں بلکہ جہالت ہے۔

اعتراض :- فحش بات کرنے، گالی دینے، جھوٹ بولنے یا غیبت کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔
(میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۲۷)

الجواب :- یہ فقہ حنفی کا مسئلہ ہے اگر یہ درست نہیں تو کتاب اللہ اور حدیث صریحہ مرفوعہ سے اسکی تردید کیجئے۔ فقط سوقیانہ گفتگو سے کام نہیں چلے گا۔ علمی میدان ہے۔ تحقیقی بات کرو۔

☆...... محمد بن عبدالوہاب نجدی لکھتا ہے:-

وضو آٹھ چیزوں سے ٹوٹتا ہے۔

(۱)۔۔ سبیلین سے کسی چیز کا خارج ہونا۔ (۲)۔۔ بدن سے کسی چیز کا حد سے زیادہ نکلنا
(۳)۔۔ نیند یا کسی بھی وجہ سے عقل کا زائل ہو جانا۔ (۴)۔۔ شہوت سے عورت کو چھونا۔
(۵)۔۔ ذکر یا عضو خاص کو ہاتھ لگانا۔ (۶)۔۔ میت کو غسل دینا۔
(۷)۔۔ اونٹ کا گوشت کھانا۔ (۸)۔۔ مرتد ہو جانا۔
(رسالہ احکام الصلوٰۃ ص ۵۰۳ طبع لاہور)

معلوم ہوا کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے نزدیک فحش بات کرنے، گالی دینے، جھوٹ بولنے یا غیبت کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ قادری صاحب پر اعتراض کرنے سے پہلے محمد بن عبدالوہاب نجدی کا ماتم کیجئے۔

اعتراض :- ابن لعل دین درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"بچے کا پیشاب"

قادری صاحب حدیث کی مخالفت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: " عوام میں مشہور ہے کہ دودھ پینے والے بچے کا پیشاب پاک ہے۔ یہ بالکل بے اصل بات ہے۔ بچہ کتنا ہی چھوٹا ہو، لڑکا ہو یا لڑکی ہو (اگر وہ) ہوتے ہی پیشاب کر دے، ناپاک ہے۔"
حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالیشان اس کے بالکل الٹ ہے۔ آپ نے فرمایا: شیر خوار بچی کے پیشاب سے کپڑے کو دھویا جائے گا جبکہ بچے (لڑکے) کے پیشاب کرنے پر صرف چھینٹے مارنا ہی کافی ہے۔ (نہ کہ اس کو دھویا جائے) بلوغ المرام۔
(میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۲۷)

الجواب :- حضرت امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:
" اخبرنا مالک اخبرنا ھشام بن عروہ عن
مالک بن انس۔ ہشام بن عروہ اپنے والد عروہ بن زبیر

ابیه عن عائشة انها قالت اتی النبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں۔ کہ بصبی فبال علی ثوبه فدعا بماء فاتبعه ایاہ"۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بچہ لایا گیا اس نے آپ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگا کر اس پر بہا دیا

(موطا امام محمد ص ۴۹ طبع کراچی)

لئن لعل دین کی پیش کردہ حدیث کا جواب :-

"قال رسول اللہ ﷺ یغسل من بول الجاریة و یرش من البول الغلام ۔(بلوغ المرام ص ۱۲ حصہ اول)
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دھویا جاوے پیشاب لڑکی کے سے اور پانی چھڑکا جاوے پیشاب لڑکے کے سے۔ (ترجمہ مولوی عبد التواب ملتانی غیر مقلد)

اس باب میں مختلف مندرجہ ذیل الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

الرش ۔ والنضح ۔ والصب واتباع الماء الکل اخرجه فی " صحیحه "
(مسلم ص ۱۳۹ جلد اول)

اس لیے جب تمام احادیث جن میں یہ مختلف الفاظ مرقوم ہیں ان کو تطبیق دی جاوے گی تو من جملہ ان الفاظ کا معنی "پانی بہانا ہوگا، نہ کہ چھڑکنا" تشریح ملاحظہ ہو۔

"حنفیہ کے نزدیک اس حدیث میں " النضح " کے معنی پانی ڈالنے کے ہیں چھڑکنے کے نہیں۔ چنانچہ دوسری حدیثوں میں اسکی تعبیر موجود ہے۔ مسلم میں ہے۔ " عن عائشة قالت اُتی رسول اللہ ﷺ بصبی یرضع فبال فی حجرہ فدعا بماء فصبه علیه "یعنی عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک لڑکا دودھ پیتا لایا گیا۔ اس نے آپ کی گود میں پیشاب کر دیا۔ پس آپ نے پانی منگوایا۔ پس ڈال دیا اس پر۔ انتہی۔ اور دوسری حدیث مسلم کی روایت میں ہے۔ "فنضحه علی ثوبه ولم یغسله غسلا" یعنی پس ڈالا اس پانی کو اس پر اور نہ دھویا اسکو دھونا۔ انتہی۔ اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دھونے میں مبالغہ جیسے اور نجاستوں میں کیا جاتا ہے نہیں کیا کیونکہ مفعول مطلق واسطے تاکید فعل کے واقع ہوا ہے۔ اسکی نفی سے فقط خفیف دھونا باقی رہتا ہے۔ اور بخاری میں ہے۔ "عن عائشة ام المؤمنین انها قالت اُتی رسول اللہ ﷺ بصبی فبال علی ثوبه فدعا بماء فاتبعه ایاہ" یعنی عائشہ سے روایت ہے کہ کہا انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک لڑکا لایا گیا اس نے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگوایا پس بہایا اس کو کپڑے پر۔ انتہی۔ اور شرح معانی الآثار میں ہے۔ "عن عائشة قالت کان رسول اللہ ﷺ یؤتی بالصبیان فیدعو لهم فاتی بصبی مرة فبال فقال صبوا علیه الماء صبا" یعنی عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لڑکے لائے جاتے تھے۔ پس

آپ ان کے واسطے دعا فرماتے تھے۔ پس ایک بار ایک لڑکا لایا گیا۔ اس نے پیشاب کر دیا۔ پس فرمایا آپ نے اس پر خوب پانی ڈالدو۔ انتہی۔ اور دوسری روایت میں ہے "فاتبعه الماء" یعنی اس پر پانی بہا دیا۔ انتہی۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نضح کے معنی پانی ڈالنے کے ہیں چنانچہ شرح معانی الآثار میں لکھا ہے۔ "واتباع الماء حکمه حکم الغسل الا ترى ان رجلا لو اصاب ثوبه عذرة فاتبعها الماء حتى ذهب بها فان ثوبه قد طهر وعن ام الفضل قلت یا رسول اللہ اعطنی ازارک اغسله قال انما یصب علی بول الغلام و یغسل من بول الجاریة فهذه ام الفضل فی حدیثها هذا انما یصب علی بول الغلام وفی حدیثها الذی ذکرناه فی الفصل الاول انما ینضح من بول الغلام فثبت ان النضح الذی اراد به فی الخبر الاول هو الصب الذی یکون حتی لا یتضاد الآثار فثبت بهذه الآثار ان حکم بول الغلام هو الغسل الا ان ذلک الغسل یجزی فیه الصب وحکم ذلک ان النضح عندهم هو الصب وهذا قول ابی حنیفة و ابی یوسف و محمد" یعنی بہانا پانی کا حکم اسکا حکم دھونا ہے۔ کیا نہیں معلوم کہ اگر کسی شخص کے کپڑے پر گندگی لگ جائے پس وہ شخص پانی اس پر ڈال دے یہاں تک کہ وہ نجاست زائل ہو جاوے پس تحقیق کپڑا اس کا پاک ہو جائے گا۔ اور ام فضل سے روایت ہے پس کہا میں نے یا رسول اللہ! اپنا تہبند مجھے دیجیے اسے دھو دوں فرمایا پانی ڈالا جاتا ہے لڑکے کے پیشاب پر اور دھویا جاتا ہے پیشاب لڑکی کا۔ پس یہ ام فضل ہیں جن سے یہ روایت ہے اور انھیں کی حدیث میں جو پہلی فصل میں مذکور ہوئی نضح کا لفظ ہے پس ثابت ہوا کہ اول حدیث میں نضح سے مراد پانی ڈالنا ہے تاکہ دونوں حدیثیں متضاد نہ ہو جائیں پس ان تمام حدیثوں سے ثابت ہوا کہ لڑکے کے پیشاب کا حکم بھی دھونے کا ہے مگر اس دھونے کو فقط پانی ڈالدینا کافی ہو جاتا ہے پس دلالت کی اس نے کہ نضح نزدیک ان کے بمعنی صب یعنی پانی ڈالنے کے ہے اور یہی مذہب امام صاحب اور امام ابو یوسف اور امام محمد کا ہے۔ انتہی۔

پس یہ مضمون مخالف حدیث شریف کے کہاں ہوا؟ بے سمجھے بوجھے اعتراض کر دیا۔ معترض کو پہچاننا کام ہے عاقلوں کا نہ ناقلوں کا۔

(فتح المبین از مولانا منصور علی مراد آبادی ص ۵۸، ۶۰ طبع گوجرانوالہ ۱۹۸۶ء)

☆..... مولانا عبد الحئی لکھنوی فرماتے ہیں:

"نضح کے معنی چھینٹا دینا اور دھونا دونوں معنی آتے ہیں۔ امام شافعی وغیرہ یہاں چھینٹا دینا مراد لیتے ہیں لیکن امام ابو حنیفہ یہاں اس کے معنی دھونے کے لیتے ہیں۔ جیسا کہ ترمذی کی روایت میں ہے۔ آپ نے مذی کے لیے فرمایا" والنضح وتوضاء" یہاں نضح کے معنی بالاتفاق غسل کے ہیں اور

"ولم یغسلہ" کے معنی دھونے میں مبالغہ نہیں کیا۔

(موطا امام محمد عربی محشی مولانا عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمۃ)

اعتراض :- ان لعل دین درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

شیطان کا پنکھا

وضو کے بعد ہاتھ نہ جھٹکئے کہ یہ شیطان کا پنکھا ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا..........ص ۱۲۷)

الجواب :- یہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان عالی ہے اور اس پر طنز کرنا بد بختی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ "قال رسول اللہ ﷺ اشربوا اعینکم الماء هذا الوضوء ولا تنفضوا ایدیکم من الماء فانها مراوح الشیطان۔"

(رواہ ابو یعلیٰ وابن عدی فی کامل، الجامع الصغیر مع فیض القدیر ص ۵۲۲ جلد اول طبع بیروت از امام سیوطی (م ۹۱۱ھ)

نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ "اذا توضا تم فاشربوا اعینکم الماء من الوضوء، ولا تنفضوا ایدیکم فانها مراوح الشیطان" (رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس)

اعتراض :- (دعوت اسلامی والے) جن کا ورد وہ چلتے پھرتے کرتے ہیں ان میں سے ایک لفظ "مکہ" اور "مدینہ" خاص طور پر شامل ہیں.......... (مدینہ عربی کا لفظ ہے جس کے معنی شہر کے ہیں.....اسی طرح لفظ مکہ ہے۔) الخ (میٹھی میٹھی سنتیں یا..........ص ۱۴۸)

الجواب :- ہم "مکہ" اور "مدینہ" وظیفہ کے طور پر نہیں پڑھتے۔ بلکہ آقائے نامدار ﷺ کی نسبت سے ان کو یاد کرتے ہیں۔ کیونکہ مکہ میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اور مدینہ منورہ میں آپ کا روضۂ اقدس ہے۔ اور اہل محبت پر یہ بات مخفی نہیں کہ جس کو جس سے محبت ہوتی ہے اس کو ان تمام چیزوں سے محبت ہوتی ہے جس کی نسبت محبوب کی طرف ہوتی ہے۔

مکہ معظمہ کی فضیلت :

علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (یعنی قرآن کریم میں) کسی نبی کی رسالت کی قسم یاد نہ فرمائی۔ بجز نبی کریم ﷺ کے اور سورۃ مبارکہ "لا اقسم بهذا البلد و انت حل بهذا البلد" قسم ہے مجھے شہر (مکہ) کی کیونکہ آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و تکریم کی زیادتی ہے کہ حق تعالیٰ نے قسم کو اس شہر سے جس کا نام بلد حرام اور بلد امین ہے مقید فرمایا ہے۔ اور جب سے حضور اکرم ﷺ نے اس شہر میں نزول اجلال فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شہر معزز و مکرم ہو گیا اور اسی مقام سے یہ مثل مشہور ہوئی کہ "شرف المکان بالمکین" یعنی مکان کی بزرگی رہنے والے سے ہے۔ (مدارج النبوۃ ص ۱۲۷ جلد اول طبع کراچی)

مدینہ منورہ کی فضیلت :

لغت میں مدینہ ایسے مقام کو کہتے ہیں جو مکانات اور کثرت عمارات میں قریہ کی حد سے تجاوز کر گیا ہو۔ اور شہر کے درجہ کو پہنچ گیا ہو۔ اور اب مدینہ نام مدینہ رسول ﷺ کا ہو گیا ہے۔ چنانچہ اگر مطلقاً مدینہ ذکر کرتے ہیں تو یہی شہر معظم مراد ہوتا ہے۔ اہل عرب اپنے محاورہ میں الف لام کے ساتھ المدینہ بولتے ہیں۔ حسن باطنی بوجہ وجود حضرت خاتم النبیین ﷺ کی ذات اقدس کے جو شاہد و مشہود پروردگار عالم کا ہے اور مقصود تمام نیکوں کا اور وجود آل و اصحاب اور آپ کے متبعین کا کہ جامع تمام برکات اور جمیع کرامات کے ہیں یہ سب خوبیاں و عظمتیں اسی مدینہ پاک کی سرزمین کو حاصل ہیں۔

و من مذهبی حب الدیار لاهلها

و للناس فیما یعشقون مذاهب

(ترجمہ) میرا مذہب ہے کہ محبت مکان اس کے ساکنان کی وجہ سے ہے اور اسی واسطے ان لوگوں کے جو عشق رکھتے ہیں مختلف مذاہب ہیں۔

قول فیصل

ہمیں اس عقیدے پر قائم رہنا چاہیے کہ جناب رب ذوالجلال کی فضیلت کے بعد ساری فضیلت جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے۔ اور ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ ہر چیز پر ہر وجہ اور ہر جہت سے حضور ﷺ ہی کو فضیلت دے۔ اس میں کچھ لحاظ نہ کرے باقی جتنی چیزیں ہیں ان کی فضیلت نسبتی ہے۔ جتنی نسبت آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہے اتنی ہی اسکی فضیلت ہے مکہ معظمہ ہو خواہ مدینہ منورہ اگر مکہ آپ کا جائے پیدائش ہے تو مدینہ منورہ آپ کا مسکن ہے۔ اس لیے حکم الٰہی کے تابع رہنا چاہیے اور اس کے حبیب ﷺ کی محبت میں کوئی جھگڑا نہ کرنا چاہیے۔ مکہ میں اس کے امر کا ملاحظہ دیکھو اور ہر جگہ نور محمد ﷺ کا مشاہدہ کرتا رہ۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۹، ۱۳، ۱۹، طبع کراچی از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

اسی لیے جب مکہ اور المدینہ دونوں اسمائے پاک لیے جاتے ہیں تو عاشقان رسول کو اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے۔

اعتراض :- حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ انہوں نے بڑی ہوئی کن کثرت حکایتیں بنا رکھی ہیں جن کی بنا پر ان کو حج کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ان کے پاس بعض ایسے معمولی سے کام ہیں جن کو کر کے وہ چند منٹ میں ہی کئی کئی حج کا ثواب حاصل کر لیتے ہیں۔ الخ

(میٹھی میٹھی سنتیں یا..........ص ۱۳۵)

الجواب :- یہ محترم قادری صاحب اور دعوتِ اسلامی پر بہتان عظیم ہے۔

ہمارے نزدیک حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ معظمہ کے طواف کے اور اس کے لیے ایک خاص وقت مقرر ہے کہ اس میں یہ افعال کئے جائیں تو حج ہے۔ اس کی فرضیت قطعی ہے جو اس کی فرضیت کا انکار کرے کافر ہے مگر عمر میں صرف ایک بار فرض ہے۔

(عالمگیری، در مختار، بہار شریعت ص ۸۲ ۳ جلد اول)

یاد رکھیں ایک ہوتا ہے حج کی ادائیگی۔ اور ایک ہوتا ہے حج کا ثواب۔ بعض نیک اعمال ایسے ہوتے ہیں جن کو خلوص دل سے ادا کرنے سے حج وغیرہ کا ثواب ملتا ہے۔ نہ کہ ان اعمال کی بجا آوری پر فریضہ حج ادا ہو جاتا ہے۔ چند ایک احادیث ملاحظہ ہوں:

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو پاک ہو کر اپنے گھر سے نکلے اور مسجد قبا میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے تو اسکو عمرے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (مسند احمد۔ ص ۴۸۷ جلد سوم)

(نسائی کتاب المساجد فضل مسجد قبا ص ۳۷ جلد دوم) (ابن ماجہ باب الصلوٰۃ فی مسجد قبا)

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب شخص جمعہ کے دن اچھی طرح نہا دھو کر سویرے ہی پیدل چلے اور اول وقت مسجد پہنچ جائے اور امام کے پاس بیٹھ کر خطبہ کو توجہ سے سنے اور کوئی لغو اور بیکار حرکت نہ کرے تو اس کو ہر ہر قدم کے بدلے سال بھر کے روزوں اور سال بھر تک پوری رات عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (ابوداؤد، باب الجمعہ)

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو خدمت گزار بیٹا اپنے والدین پر رحمت و شفقت سے نظر ڈالتا ہے تو ہر نظر کے بدلے ایک حج مقبول کا ثواب پاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگر وہ دن میں سو بار نظر کرے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں سو مرتبہ (یعنی اس کو سو مقبول حج کا ثواب ملے گا) (مشکوٰۃ ص ۴۲۱ بحوالہ شعب الایمان بیہقی)

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اشراق کی دو رکعت پڑھے اسے حج و عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

(ترمذی جلد ۲)

قادری صاحب نے درج ذیل جو نوافل کے طریقے نقل کئے ہیں۔ ان کا مقصد فقط یہ ہے کہ ان نوافل کی ادائیگی سے اتنے حج کا ثواب ہوگا نہ کہ ان کے اتنے حج ادا ہوں گے۔

○ —— جو شخص رمضان المبارک کی ہر رات میں دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ وہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے ہر رکعت کے عوض اس کو ایک مقبول حج کا ثواب ملتا ہے۔

○ —— حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص پانچ وقت نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے اللہ تعالیٰ اس کو ستر

حج کا ثواب عطا کرے گا۔ (گو یہ روایت ضعیف ہیں۔ مگر فضائل و اعمال میں قبول ہوتی ہیں۔)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد اول) (فتاویٰ نذیریہ جلد اول، مسک الختام شرح بلوغ المرام)

اعتراض :- سو بار کے بکے پرنے نقش سے میل کچیل صاف کرتا تاکہ وزن میں فرق نہ آئے دو حج اور دو عمروں سے افضل ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا ...... ص ۱۳۵)

الجواب :- یہ حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ (م ۱۸۷ھ) کا قول ہے۔ جس پر اعتراض وطنز کرنا بدبختی اور دنیا و آخرت میں خسران کا باعث ہے۔

☆...... حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

"و نظر فضیل الی ابنه و هو یغسل دینارا یرید ان یصرفه و یزیل تکحیلة و ینقیه حتی لا یزید وزنه لسبب ذالک فقال یا بنی فعلک هذا افضل من حجتین و عشرین عمرة"

(احیاء علوم الدین ص ۷۹ جلد دوم عربی للامام الغزالی)

حضرت فضیل بن عیاض کا ذکر خیر

فضیل بن عیاض بن مسعود تمیمی خراسانی، عالم ربانی امام یزدانی زاہد عابد صالح ثقہ اور صاحب کرامت تھے۔ کوفہ میں آکر امام ابو حنیفہ کی صحبت کی۔ اور ان سے فقہ اخذ کیا اور حدیث کو سنا۔ اور آپ سے امام شافعی، قطان اور ابن مہدی نے روایت کی۔ ۱۸۷ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔ آپ سے اصحاب صحاح ستہ نے تخریج کی ہے۔ (حدائق الحنفیہ ص ۱۵۰ طبع لاہور)

اعتراض :- ان لعل دین بجری درج ذیل عنوان کے تحت طنز لکھتا ہے۔

"ایک لاکھ ساٹھ ہزار حج"

الحمد للہ ایک دفعہ درود شریف پڑھنے سے ایک لاکھ ساٹھ ہزار حج کا ثواب ملتا ہے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا ...... ص ۳۶)

الجواب :- "فیضان سنت" ص ۱۳۱ سے فقط ایک جملہ نقل کر کے بددیانتی کی ہے۔ ہم پوری روایت حدیث نقل کرتے ہیں۔ جس سے قارئین کرام پر حق واضح ہو جائے گا۔

"حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ جب رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص فریضہ حج ادا کرے اور اس کے بعد جہاد کرے تو یہ چار سو حج کے برابر ہے۔ اب وہ لوگ جو حج کی استطاعت اور جہاد کی قوت نہیں رکھتے تھے شکستہ دل ہوئے۔ حق تعالیٰ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر وحی بھیجی کہ جو شخص آپ پر درود بھیجے گا۔ اس کا ثواب چار سو جہاد کے برابر ہوگا اور جہاد چار سو حج کے برابر ہے۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۲۰۷ طبع کراچی از شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

اگر قادری صاحب پر طعن و تشنیع کرتے ہو تو شیخ عبد الحق محدث دہلوی پر طعن کرو تاکہ تمہاری حقانیت کا پتہ چل سکے !

اعتراض :- ابن لعل دین بجدی طنز ألکھتا ہے۔

"کسی کی دینی الجھن دور کرنا سو حج کرنے سے بہتر ہے۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ص ۱۳۸)

الجواب :- یہ حضرت امام مالک بن انس (م ۱۷۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے جس کو ہم تفصیلاً بیان کرتے ہیں۔

"حضرت یحیٰ بن یحیٰ فرماتے ہیں: اس کے بعد (یعنی وقت وصال) حضرت امام مالک نے ربیع کی ایک روایت بیان کی...... کہ کسی شخص کو نماز کے مسائل بتانا روئے زمین کی تمام دولت کو صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ اور کسی شخص کی دینی الجھن دور کر دینا سو حج کرنے سے افضل ہے۔ اور ابن شہاب زہری کی روایت سے بتایا کہ کسی شخص کو دینی مشورہ دینا سو غزوات میں جہاد کرنے سے بہتر ہے۔ یحیٰ بن یحیٰ کہتے ہیں اس گفتگو کے بعد امام مالک نے کوئی بات نہیں کی اور اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی"۔

(بستان المحدثین ص ۲۸-۲۹ طبع کراچی شاہ عبد العزیز محدث دہلوی)

ابن لعل دین بتائیں ! کیا امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کے اصول کے مطابق جداگانہ حج کا تصور پیش کیا ہے ؟

اعتراض :- جو جمعہ کے روز حدیث میں غور و خوض کرتا ہے گویا اس نے (۷۰) ستر ہزار غلام آزاد کئے۔ اور گویا (۱۰۰۰) ہزار دینار خیرات کئے اور گویا چالیس ہزار حج کئے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ص ۱۳۶)

الجواب :- یہ حدیث ضعیف ہے۔ اگر موضوع ہے تو دلیل پیش کرو۔ اور حدیث ضعیف عند المحدثین فضائل و اعمال میں قابل قبول ہوتی ہے۔ علامہ محدث سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

" الجمهور يعمل به في الفضائل " (القول البدیع ص ۲۵۸ طبع سیالکوٹ)

اعتراض :- ابن لعل دین بجدی طنزاً لکھتا ہے۔

"ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں" (میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ص ۱۳۷)

الجواب :- یہ ایک حدیث مبارکہ کا خلاصہ ہے۔ جس کو محدث ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے۔ اور قول رسول ﷺ پر طعن و تشنیع کرنا مشرکین و منافقین مکہ کا طرز عمل تھا۔ یہ حدیث عربی میں مع اردو ترجمہ نقل کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

"من حج مكة ماشيا حتى يرجع الى بيته كتب الله له بكل خطوة سبع مائة حسنة كل حسنة مثل حسنات الحرم قيل وما حسنات الحرم قال بكل حسنة مائة الف حسنة۔" (ابن خزیمہ ۴ ص ۲۴۴ رقم ۲۷۹۱)

(اسلامی تعلیم۔ حصہ چہارم۔ ص ۲۷۸ از مولوی عبد السلام بستوی غیر مقلد طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

ترجمہ :- جس نے مکہ سے پیدل حج کیا اور پھر پیدل اپنے گھر واپس آیا تو اس کے ہر قدم کے بدلے میں 700 نیکیاں ملیں گی۔ ہر ایک نیکی حرم کی نیکی کی مثل ہے۔ عرض کیا گیا حرم کی نیکی کیا ہے ؟ فرمایا ہر نیکی لاکھ نیکی کے برابر ہے۔ ہر قدم پر = 700 نیکیاں

ایک نیکی = 100000 ، کل نیکیاں = 100000 × 700 = 7 کروڑ

جناب ابن لعل دین صاحب ! خواب خرگوش سے اٹھو وہابیت سے توبہ کرو۔ خواہ مخواہ قول رسول ﷺ پر طنز کرنا، گمراہی و بے دینی اور منافقت ہے۔

- ہم نیک و بد آپ کو سمجھائے دیتے ہیں۔

اعتراض :- ابن لعل دین بجدی طنزاً لکھتا ہے :-

"کسی عاشق (شیخ کامل) سے نسبت قائم کر کے اس سے آداب عشق سیکھیں اور پھر سفر (حج) اختیار کریں۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا.......... ص ۱۳۷)

الجواب :- بے شک عشاقان رسول ﷺ سے نسبت قائم کرنا دنیا و آخرت کی سعادت مندی ہے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں : "میں تجھ سے ایسی نسیم کی خوشبو سونگھتا ہوں جس سے میں نا آشنا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ ایک شیریں دہن (محبوب) کی آنکھوں سے اس کا تعلق ہے۔"

(عوارف المعارف ص ۵۱ طبع لاہور ۱۹۶۲ء)

نیز فرماتے ہیں : "جب کوئی مخلص مرید شیخ (کامل) کے حکم کے تابع ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ رہ کر اس کے آداب اختیار کرتا ہے تو شیخ کے باطن کی روحانی طاقت مرید کے باطن میں سرایت کر جاتی ہے۔ شیخ کا کلام مرید کے باطن کو روحانیت سے بھر دیتا ہے۔" (عوارف المعارف ص ۱۳۰)

اعتراض :- قادری صاحب لکھتے ہیں یہ باتیں احرام میں مکروہ ہیں۔

- o جسم کا میل چھڑانا۔ (یعنی اگر غسل کریں تو اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ کہیں جسم سے میل نہ اتر جائے۔
- o اس طرح (سر) کھجانا ، کہ بال ٹوٹنے یا جوں گرنے کا اندیشہ ہو۔
- o کرتہ یا شیروانی پہننے کی طرح کندھوں پر ڈالنا۔

O- خوشبودار پھل پانچ مثلاً لیموں، پودینہ، نارنگی وغیرہ سونگھنا۔

O- خوشبودار سرمہ آنکھوں میں ڈالنا۔

O- (حالت احرام میں) سر پہ غلہ کی بوری اٹھانا جائز ہے مگر سر پر کپڑے کی گٹھڑی اٹھانا حرام ہے۔ ہاں محرمہ (عورت) دونوں چیزیں اٹھا سکتی ہے۔ (بہشتی بہشتی ستتیں یا .... ص ۱۳۸)

الجواب :- یہ فقہی مسائل ہیں۔ اگر غلط ہیں تو ادلہ اربعہ کی روشنی میں رد کریں۔ یہ ایک خالص علمی میدان ہے۔ یہاں طنز اور سوقیانہ کلام سے کام نہیں چلے گا۔

O - مولوی عبد السلام بستوی دہلوی غیر مقلد لکھتا ہے : یہ کام احرام کی حالت میں منع ہیں۔

(۱)- خوشبودار سرمہ کا استعمال نہ کریں۔ (۲)- بال و ناخن نہ تراشیں۔ (۳)- جوئیں نہ ماریں۔

(۴)- خوشبو لگانا جائز نہیں۔ (۵)- ورس اور زعفران اور خوشبودار کپڑے کا استعمال جائز نہیں۔

(۶)- بالوں کا کترنا، منڈانا اور ناخن کا ترشوانا جائز نہیں۔ مجبوری کی حالت میں اگر کوئی منڈائے تو جرمانہ دینا پڑے گا۔ الخ (اسلامی تعلیم چھٹا حصہ ص ۲۵، ۷ طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

"هو جوابكم فهو جوابنا"

اعتراض :- ابن عل دین ابدی درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

"جب تک مکہ میں رہیں تو کیا کریں؟"

کبھی حضور ﷺ کے نام کا طواف کریں تو کبھی غوث اعظم کے نام کا کبھی اپنے پیر و مرشد کے نام کا۔ الخ (بہشتی بہشتی ستتیں یا .... ص ۱۳۸)

الجواب :- نفلی طواف کرنا عبادت اور باعث ثواب ہے۔ اور نفلی عبادت کا ثواب جس کو چاہیں بخش سکتے ہیں۔ اس میں کونسی قابل گرفت بات ہے۔

☆...... مولوی عبد السلام بستوی دہلوی غیر مقلد دہلوی طواف کعبہ کے فضائل اور اس کی قسمیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: نمبر6: طواف النفل = جو نفلی طور پر ہر وقت کیا جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بیت اللہ کا طواف کرے اور دو رکعت نماز پڑھے تو اس کو غلام آزاد کرنے کی طرح ثواب ملے گا۔ (ابن ماجہ باب فضل الطواف - ۲۹۵۶ ترغیب ۱۹۳ جلد دوم)

نیز آپ نے فرمایا :- جس نے بیت اللہ کا سات پھیرا طواف کر لیا تو اللہ تعالیٰ ہر ہر قدم پر اس کے گناہ کو معاف فرماتا اور ہر قدم پر نیکی لکھتا ہے۔ اور ہر قدم پر درجہ بلند کرتا ہے۔

(ابن خزیمہ ص ۲۲۸، رقم ۲۷۵۳، ابن حبان رقم ۱۰۰۳)

☆...... میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد لکھتے ہے :

امام اعظم اور امام مالک کے نزدیک ثواب عبادات بدنیہ کا مثل قرآت قرآن شریف و نماز روزہ (نفلی) وغیرہ پہنچتا ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ص ۴۱۶، ۷ جلد اول طبع لاہور ۱۳۹۰ھ)

(نوٹ) چونکہ قادری صاحب حنفی ہیں۔ اس لیے یہ مسئلہ انھوں نے تحریر کیا ہے۔

☆...... علامہ طحاوی م 321ھ فرماتے ہیں :-

"زندوں کا دعا کرنا اور صدقہ خیرات کرنا مردوں کے لیے نفع بخش ہے۔"

(العقیدۃ الطحاویہ ص ۲۲ طبع لاہور)

☆...... حافظ ابن قیم جوزی مختلف احادیث نبویہ لکھنے کے بعد لکھتے ہیں :

گویا روزے کے ثواب سے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ تمام بدنی عبادات کا ثواب (اموات) کو پہنچتا ہے۔ اسی طرح صدقے کا ثواب بتا کر اشارہ کیا کہ تمام مالی عبادات کا ثواب پہنچتا ہے۔ اور حج کا ثواب بتا کر اشارہ کیا کہ تمام مالی اور بدنی ملحقہ حسنات کا بھی ثواب پہنچتا ہے۔ تینوں اقسام کا ثواب نص اور قیاس سے ثابت ہے۔ (کتاب الروح ص ۲۲۲ از ابن قیم طبع لاہور 1997ء)

مسئلہ اعتکاف : حنفی مذہب کے مطابق اعتکاف تین قسم کا ہے۔

(۱)---واجب :- کہ اعتکاف کی منت مانی یعنی زبان سے کہا محض دل میں ارادہ سے واجب نہ ہوگا۔

(۲)---سنت مؤکدہ :- یعنی رمضان کے پورے عشرہ اخیر کے دس دن میں اعتکاف کیا جائے۔ اور یہ اعتکاف سنت کفایہ ہے کہ اگر سب ترک کر دیں تو سب سے مطالبہ ہوگا۔ اور اگر شہر میں ایک نے کر لیا تو سب بری الذمہ۔ (۳)- مستحب و سنت غیر مؤکدہ :- ان کے علاوہ جو اعتکاف کیا جائے وہ مستحب و سنت غیر مؤکدہ ہے۔ (در مختار، عالمگیری، بہار شریعت ص ۲۷، ۳ جلد اول)

مسئلہ :- اعتکاف مستحب کے لیے نہ روزہ شرط ہے نہ اس کے لیے کوئی خاص وقت مقرر، بلکہ جب مسجد میں اعتکاف کی نیت کی، جب تک مسجد میں ہے معتکف ہے۔ چلا آیا اعتکاف ختم ہو گیا۔

(عالمگیری وغیرہ، بہار شریعت ص ۲۷، ۳ جلد اول)

مسئلہ :- مسجد میں کھانا، پینا، سونا معتکف اور پردیسی کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ لہٰذا جب کھانے پینے کا ارادہ ہو تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائے۔ کچھ ذکر و نماز کے بعد اب کھا پی سکتا ہے۔ اور بعضوں نے صرف معتکف کا استثناء کیا ہے اور یہی راجح ہے۔ لہٰذا غریب الوطن (مسافر) بھی نیت اعتکاف کرے کہ خلاف سے بچے۔ (در مختار، صغیری)

نوٹ :- یاد رہے کہ یہ حکم مسجد حرام کے علاوہ تمام مساجد کے لیے ہے۔ جس طرح مسجد حرام کی ایک

نیکی لاکھ نیکی کے برابر ہے۔ اسی طرح مسجد حرام کی ایک بدی، لاکھ بدی کے برابر ہے۔ جیسا کہ رسول ﷺ نے فرمایا: (حرم کی نیکی) لاکھ نیکی کے برابر ہے۔ (ابن خزیمہ ص ۲۲۲ جلد ۳ رقم ۲۷۹۱)

(اسلامی تعلیم ص ۴۷۸ از عبد السلام بستوی غیر مقلد)

اعتراض: — مولانا الیاس قادری صاحب لکھتے ہیں:— "اسلامی بہنیں! مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے لیے نہ آنا چاہیے۔ کہ عورت کو مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب گھر میں پڑھنے پر ہے۔ لہٰذا وہ اپنی قیام گاہ میں ہی نماز پڑھیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا........ ص ۱۳۹)

الجواب: — حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ عورت کا دالان (یعنی بڑے کمرے میں) نماز پڑھنا، صحن میں پڑھنے سے بہتر ہے اور کوٹھری میں دالان (یعنی بڑے کمرے) سے بہتر ہے۔ (ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ)

☆...... مولوی عبد السلام بستوی دہلوی غیر مقلد سابق شیخ الحدیث مدرسہ دار الحدیث الفرقان دہلی لکھتے ہیں:—

س:— کیا عورتوں پر بھی جماعت واجب ہے؟

ج:— نہیں بلکہ ان کے لیے گھر ہی میں نماز پڑھ لینا سب سے بہتر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:—

صلوٰۃ المرأۃ فی بیتھا افضل من صلوتھا فی حجرتھا وصلوتھا فی مخدعھا افضل من صلوتھا فی بیتھا۔ (ابو داؤد)	صحن میں نماز پڑھنے سے عورتوں کے لیے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ اور کوٹھری میں نماز پڑھنا گھر میں نماز پڑھنے سے زیادہ اچھا ہے۔

(اسلامی تعلیمات ص ۳۹۶ طبع لاہور 1989ء)

"ھو جوابکم فھو جوابنا"

اعتراض: — مولانا قادری صاحب لکھتے ہیں:—

"جب آپ مسجد نبوی میں داخل ہوں تو اعتکاف کی نیت کرنا نہ بھولیں۔ اس طرح ہر بار آپکو پچاس ہزار نفلی اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا۔ اور ضمناً کھانا، پینا اور افطار کرنا بھی جائز ہو جائے گا۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا........ ۱۳۹)

الجواب: — اعتکاف کی تین اقسام ہیں:

(۱) واجب (۲) سنت مؤکدہ (۳) مستحب و سنت غیر مؤکدہ (در مختار، عالمگیری)

مسئلہ: — اعتکاف مستحب کے لیے نہ روزہ شرط ہے۔ نہ اس کے لیے کوئی خاص وقت مقرر، بلکہ

جب مسجد میں اعتکاف کی نیت کی جب تک مسجد میں ہے معتکف ہے۔ چلا آیا، اعتکاف ختم ہو گیا۔

(عالمگیری، بہار شریعت ص ۷۴۲ جلد اول)

☆...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ بیت اللہ شریف میں ایک نماز پڑھنے سے لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے۔ مسجد نبوی اور بیت المقدس میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

(ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب ما جاء فی الصلوٰۃ فی المسجد الجامع رقم ۱۴۱۳)

معلوم ہوا مسجد نبوی شریف کی ایک نیکی، پچاس ہزار نیکی کے برابر ہے۔ اس لیے جب کوئی خلوص نیت سے ایک نفلی اعتکاف کرے گا تو اس کو پچاس ہزار نفلی اعتکاف کا ثواب ملے گا۔ اور اعتکاف کی حالت میں مسجد میں کھانا پینا وغیرہ بھی جائز ہو جائے گا۔ **ذرا سوچیئے** اس میں کونسی قابل گرفت بات ہے۔

☆...... حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:—

"جب مسجد نبوی شریف میں داخل ہو تو نیت اعتکاف کی کرے۔ اگرچہ قیام کی مدت قلیل ہی ہو........ جو ثواب اور فضیلت حاصل کرنے کے لیے کافی ہے۔ اس ادب کا لحاظ تمام مساجد کے داخلے میں ملحوظ رہے۔ سستی کو بھی دخل نہ دے کیونکہ اگرچہ یہ امر تھوڑا ہے لیکن اس کا اثر بڑا ہے۔"

(جذب القلوب ص ۲۲۵ طبع کراچی)

اعتراض: — جناب قادری صاحب کہتے ہیں۔ "جو کوئی روزانہ پانچوں نمازیں مسجد نبوی میں ادا کرے اسے روزانہ پانچ حج کا ثواب ملے گا۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا........ ۱۳۹)

الجواب: — یہ قادری صاحب کا نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

"عن سھل بن حنیف ان رسول اللہ ﷺ قال من خرج طھر لا یرید الا الصلوٰۃ فی مسجدی حتی یصلی فیہ کان بمنزلۃ الحج" (رواہ البیہقی، جذب القلوب ص ۱۳۳ طبع کراچی)

(وفاء الوفاء از علامہ سمہودی مدنی متوفی ۹۱۱ھ ص ۷۷ جلد اول)

سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، جو کوئی پاک صاف ہو کر صرف میری مسجد میں نماز کی ادائیگی کے ارادے سے نکلا یہاں تک کہ اس نے اس (مسجد نبوی) میں نماز ادا کی تو اس کے ثواب ایک حج کے برابر ہے۔

درج ذیل احادیث سے اس حدیث کی تائید ہوتی ہے۔

(۱)...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص وضو کر کے فرض نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں جاتا ہے۔ اس کو حج کا ثواب ملتا ہے۔ (مسند احمد جلد ۵) (اسلامی تعلیم از عبد السلام بستوی غیر مقلد ص ۲۵۶ طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

(۲)...... ابی امامہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص نکلا اپنے گھر سے باوضو ہو کر، قصد کرنے والا صرف مسجد کے نماز فرض ادا کرنے کے لیے پس ثواب اس کا مثل ثواب حج کرنے والے احرام باندھنے والے کے ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۹۳ جلد ۲ طبع بیروت) (حجۃ اللہ البالغہ ص ۳۰۲ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی طبع کراچی)

(صلوٰۃ الرسول ص ۷۰، طبع لاہور از مولوی محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد)

☆...... **مولوی محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد** اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:- "جن پر حج فرض ہو چکا ہے جب تک وہ وہاں جا کر حج نہ کریں گے ان کی فرضیت ساقط نہ ہوگی۔ خواہ ساری عمر وہ باوضو ہو کر پانچوں نمازیں مسجد میں جا کر پڑھتے رہیں۔ اس لیے خدا کی عشق اور اجر و ثواب کی فراوانی سے کسی قسم کی غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ (صلوٰۃ الرسول ص ۱۷۳)

اور یہی مقصد قادری صاحب کا ہے۔

یاد رکھیں! نبی مکرم ﷺ کے قول پر طنز کرنا ضلالت و گمراہی اور بے دینی ہے۔

اعتراض:- قادری صاحب لکھتے ہیں: "سبز سبز گنبد اور حجرہ پاک (جس میں سرکار کی قبر ہے) پر نظر جمانا کار ثواب ہے۔ الخ (اور یہ) ان کے نزدیک بہت بڑی عبادت ہے۔ کن لعل دین)

(میٹھی میٹھی...... ص ۱۳۹)

الجواب:- شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اگر زائر مسجد نبوی میں رہے تو حجرہ شریف سے نظر نہ ہٹائے۔ اگر مسجد کے باہر ہو تو قبہ شریف پر نہایت خضوع خشوع سے نظر رکھے کہ اس کا حکم ہونے مثل خانہ[1] کعبہ دیکھنے کے ہے۔ جو ذوق و نورانیت قبہ شریف (گنبد خضراء) کی طرف شہر سے باہر دیکھنے میں عاشقان مشتاق چاہتے ہیں۔ اس کا ادراک انہیں پر موقوف ہے۔ تحریر میں نہیں آسکتا۔" (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۲۵۳ طبع کراچی)

"ھو جوابکم فھو جوابنا"

اعتراض:- (۱) مدینہ منورہ میں جا کر مسنون دعاؤں کی بجائے اشعار پڑھتے ہیں۔ (۲) مدینہ منورہ کے سفر کے دوران کثرت سے درود و سلام، جعلی درود اور شرکیہ عقائد سے بھرے ہوئے نعتیہ اشعار پڑھتے ہیں۔ (۳) مدینہ منورہ کے سنگریزوں، خاک و ذرات کی تعظیم اور ان کو چومتے ہیں۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۳۰ یا ۱۳۳)

الجواب:- یہ سراسر بہتان ہے۔ کہ مدینہ منورہ میں جا کر مسنون دعاؤں کو ترک کر دیتے ہیں۔ جبکہ

[1] حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "النظر الی الکعبة عبادة"
(جامع صغیر مع فیض القدیر ص ۲۹۹ طبع بیروت)

رفیق الحرمین میں ہر موقعہ کی مسنون دعائیں مذکور ہیں۔ تو ان کو ترک کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ ایک الگ بات ہے۔ کہ جو عربی نہیں پڑھ سکتا وہ مجبور ہے۔ اور نعتیہ اشعار کا مسجد نبوی میں سرکار دو عالم ﷺ کی موجودگی میں پڑھنا اور حضور ﷺ کا حضرت حسان بن ثابت سے خوش ہو کر ان کے لیے دعائے خیر کرنا حدیث سے ثابت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: در حقیقت شعر میں بھی حکمت کی باتیں ہوتی ہیں۔

آپ کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس وقت کچھ لوگ قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے اور کچھ اشعار پڑھ رہے تھے۔ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! قرآن بھی اور شعر بھی۔ آپ نے فرمایا: کبھی یہ چیز ہوتی ہے اور کبھی وہ"۔ اس وقت نابغہ الجعدی نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے چند شعر پڑھے۔ یہ اشعار سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو لیلیٰ! تم نے خوب کہا۔ خدا تمہارا منہ بند نہ کرے"

(عوارف المعارف ص ۲۲۸ طبع لاہور ۱۹۹۲ء)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان[1] کے لیے مسجد میں منبر رکھوایا اور وہ منبر پر کھڑے ہو کر ان کافروں کی ہجو کرتے جنہوں نے آپ کی ہجو کی تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ روح القدس حسان کے ساتھ اس وقت رہے گی جب تک وہ خدا کے رسول کی حمایت کرتے رہیں گے۔ (ترمذی شریف)

(عوارف المعارف = شیخ شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ) ص ۲۲۹ طبع لاہور ۱۹۹۲ء)

☆...... **امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:**

"وہ اشعار کہ جن میں ذکر الٰہی یا حضور نبوی کی نعت وغیرہ ہو اور کفار کا جلانا پایا جائے وہ مسجد میں پڑھنا منع نہیں ہیں۔ (حجۃ اللہ البالغہ ص ۳۰۳ طبع کراچی)

☆...... **شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-**

"چاروں مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کے پیروان نے اور ہر اس شخص نے جس نے ارکان حج تصنیف کیے ہیں۔ اس حکایت کو ضرور بیان کیا ہے۔ اور بہت سے علماء کبار نے جو سند ان کو معلوم ہوئی۔ اسی سند سے روایت کیا ہے۔ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہیں۔ کہ جب میں مدینہ منورہ آیا تو نبی ﷺ کی قبر کی زیارت کر کے آپ کے سامنے بیٹھا ہی تھا۔ کہ یکایک ایک اعرابی نے آکر زیارت کی اور کہنے لگا یا خیر الرسل حق سبحانہ نے آپ پر جو کتاب نازل فرمائی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ: ولو انھم اذ ظلموا انفسھم... الخ۔ میں آپ کے پاس گناہوں سے بخشش کا طالب آیا ہوں۔ آپ میرے لیے استغفار کریں۔

[1] حسان بن ثابت آنحضرت ﷺ کے عہد کے مشہور شاعر ہیں۔ اسلام لانے کے بعد آنحضرت اور اسلام کی شان میں اشعار کہے۔ آنحضرت ان کے اشعار سن کر داد دیا کرتے تھے۔

یہ کہہ کر رونے لگا اور یہ بیت پڑھی۔

یا خیر من دفنت لقاع اعظمہ + فطاب طلبهن لقاع والاکم

نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ + فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

اس کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ مجھ سے فرماتے ہیں کہ اس شخص کو بلا کر خوش خبری سنا دو کہ حق تعالیٰ نے میری شفاعت سے اس کے گناہ بخش دیئے۔ (جذب القلوب ص ۲۲۵-۲۲۶ طبع کراچی)

☆...... مولوی اسماعیل دہلوی کے پیر سید احمد کا مدینہ منورہ میں جا کر روضہ انور پر اشعار پڑھنا:-

(۱)	السلام اے نور رب العالمین	+	السلام اے محیط روح الامین
(۲)	السلام اے جناب پروردگار	+	السلام اے قاسم جنات و نار
(۳)	یا شفیع المذنبین دستم بگیر	+	یک سلام از بندۂ خود در پذیر
(۴)	یا امام الانبیاء بہر خدا	+	دار ہان ما را از آفات و بلا
(۵)	یا رسول اللہ بفریادم برس	+	ہیچکس جز تو ندارم ہیچکس

(مخزن احمدی از مولوی محمد علی ص ۱۰۵-۱۰۳ طبع لاہور)

ابن لعل دین سے ایک سوال: مندرجہ بالا اشعار شرکیہ ہیں یا نہیں؟
سید احمد مشرک تھے یا مسلمان ؟

رہا یہ کہنا کہ قادری صاحب شرکیہ اشعار پڑھتے ہیں: تو اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں۔ یہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی لیبارٹری سے تیار کردہ سرمہ کا اثر ہے جس کو آنکھ میں ڈالنے سے اپنے اور اپنی جماعت کے سوا تمام دنیا کے مسلمان مشرک اور بدعتی نظر آتے ہیں۔ اور ہر ایسے اشعار جن میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی تعریف و توصیف ہو، تم کو شرک کی بو آتی ہے۔ حتیٰ کہ اس شرک کے فتویٰ سے ابو عبداللہ شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بن حسن المعروف امام بوصیری (المتوفی 695ھ) نہ بچ سکے۔ جبکہ خود رحمت عالم ﷺ نے خواب میں قصیدہ کو سن کر داد تحسین دی۔ اور چادر مبارک عطا کی۔ اور قصیدہ کے کسی بھی شعر کو شرک سے تعبیر نہ کیا۔ آج تم قصیدہ بردہ کے بعض اشعار کو شرکیہ بتاتے ہو۔

☆...... شیخ عبدالرحمن بن حسن نجدی لکھتے ہیں:-

"امام بوصیری مشرک تھے۔" (قرۃ عیون الموحدین ص 541 جلد دوم طبع لاہور)

☆...... پروفیسر اختر راہی لکھتے ہیں:-

"بوصیری کا مشہور قصیدہ بردہ ہے۔ بلاشبہ اس میں کہیں کہیں مقام نبوت سے تجاوز ہو گیا ہے۔ لیکن

اس کا ہر شعر درد و سوز سے بھرا ہوا ہے۔ راقم اپنی وہابیت کے باوجود اسے پڑھتا ہے اور لطف اندوز ہوتا ہے۔ (تذکرہ مصنفین درس نظامی ص 314 طبع لاہور ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء)

اعتراض نمبر 2:- مدینہ منورہ کے سفر کے دوران کثرت سے درود و سلام پڑھتے ہیں۔

☆...... شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

"اور من جملہ مستحبات کے یہ ہے کہ راستہ میں (یعنی سفر کے دوران) اکثر اوقات بلکہ ہر وقت سوائے ادائے فرائض اور فراغت ضروریات کے آں سرور ﷺ پر صلوٰۃ و سلام کے ساتھ بصفت شوق اور حضور و طہارت والطائف میں مشغول رہے۔" (جذب القلوب ص ۲۲۳ طبع کراچی)

☆...... ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی السندی غیر مقلد لکھتے ہیں:-

"آپ جب مدینہ کے قریب پہنچیں تو جوش محبت میں سواری تیز کر دیں اور زبان اللہ تعالیٰ کی حمد اور بڑائی اور نبی کریم ﷺ پر درود و سلام سے تر رہے۔"

(حج و عمرہ ص ۱۲۸ طبع کراچی تصنیف بدیع الدین شاہ غیر مقلد)

☆...... مولوی عبدالسلام بستوی دہلوی غیر مقلد لکھتے ہیں:-

"(مدینہ منورہ کے سفر میں) کثرت سے درود پڑھتے رہو اور آپکی سیرت مقدس کا ذکر کرتے سنتے اور پڑھتے رہو الخ" (اسلامی تعلیم حصہ چہارم ص ۸۲۳ طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

اعتراض نمبر 3:- مدینہ منورہ کے سنگریزوں، خاک و ذرات کی تعظیم اور ان کو چومتے ہیں۔

☆...... حضرت ابن عمر سے منقول ہے کہ حضور ﷺ کے منبر شریف کے اس مقام پر جہاں حضور ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے۔ وہاں حضرت ابن عمر اپنا ہاتھ رکھتے تھے پھر ان کو اپنے چہرہ پر ملتے تھے۔ (الشفاء ص ۴۷ جلد دوم از قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) طبع لاہور)

☆...... حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

"اور مستحب ہے کہ نماز روضہ کے اندر منبر اور رسول اللہ ﷺ کی قبر کے درمیان گزارے اگر چاہے تبرک اور یمن کے طور پر آپ کے منبر شریف کا مسح بھی کرے۔ الخ"

(غنیۃ الطالبین ص ۳۱ طبع لاہور ۱۳۹۳ھ از سیدنا عبدالقادر جیلانی م ۵۶۱ھ)

☆...... قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:-

"کہ ان مقامات مقدسہ کی تعظیم لازم ہے جہاں وحی، قرآنی آیات اور جبرائیل و میکائیل وغیرہ اترے ہیں۔ اور وہاں سے فرشتے اور روح چڑھتے ہیں اور وہ میدان جہاں تسبیح و تہلیل کی آوازیں گونجا کرتی تھیں۔ اور وہ سر زمین مقدس جہاں حضور سید البشر ﷺ نے اوقات وغیرہ گزارے اور وہاں سے دین

اسلام اور سنت رسول کی تبلیغ و اشاعت ہوئی۔ اور وہ نشانیاں اور مسجدیں جہاں درس دیا جاتا رہا۔ اور نمازیں، فضائل و برکات اور معاہدہ، براہین و معجزات اور دینی احکام و مسائل، مسلمانوں کے لیے شعائر اسلام، سید المرسلین کے قیام پذیر ہونے کے مقامات، خاتم النبیین ﷺ کے وہ منازل و جائے سکونت جہاں سے نبوت کے چشمے جاری ہوئے اور بکثرت فیضان رسالت جہان میں پھیلے۔ اور وہ مکانات جہاں رسالت کے فیوض و برکات مشتمل ہیں۔ اور وہ زمین مقدس جو سید عالم ﷺ کے جسم مقدس سے چھو کر سرفراز ہوئی۔ ان تمام میدانوں کی تعظیم و توقیر کی جائے۔ وہاں خوشبوؤں کی ہوا لی جائے۔ ان کے مکانوں و دیواروں کو چوما (بوسہ دیا) جائے۔" اس کے بعد قاضی علیہ الرحمۃ نے چند عربی اشعار تحریر فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک شعر کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں :-

لا عفرن مصون شیع بینھا + من کثرۃ التقبیل والرشفات

(ترجمہ) میں ان مقامات کو کثرت سے بوسہ دے کر اور لپٹ کر اپنی سیاہ داڑھی کو گرد آلود کروں گا۔

(الشفاء جلد دوم ص ۷۷-۷۶ طبع لاہور)

نیز فرماتے ہیں: حضور ﷺ کی عظمت و احترام میں سے یہ بھی ہے کہ جو چیز بھی آپ کی طرف منسوب ہو اس کی عظمت و عزت کی جائے۔ آپکی محافل مقدسہ، مقامات معظمہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور دیگر مکانات منسوب اور ہر وہ چیز جس کو آپ نے کبھی چھوا ہو یا وہ آپ کے ساتھ مشہور ہو گئی ہو۔ ان سب کی تعظیم و توقیر کرنا (اسی طرح لازم ہے جس طرح آپ کی واجب ہے۔)

(الشفاء ص ۷۳ جلد دوم طبع لاہور)

☆...... حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ :-

مدینہ منورہ میں جانور پر سوار ہو کر نہ چلتے اور فرماتے کہ مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ میں سواری کے جانور سے اس ارض مقدس کو پامال کروں جہاں اللہ کے رسول ﷺ جلوہ فرما ہیں۔

(الشفاء ص ۷۲ جلد دوم طبع لاہور)

☆...... جب سرور دو عالم ﷺ کسی سفر سے واپس تشریف لاتے اور مدینہ کے قریب پہنچتے تو اپنی سواری کو حرکت دے کر اور تیز کر دیتے تھے۔ اور یہ اس لیے تھا کہ آپ وفور شوق سے بے چین ہو جاتے تھے۔ کہ کسی طرح جلد از جلد مدینہ میں داخل ہو جائیں۔ آپ کا قلب مبارک یہاں پہنچ کر سکون پاتا تھا۔ شانہ مبارک سے چادر بھی نہ اتارتے اور فرماتے تھے کہ یہ ہوائیں طیب ہیں۔ جو گرد و غبار آپ کے چہرہ انور پر پڑ جاتا اسکو صاف نہ فرماتے۔ اگر صحابہ میں سے کوئی شخص اپنے چہرہ اور سر کو گرد و غبار کی وجہ سے چھپاتا تو آپ منع فرماتے اور کہتے کہ خاک مدینہ میں شفاء ہے۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۲۲-۲۱ طبع کراچی)

☆...... حضور ﷺ غزوہ تبوک سے واپس ہوئے تو حاضرین میں سے کسی نے مدینہ منورہ کے غبار سے منہ ڈھانپ لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "والذی نفسی بیدہ ان فی غبارھا شفاء من کل داء"

(خلاصۃ الوفا ص ۲۸ از علامہ سمہودی)

(ترجمہ) مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ مدینہ منورہ کے غبار میں شفا ہے ہر مرض کی۔

☆...... ابی عبداللہ عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

بطیب رسول اللہ طاب نسیمھا !! فما للمسک و الکافور والصندل الرطب

(ترجمہ) بوجہ خوشبو رسول اللہ ﷺ کے خوشبودار ہو گئی ہوا اس کی، پس نہیں ہے ایسی خوشبو مشک اور کافور اور صندل رطب میں۔ (جذب القلوب ص ۹ طبع کراچی)

☆...... ابو بکر محمد بن ابی عامر بن حجاج (الاشبیلی) فرماتے ہیں :-

فعیش و الموت ھنا طیب + بطیبۃ لی کل شیئ یطیب (داستان الحرمین ص ۲۱۳)

یہاں کی زندگی بھی اچھی ہے اور موت بھی اچھی + مدینہ طیبہ میں میرے لیے ہر چیز اچھی ہے۔

اعتراض :- حرمین شریفین کے موجودہ آئمہ کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۳۴ تا ۱۳۵)

الجواب نمبر ۱ :- مفتی علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی ملتانی :-

" تمام اہل اسلام کے نزدیک یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ کسی امام کے پیچھے صحت اقتداء کے بغیر نماز درست نہیں ہو سکتی۔ جس کے لئے مقتدی و امام کے مابین ایک مخصوص رابطہ قائم ہو جانا ضروری ہے۔ اس مخصوص رابطہ کے بغیر صحت اقتداء متصور نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ رابطہ ظاہری، مادی اور جسمانی نہیں بلکہ یہ رابطہ صرف باطنی، روحانی اور اعتقادی ہے۔ جس کا وجود امام اور مقتدی کے درمیان اصولی اعتقاد میں موافقت کے بغیر ناممکن ہے۔ شرک توحید کے منافی ہے۔ اور کفر و جاہلیت اسلام اور ایمان سے قطعاً متضاد ہے۔ اگر مقتدی جانتا ہے کہ میرا کوئی عقیدہ امام کے نزدیک شرک جلی یا کفر و جاہلیت ہے تو دونوں کے درمیان اعتقادی موافقت نہ رہی۔ اور اس عدم موافقت کے باعث صحت اقتداء کی بنیاد منہدم ہو گئی۔ ایسی صورت میں اس امام کے پیچھے اس کی نماز کا صحیح ہونا کیوں کر متصور ہو سکتا ہے؟ اس دعویٰ کی دلیل یہ ہے کہ مثلاً کسی منکر ختم نبوت کے پیچھے کسی مسلمان کی نماز نہیں ہوتی۔ کیونکہ مقتدی ختم نبوت کا اعتقاد رکھتا ہے۔ اور امام ختم نبوت کا منکر ہے۔ دونوں کے درمیان اعتقادی موافقت نہ ہونے کی وجہ سے صحت اقتداء کی بنیاد باقی نہ رہی۔ لہٰذا نماز نہ ہوئی۔ تو صحیح مدعا کے

لے ہدایہ سے ایک جزئیہ کا خلاصہ پیش کرتا ہوں کہ اگر امام کی جہت تحری مقتدی کی جہت تحری سے مختلف ہو اور تحری یا کسی اور وجہ سے مقتدی کو اس اختلاف کا علم نہ ہو سکے تو اس کی نماز درست ہے۔ اگر مقتدی امام کی جہت تحری کا علم رکھتے ہوئے اس کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز فاسد ہوگی۔

صاحب ہدایہ نے اس فساد کی دلیل دیتے ہوئے فرمایا: "لِاَنَّهٗ اِعْتَقَدَ اِمَامَهٗ عَلَی الْخَطَاءِ" یعنی فساد صلوٰۃ کی دلیل یہ ہے کہ مقتدی نے اپنے امام کے خطا پر ہونے کا اعتقاد کیا۔ اس سے واضح ہوا کہ نماز درست ہونے کے لئے ضروری ہے کہ مقتدی امام کے خطا پر ہونے کا معتقد نہ ہو۔ یعنی مطابقت اعتقاد ضروری ہے بشرطیکہ مقتدی امام کی خطاء سے باخبر ہو اور اگر وہ امام کی خطا سے لاعلم ہے تو ایسی صورت میں اس کی نماز ہو جاتی ہے۔

اس مختصر تمہید پر غور کرنے سے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ مقتدی جب یہ جانتا ہو کہ امام کے اعتقاد میں رسول اللہ ﷺ کے لئے علم غیب ماننا کفر و شرک ہے اور امام کے عقیدے میں انبیاء کرام و صالحین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے استمداد بعد توسل تک شرک ہے اور امام مزارات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور مزارات اولیائے عظام علیہم الرحمۃ والرضوان کے لئے سفر کرنے بلکہ مزارات کی تعظیم و تکریم کو بھی شرک قرار دیتا ہے۔ اور مقتدی ان تمام امور کو توحید اور اسلام کے عین مطابق سمجھتا ہے۔ تو ایسی صورت میں عدم موافقت کی وجہ سے صحت اقتداء کی بنیاد مفقود ہے پھر نماز کیونکر درست ہو سکتی ہے؟

مقتدی کی تین قسمیں

رہا یہ امر کہ ایام حج وغیرہ میں ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کی نمازوں کا کیا حکم ہوگا۔ تو میں عرض کروں گا کہ ہزاروں لاکھوں مسلمان جن کے اصولی عقائد امام سے مختلف ہیں۔ ان کی تین قسمیں ہیں۔ اول وہ جو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان اصولی عقائد میں امام کا عقیدہ ہم سے مختلف ہے۔ ان کا حکم تمہید کے ضمن میں واضح ہو گیا ایسے لوگ اپنے علم کے مقتضاء کے مطابق یقیناً مجتنب رہیں گے۔ دوم وہ مسلمان جو یہ جانتے ہیں کہ امام کے بعض عقائد ہمارے عقائد سے مختلف ہیں مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ اختلاف اصولی عقائد میں ہے اور ہمارے عقائد امام کے نزدیک کفر و شرک، معصیت و جاہلیت کا حکم رکھتے ہیں۔ یہ مسلمان محض حرم مکہ و حرم مدینہ اور مسجد حرام و مسجد نبوی کی عظمتوں اور عشق و محبت الٰہی و رسالت پناہی کے جذبات سے متاثر ہو کر اپنی غلط فہمی کی بناء پر اس امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ان کی اس خطا کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت و رافت کے پیش نظر یہ امید کی جا سکتی ہے کہ رب کریم ان کی نمازوں کو رائیگاں نہیں فرمائے گا۔

سوم وہ مسلمان جنہیں سرے سے امام کے ساتھ اختلاف عقائد معلوم ہی نہیں وہ محض سادہ لوح ہیں۔ عشق و محبت سے سرشار ہو کر حرم مکہ اور حرم مدینہ میں حاضر ہوئے اور انہوں نے حالت لاعلمی اس امام کے پیچھے نمازیں پڑھیں ان کے متعلق بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عفو کرم سے ان کی نمازوں کو ضائع نہیں ہونے دے گا۔ دوم اور سوم قسم کے مسلمانوں کی خطاء قابل عفو ہے۔ طبرانی میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے صحیح مرفوع حدیث مروی ہے۔ "رُفِعَ عَنْ اُمَّتِیَ الْخَطَاءُ وَالنِّسْیَانُ وَمَا اسْتُکْرِهُوْا عَلَیْهِ"[1] اٹھا لیا گیا میری امت سے خطا اور نسیان کو اور اس چیز کو جس پر وہ مجبور کیے گئے۔ یعنی ان تینوں حالتوں میں ان کا مواخذہ نہ ہوگا۔

مثنوی شریف میں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بکریاں چرانے والے گڈریے کا واقعہ بطور تمثیل لکھا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بکریاں چرانے والا اللہ تعالیٰ کی محبت میں کہہ رہا تھا کہ "اے اللہ تعالیٰ اگر تو میرے پاس آئے تو تجھے نہلاؤں، تیرے بالوں میں کنگھی کروں، تجھے دودھ پلاؤں، تیرے پاؤں دباؤں۔"

سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے سختی سے ڈانٹا اور ایسی باتوں سے منع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اے موسیٰ! میرا بندہ میری محبت میں مجھ سے مخاطب تھا۔ آپ نے اسے کیوں روکا؟ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

وحی آمد سوئے موسیٰ از خدا	بندۂ ما را چرا کردی جدا؟
تو برائے وصل کردن آمدی	نے برائے فصل کردن آمدی

میرا مقصد اس واقعہ کی طرف اشارہ کرنے سے صرف یہ ہے کہ سچی محبت اور سچا عشق اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتوں کا موجب ہوتا ہے۔ اس لئے اگر سچی محبت اور عشق والے مسلمان غلط فہمی یا بے خبری میں ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ لیں تو رحمت خداوندی سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ وہ بے نمازی قرار نہیں پائے گا۔ اور اللہ اس کا مواخذہ نہ فرمائے گا۔ مزید وضاحت کے لئے عرض ہے کہ وہ ہزاروں لاکھوں مسلمان جن کا ذکر سطور بالا میں ہو چکا ہے اور ان کی تین قسمیں بھی بیان کی جا چکی ہیں اور ان تینوں قسموں کا حکم بھی مذکور ہو چکا ہے۔ ان تین نمازیوں کی طرح ہیں جن کے پاس نجاست لگا ہوا کپڑا ہے اور اس پر جو نجاست لگی ہوئی ہے وہ مقدار اتنی زیادہ ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے اس کپڑے سے نماز جائز نہیں۔

ایک وہ نمازی ہے جس نے جان لیا کہ کپڑے پر نجاست ہے اور یہ بھی جان لیا کہ اتنی نجاست کے ہوتے ہوئے نماز نہیں ہو سکتی۔ ظاہر ہے کہ وہ اپنے اس علم کی بناء پر ایسے کپڑے کے ساتھ نماز پڑھنے سے اجتناب کرے گا۔ دوسرا وہ نمازی ہے جو اس کپڑے کی نجاست کو جانتا ہے مگر غلط فہمی کی بناء پر

[1] جامع صغیر ج۲ ص۲۴

یہ نہیں جانتا کہ اس نجاست سے نماز نہیں ہو سکتی۔ اب اگر وہ شخص نماز کی محبت اور کمال شوق الی الصلوٰۃ کی بناء پر اس کپڑے کے ساتھ نماز پڑھ لے تو رحمت الٰہی سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا مواخذہ نہ فرمائے گا۔ اور اس کے شوق و محبت کی بناء پر اس کی نماز ضائع نہ ہونے دے گا۔ تیسرا وہ نمازی ہے جو سرے سے کپڑے کی نجاست کا علم ہی نہیں رکھتا اور کمال شوق عبادت اور نماز کی محبت میں اس کپڑے کے ساتھ نماز پڑھ لیتا ہے فضل ایزدی اور کرم خداوندی سے اس کے بارے میں بھی یہ امید کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے دامن عفو و کرم میں چھپا لے گا اور اس کی نماز مردود نہ ہوگی۔ یہ صحیح ہے کہ جاننے والے ایسے لوگوں کو صحیح بات ضرور بتائیں گے لیکن اس کے باوجود بھی اگر کسی کو صحیح بات نہ پہنچ سکے تو حکم مذکور مجروح نہ ہوگا۔ (ماہنامہ ترجمان اہلسنت، کراچی شمارہ فروری ۱۹۷۵ء)

جواب نمبر 2:- حضرت پیر طریقت مفتی محمد ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ خان محمد تونسوی سجادہ نشین خانقاہ سلیمانیہ (تونسہ شریف ڈیرہ غازی خان) اور حضرت میاں نور جہانیاں صاحب (چشتیاں) زیارت مدینہ منورہ کے دوران حضرت قبلہ مولانا ضیاء الدین مدنی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ موجودہ نجدی آئمہ کے مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ مولانا صاحب نے فرمایا جو ان کے عقیدے سے واقف ہو اس کی نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی البتہ نہ واقف کی ہو جائے گی۔ (ملفوظات خواجہ خان محمد تونسوی (مرتب ۱۹۸۵ء) مطبوعہ ملتان ص ۳۱)

اسی سلسلہ میں فرمایا کہ امامت اور نماز کا مسئلہ حجاز مکرمہ میں پہلی مرتبہ پیش نہیں آیا بلکہ اس سے پہلے بھی ایسے دور گزر چکے ہیں۔ کہ بہت سے مسلمانوں نے اس وقت کے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کیا۔ حتی کہ بعض صحابہ کرام کا بھی عمل یہی رہا، حضرت سیدنا عثمان غنی کی شہادت کے زمانے میں بہت سے صحابہ کرام اس وقت کے مقررہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کرتے تھے۔ کہ کہیں شہادت عثمان میں یہ بھی شامل نہ ہو۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری لعلامہ عینی حنفی ص ۲۳۱ جلد ۵ طبع مصر)

اسی طرح یزید اور حجاج بن یوسف کے مقرر کردہ امام کے پیچھے لوگوں نے نماز ادا نہیں کی۔

اب جو تھا دور ہے۔ بعض مفسد لوگوں کو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ کچھ مخصوص عقائد کے لوگ نجدی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے جبکہ لاکھوں پڑھتے ہیں۔ اگر لاکھوں مسلمان عقائد کی واقفیت کے بعد پڑھتے ہیں تو نماز کا ہونا محل نظر ہے۔ لیکن ہمیں معلوم ہے کہ عام مسلمان ان کے عقائد سے واقف نہیں ہیں بلکہ عقیدت مندی کی بناء پر نماز پڑھتے ہیں کہ یہ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کے امام ہیں۔

(قطب مدینہ (سوانح مولانا ضیاء الدین مدنی) ص ۲۰-۱۹ طبع جہانیاں ۱۹۹۵ء از راجہ شفیق احمد)

"حکومتیں بدلتی رہتی ہیں۔"

حضور سرور کائنات ﷺ کے ظاہری زمانہ کے فوراً بعد مسیلمہ کذاب اس کے متبعین اور مانعین زکوٰۃ جزیرہ عرب ہی میں مرتد ہوئے۔ اور ۳۲۰ھ میں عباسی خلیفہ مقتدر باللہ کے زمانہ میں مرتد ابو طاہر قرمطی کے فتنہ کے سبب حج بند ہو گیا۔ اس نے خاص حج کے زمانہ میں مکہ معظمہ پر غلبہ حاصل کیا مسجد حرام کے اندر ہزاروں حاجیوں کو قتل کر ڈالا اور مقدس پتھر حجر اسود پر اپنا گرز مار کر اس کو توڑ ڈالا پھر اس کو اکھاڑ کر اپنے دارالسلطنت ہجر میں لے گیا۔ یہاں تک کہ بیس برس تک کعبہ معظمہ سے حجر اسود جدا رہا۔ پھر عباسی خلیفہ مطیع کے زمانہ میں جب قرامطہ مغلوب ہو گئے تو حجر اسود پھر "ہجر" سے لا کر کعبہ معظمہ کی دیوار کے کونے میں بدستور سابق جوڑا گیا۔ ان ساری تفصیلات کو حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔ "قال محمد بن الربیع بن سلیمان کنت بمکۃ سنۃ القرامطۃ فصعد رجل لقطع المیزاب و انا اراہ فعیل صبری و قلت رب ما احملک فسقط الرجل علی دماغہ فمات وصعد القرمطی المنبر وھو یقول انا باللہ و باللہ انا اخلق الخلق وافنیھم انا"

یعنی محمد بن ربیع بن سلیمان نے بیان کیا کہ میں فتنہ قرامطہ کے سال مکہ شریف میں موجود تھا۔ میں نے دیکھا کہ ان کا ایک آدمی کعبہ معظمہ کے پرنالے کو اکھاڑنے کے لئے اس کی چھت پر چڑھ گیا۔ میں نے یہ منظر دیکھا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا میں نے کہا اے میرے پروردگار تو کیا ہی حلیم ہے۔ اسی وقت وہ شخص سر کے بل زمین پر گر پڑا اور مر گیا۔ اور ابو طاہر قرمطی مسجد حرام کے منبر پر چڑھ کر کہنے لگا کہ میں خدا کی قسم۔ خدا کی قسم میں مخلوق کو پیدا کرتا ہوں۔ اور ان کو فنا بھی کرتا ہوں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین جلد ثانی ص ۸۲۹) اور پھر خلیفہ مستعصم باللہ کے دور ۶۵۴ھ میں مدینہ طیبہ پر رافضیوں کا قبضہ رہا۔ اسی زمانہ میں مسجد نبوی میں ایسی بھیانک آگ لگ گئی کہ مسجد اور اس کی زیب و زینت کا سارا سامان جل کر راکھ ہو گیا۔ حضرت علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ آگ کے اس واقعہ کو لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

"ان الاستیلاء علی المسجد والمدینۃ کان فی ذلک الزمان للشیعۃ وکان القاضی والخطیب منھم حتی ذکر ابن فرحون ان اھل السنۃ لم یکون احد منھم یتظاھر بقراءۃ کتب اھل السنۃ"

یعنی اس زمانہ میں مسجد نبوی اور مدینہ شریف پر رافضیوں کا قبضہ تھا۔ قاضی شہر اور مسجد نبوی کے امام و خطیب سب رافضی ہی تھے۔ یہاں تک کہ ابن فرحون کا بیان ہے کہ کوئی شخص مدینہ منورہ میں اہل سنت و جماعت کی کتابوں کو علانیہ نہیں پڑھ سکتا تھا۔ (وفاء الوفاء جلد اول صـ ۲۰۴)

(فتاوی فیض الرسول صـ ۵۷-۵۸ جلد اول طبع لاہور ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۳ء از مفتی جلال الدین احمد امجدی (انڈیا))

نوٹ :- مفتی شجاعت علی قادری کا فتویٰ پیش کرو، "کسی نے" کہنے سے کام نہیں چلے گا۔

☆......**محمد بن عبدالوہاب نجدی اور مسئلہ تقلید ائمہ اربعہ :-**

ہم فروعی مسائل میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ پر ہیں۔ چونکہ آئمہ اربعہ (ابو حنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل) رحمہم اللہ کا طریقہ منضبط ہے۔ اس لئے ہم ان کے کسی مقلد پر انکار نہیں کرتے۔ ان کے سوا چونکہ اور لوگوں مثلاً روافض، زیدیہ، امامیہ وغیرہ کے مذاہب منضبط نہیں ہیں اس لیے ہم ان کو تسلیم نہیں کرتے۔ ہم لوگوں کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ چاروں ائمہ میں سے کسی ایک کی تقلید کریں۔ (دوسرا رسالہ، مصنفہ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب ص ۹۱ طبع امرتسر ۱۹۲۶ء)

معلوم ہوا محمد بن عبدالوہاب اور اس کے پیروکار امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے۔

پاکستانی غیر مقلدین (اہل حدیث) کا فتویٰ :-

سوال :- کیا ایک اہلحدیث کی نماز کسی غیر اہلحدیث کے پیچھے ہو جاتی ہے؟

جواب :- اہل حدیث کی نماز کسی غیر اہلحدیث (یعنی حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی وغیرہ) کے پیچھے کیسے ہو سکتی ہے۔ اہل حدیث حق، غیر اہل حدیث باطل۔ باطل حق کا امام کیسے ہو سکتا ہے۔ الخ

(اہل حدیث کی نماز غیر اہلحدیث کے پیچھے، ص ۲ ناشر اہل حدیث ٹرسٹ رجسٹرڈ)

(اہل حدیث چوک۔ کورٹ روڈ۔ کراچی فون ۲۱۳۸۹۰)

معلوم ہوا۔ علمائے نجد خواہ وہ خانہ کعبہ یا مسجد نبوی کے امام ہوں ان کے پیچھے پاکستانی اہلحدیثوں کی نماز نہیں ہوتی۔

اعتراض :- جب رمضان کی آخری رات آتی ہے تو زمین و آسمان اور ملائکہ اس کی جدائی کے غم میں روتے ہیں۔ (بہشتی جنتی زیور ...... ص ۱۳۹)

الجواب :- یہ مندرجہ ذیل حدیث نبوی کے الفاظ ہیں جن کو قطع برید کر کے نقل کیا گیا ہے۔

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ماہ رمضان کی آخری رات ہوتی ہے تو زمین و آسمان اور ملائکہ میری امت کی مصیبت کو یاد کر کے روتے ہیں۔ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ ﷺ کون سی مصیبت؟ فرمایا: رمضان المبارک کا رخصت ہونا۔ کیونکہ اس میں صدقات اور دعاؤں کو قبول کیا جاتا ہے۔ نیکیوں کا اجر، ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ عذاب دوزخ دور کیا جاتا ہے۔ تو رمضان المبارک کی جدائی سے بڑھ کر میری امت کے لیے اور کونسی مصیبت رہتی ہے۔

اس حدیث کی تائید ان احادیث نبویہ سے ہوتی ہے جن میں ایک مومن کے دنیا سے رخصت ہونے پر زمین و آسمان کا رونا مذکور ہے۔

حدیث :- ابن جریر، ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے "شعب" میں شریح بن عبید حضرمی سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مومن بھی مسافری کے حال میں مرتا ہے۔ اور اسکو رونے والیاں نہیں روتی تو اس پر آسمان و زمین روتے ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ "فما بکت علیہم السماء والارض" اور فرمایا یہ کافروں پر نہیں روتے۔

حدیث :- ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کی کہ ان سے پوچھا گیا کیا کسی کے مرنے پر زمین و آسمان روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ہر انسان کے لیے دو دروازے ہیں ایک تو وہ جس سے اس کا عمل جاتا ہے۔ دوسرا وہ جس سے اس کا رزق اترتا ہے۔ جب وہ مر جاتا ہے۔ تو یہ دونوں اس کے لیے روتے ہیں۔ کیونکہ یہ بند ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح وہ زمین جس پر یہ نماز پڑھتا تھا اور ذکر خدا کرتا تھا، روتی ہے۔

حدیث :- ابن جریر نے ضحاک سے روایت کی کہ مومن بندے کی موت پر زمین کے وہ حصے روتے ہیں۔ جن پر اس کے نشانات ہیں اور آسمان کے وہ حصے روتے ہیں جن سے عمل خیر جاتا تھا۔

حدیث :- سعید بن منصور اور ابن ابی الدنیا نے محمد بن منتشر سے روایت کی کہ آسمان و زمین مومن کی موت پر روتے ہیں۔ آسمان کہتا ہے۔ کہ اس کی نیکیاں برابر آتی رہتی تھیں اور زمین کہتی ہے کہ یہ برابر مجھ پر نیک عمل کرتا تھا۔

حدیث :- عطاء سے مروی ہے کہ آسمان کے رونے سے مراد اس کے کناروں کا سرخ ہونا ہے۔

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور ص ۱۰۱، ۱۰۲ از امام سیوطی طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

اسی طرح جب رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور مومنین جو کثرت سے عبادت کرتے تھے وہ سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ اس لیے زمین و آسمان ماہ رمضان المبارک کی جدائی میں روتے ہیں۔

اعتراض :- جو شخص رمضان المبارک کے آنے کی خوشی اور جانے کا غم کرے اس کے لیے جنت ہے۔ اللہ پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے۔ (بہشتی جنتی زیور ...... ص ۱۳۹)

الجواب :- حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں :-

حدیث موضوع درج ذیل باتوں کے خلاف ہوگی۔

(۱) نص قرآن (۲) حدیث متواترہ (۳) اجماع قطعی (۴) صریح عقل (۵) جو قابل تاویل نہ ہو۔ چونکہ زیر بحث حدیث میں یہ علامات نہیں پائی جاتیں۔ اس لئے یہ حدیث موضوع نہیں بلکہ ضعیف ہے۔ اور ضعیف حدیث فضائل و اعمال میں قبول ہوتی ہے۔

☆ ..... نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں :- "احادیث ضعیفہ در فضائل واعمال معمول بہا است"

(مسک الختام شرح بلوغ المرام ص ۲۰۵ جلد اول طبع بھوپال ۱۳۰۲ھ)

اعتراض :- قادری صاحب نے لکھا ہے۔ روزے کے تین درجے (قسمیں) ہیں۔ اول عوام کا روزہ۔ دوم خواص (یعنی خاص لوگوں) کا روزہ۔ سوم اخص الخواص کا روزہ۔ (میٹھی میٹھی سنتیں .... ص ۱۵۰)

الجواب :- روزے کے تین درجات فقط قادری صاحب نے ہی نہیں بلکہ ان سے پیشتر جید علماء اسلام نے تحریر فرمائے ہیں۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

O--- علامہ ابوبکر علی بن محمد المعروف بالحدادی العبادی الزبیدی (م ۸۰۰ھ) لکھتے ہیں :-

روزے کے تین درجے ہیں۔

(۱) ... عام لوگوں کا روزہ کہ پیٹ اور شرمگاہ کو کھانے پینے اور جماع سے روکنا ہے۔

(۲) ... خواص کا روزہ : کہ ان کے علاوہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں اور تمام اعضاء کو گناہ سے باز رکھنا۔

(۳) ... خاص الخواص : کہ تمام ماسوا اللہ سے اپنے کو بالکلیہ جدا کر کے صرف اسی کی طرف متوجہ رہنا۔

(جوہرۃ النیرہ جلد اول طبع ملتان) ص۱۹۶

O--- حضرت امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) لکھتے ہیں :- روزہ تین درجوں پر منقسم ہے۔

(۱) عوام کا روزہ (۲) خواص کا روزہ (۳) خواص الخواص کا روزہ

(کیمیائے سعادت ص ۱۲۹ طبع لاہور)

O--- نیز امام غزالی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

"اعلم ان الصوم ثلاث درجات : صوم العموم و صوم الخصوص و صوم خصوص الخصوص۔"

یعنی روزہ کے تین درجات ہیں۔ (۱) عوام کا روزہ (۲) خواص کا روزہ (۳) خواص الخواص کا روزہ

(احیاء علوم الدین للامام الغزالی ص ۲۳۵ جلد اول طبع مصر)

O--- امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ (م ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں :- روزہ رکھنے والوں کے دو طبقات ہیں۔ مسلمان جب روزہ رکھتے ہیں اور شب کو عبادتیں کرتے ہیں اور جو ان میں سے کاملین ہیں وہ نورانی کے دریا میں غوطہ لگاتے ہیں اور ان کی دعا سب مسلمانوں کا احاطہ کر لیتی ہے۔ اور ان کے انوار کا ادنیٰ درجہ کے لوگوں پر پرتو پڑتا ہے۔ اور ان کی دعا تمام گروہ پر چھا جاتی ہے۔ الخ

(حجۃ اللہ البالغہ (اردو) ص ۳۷ ۳ طبع کراچی)

ملا علی قاری حنفی نے "طبقات الحنفیہ" میں ان کے متعلق لکھا ہے۔ "آپ عالم، عامل، فاضل، بے بدل اور بڑے متقی و پرہیزگار تھے۔ ہر روز چودہ کتابوں کا درس دیتے تھے۔ (تذکرۃ المصنفین باحوال المصنفین ص ۲۱۲ طبع کراچی ۱۹۸۶ء)

O--- سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی (م ۵۶۱ھ) لکھتے ہیں :-

روزے کے تین درجات ہیں۔

(۱) ... شریعت کا روزہ (۲) ... طریقت کا روزہ (۳) ... حقیقت کا روزہ

(سر الاسرار (عربی - اردو) ص ۷۰ تا ۷۵ طبع لاہور ۱۴۰۱ھ از غوث الاعظم)

اعتراض :- جو رمضان میں مر جائے اس سے سوالات قبر بھی نہیں ہوتے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں .... ص ۱۴۸)

الجواب :- فیضان سنت کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

"جو خوش نصیب مسلمان ماہ رمضان میں انتقال کرتا ہے۔ اس کو سوالات قبر سے امان مل جاتی ہے۔ اور وہ عذاب قبر سے بھی بچ جاتا ہے۔ اور جنت کا حقدار قرار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرات محدثین کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا قول ہے کہ جو مومن اس مہینہ میں مرتا ہے وہ سیدھا جنت میں جاتا ہے۔ گویا اس کے لیے دوزخ کا دروازہ بند ہے۔ اور اگر کوئی کافر مرتا ہے۔ تو وہ سیدھا دوزخ میں جاتا ہے گویا اس کے لیے دوزخ کا دروازہ کھلا ہے۔

حضور پر نور ﷺ نے فرمایا : جب رمضان (کا مہینہ) آتا ہے۔ جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ (مسلم ص ۳۴۹ جلد اول طبع کراچی ۱۳۷۵ھ)

O--- امام ابی الحسن سندھی "غلقت ابواب النار" کے تحت لکھتے ہیں :-

"لا ینافی موت الکفرۃ فی رمضان و تعذیبهم بالنار فیه اذ یکفی فی عذابهم فتح باب صغیر من القبر الی النار۔ الخ"

(حاشیہ صحیح مسلم ص ۳۴۷-۳۴۶ جلد اول طبع کراچی ۱۳۷۵ھ)

معلوم ہوا کہ مومن کے لیے جہنم کے دروازے بند ہوتے ہیں۔ رمضان المبارک میں مرنے والے مومن کا جب قبر میں حساب لیا جائے گا تو وہ جنت کا مستحق ہو گا یا جہنم کا؟ اگر جہنم کا مستحق ہو گا تو جہنم کے دروازے بند ہونے کی وجہ سے اسے لامحالہ جنت نصیب ہو گی۔ تو اللہ تعالیٰ اپنی بیکراں رحمت کا اظہار فرماتے ہوئے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ ماہ رمضان میں مرنے والے سے قبر میں حساب ہی نہ لو۔ اور جنت کی طرف سے ایک چھوٹا دروازہ اس کے لیے کھول دو۔

اعتراض :- جس نے بغیر شرعی مجبوری کے ایک بھی روزہ رمضان ترک کیا تو وہ دو لاکھ برس جہنم کی آگ میں جلتا رہے گا۔ (میٹھی میٹھی سنتیں .... ص ۱۵۰)

الجواب :- فیضان سنت میں یہ عبارت اس طرح منقول ہے۔

"بغیر کسی صحیح مجبوری کے رمضان المبارک کا روزہ ترک کرنے پر سخت وعیدیں بھی ہیں۔ رمضان شریف کا ایک روزہ جو بلا کسی عذر شرعی کے جان بوجھ کر چھوڑ دے تو ایک حدیث کے مطابق

اسے نو لاکھ برس جہنم کی آگ میں جلنا پڑے گا۔ (فیضان سنت ص ۱۲۵)

حدیث کا لفظ (۱) نبی کریم ﷺ کے قول۔ فعل۔ تقریر۔
(۲) صحابی کے قول۔ فعل۔ تقریر (۳) تابعی کے قول۔ فعل۔ تقریر پر بولا جاتا ہے۔

(فتح الباقی فی شرح الفیۃ العراقی) (خیر الاصول فی حدیث الرسول ص ۲ طبع ملتان)

قادری صاحب کا یہ طریقہ کار ہے کہ حدیث رسول درج کرتے وقت حضور ﷺ کا اسم گرامی ضرور تحریر کرتے ہیں۔ زیر بحث حدیث میں چونکہ لفظ حدیث کے ساتھ آپ کا اسم گرامی درج نہیں ہے اس لیے یہ صحابی یا کسی تابعی کا قول ہے۔ جو کہ ترک فرضی روزہ کی وعید میں بطور مبالغہ استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ احادیث میں اسکی مثالیں موجود ہیں۔

اعتراض :- ابن لعل دین نے تین روایات نقل کر کے ان پر طنز کیا ہے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۱۵۰-۱۵۱)

الجواب نمبر 1 :- ﴿پہلی روایت﴾ :- اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی ہر شب میں افطار کے وقت ساٹھ ہزار گناہگاروں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے۔ اور عید کے دن سارے مہینے کے برابر گناہگاروں کی بخشش کی جاتی ہے۔ اس روایت کو محدث ابو العباس شہاب الدین احمد بن علی بن حجر الہیتمی المکی (م ۹۷۴ھ) نے اپنی تالیف "الزواجر عن اقتراف الکبائر" میں نقل کیا ہے۔ (الزواجر ص ۱۹۸ جلد اول طبع بیروت ۱۴۰۸ھ)

☆...... شیخ نجم الدین غزی لکھتے ہیں :- علامہ ابن حجر متاخرین علماء کے معتمد علیہ ہیں۔ اور فتویٰ دینے میں رافعی، نووی اور متاخرین میں قاضی زکریا انصاری کے بعد ان ہی کے کلام کی طرف مراجعت کی جاتی ہے۔ اور یہی مکہ کے فقیہ، واعظ اور محدث تھے۔

(شرح مجلہ بلفہ ص ۳۳۱ طبع کراچی ۱۹۶۲ء از مولانا عبد الحلیم چشتی)

☆...... علامہ شوکانی غیر مقلد (م ۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں :- وہ زاہد تھے۔ دنیا کو ہیچ سمجھتے تھے۔ اور سلف کے طریقہ پر تھے۔ بھلائی کا حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے تھے۔ مرتے دم تک ان باتوں پر عمل کرتے رہے۔ (البدر الطالع جلد اول)

﴿دوسری روایت﴾ :- اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کے ہر روز دس لاکھ گناہگاروں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔ اور جب ۲۹ ویں رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کیے ان کے مجموعے کے برابر ایک رات میں آزاد کر دیتا ہے۔ اس روایت کو محدث احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق اصبہانی (م ۴۳۰ھ) نے نقل کیا ہے۔

☆...... حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی محدث اصبہانی کے متعلق فرماتے ہیں :-
ان کے اسانید بلند ہونے اور وفور حفظ اور فضیلت علم کی وجہ سے ایک عرصہ تک لوگوں کی

رغبت ان کی جناب میں رہی۔...... خطیب بغدادی ان کے خاص الخواص شاگردوں میں سے تھے۔ ابو سعید مالینی۔ ابو صالح مؤذن۔ ابو علی حسن بن احمد حداد، ابو سعید محمد بن محمد۔ ابو منصور محمد بن عبد اللہ شرانی اور ان کے علاوہ بہت سے محدثین کو ان کی شاگردی کا فخر حاصل ہے۔

(بستان المحدثین ص ۳۷ طبع کراچی)

﴿تیسری روایت﴾ :- اللہ عز وجل ماہ رمضان میں روزانہ افطار کے وقت دس لاکھ ایسے گناہگاروں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔ جن پر گناہوں کی وجہ سے جہنم واجب ہو چکا تھا۔ نیز شب جمعہ اور روز جمعہ (یعنی جمعرات غروب آفتاب سے لے کر جمعہ کے غروب آفتاب تک) کی ہر ہر گھڑی میں ایسے دس دس لاکھ گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے جو عذاب کے مستحق قرار دیے جا چکے ہیں۔ اور جب رمضان کا آخری دن ہوتا ہے۔ تو پہلی رمضان سے لے کر اب تک جتنے آزاد ہوئے تھے اس کی گنتی کے برابر اس آخری دن میں آزاد کیے جاتے ہیں۔

اس روایت کو امام الاولیاء والعلماء نصر بن محمد بن احمد ابو اللیث سمرقندی (م ۳۷۳ھ) نے اپنی مشہور تالیف "تنبیہ الغافلین" میں نقل فرمایا ہے۔ (ص ۳۲۲ (اردو) طبع ملتان)

اور اس بشارت میں فقط مسلمان انسان روزہ دار ہی نہیں بلکہ مسلمان جن روزہ دار بھی شامل ہیں۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ مطلق ہیں۔

☆...... صاحب حدائق الحنفیہ فرماتے ہیں :- نصر بن محمد بن احمد ابو اللیث فقیہ سمرقندی المشہور امام الہدیٰ، علمائے کبار میں سے امام کبیر، فاضل بے نظیر فقیہ جلیل القدر محدث وحید العصر زاہد متورع، ایک لاکھ حدیث یاد رکھتے تھے۔ ۳۷۳ھ میں وصال ہوا۔ (حدائق الحنفیہ ص ۲۰۶ طبع لاہور)

☆...... مولانا عبد الحی لکھنوی لکھتے ہیں :- نصر بن محمد بن احمد ابو اللیث الفقیہ السمرقندی المشہور بامام الہدیٰ۔ الخ (الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ ص ۲۲۰ طبع کراچی)

☆...... اسماعیل پاشا بغدادی لکھتے ہیں :- ابو اللیث السمرقندی۔ نصر بن محمد الفقیہ الحنفی الملقب بامام الہدیٰ الخ (ہدیۃ العارفین جلد دوم ص ۴۹۰ طبع دار الفکر ۱۴۰۲ھ / 1982ء)

☆...... محدث ابن قطلوبغا (م ۸۷۹ھ) لکھتے ہیں :- نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم ابو اللیث السمرقندی امام الہدیٰ الخ (تاج التراجم فی طبقات الحنفیہ ص ۷۹ طبع کراچی ۱۴۰۱ھ)

اگر قادری صاحب مندرجہ بالا روایات کو نقل کرنے کی وجہ سے مورد طعن ہیں تو درج ذیل نفوس قدسیہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ جنہوں نے ان روایات کو اپنی اپنی تالیفات میں تحریر کیا ہے۔

ذرا قلم کو جنبش دیجئے!!!

(۱)... علامہ ابن حجر مکی (م ۹۷۴ھ)

(۲)... محدث احمد بن عبداللہ اصبہانی (م ۴۳۰ھ)

(۳)... نصر بن محمد ابو اللیث سمرقندی (م ۳۷۵ھ)

الجواب نمبر 2 :- ماہ رمضان اور روزہ کی فضیلت بیان کرنے کے لیے ان روایات میں کلام کا تعلق مبالغہ سے ہے۔ جس کو ابن لعل دین سمجھنے سے قاصر ہے۔

مثال نمبر 1 :- "وعن ابی ذر قال اتیت النبی ﷺ وعلیہ ثوب ابیض وھو نائم ثم اتیتہ وقد استیقظ فقال ما من عبد قال لا الہ الا اللہ ثم مات علی ذلک الا دخل الجنۃ قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق ۔ الخ (مشکوٰۃ ص ۱۴ طبع ملتان)

☆...... **ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں :-**

"ھذہ الواو واو المبالغۃ الخ" (مشکوٰۃ ص ۱۴ حاشیہ نمبر ۹ طبع ملتان)

مثال نمبر 2 :- نبی کریم ﷺ نے فرمایا : " من قال حین یاوی الی فراشہ استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ ثلاث مرات غفر اللہ لہ ذنوبہ وان کانت مثل زبد البحر و عدد رمل عالج و عدد ورق الشجر و عدد ایام الدنیا. (احیاء علوم الدین ص ۳۱۳ جلد اول طبع مصر)

ترجمہ :- جو شخص سوتی دفعہ تین بار پڑھے۔ استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم اس کے تمام گناہوں کو (اللہ تعالیٰ) بخش دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ کف دریا اور ریگ بیاباں اور برگ درختاں اور دنیا کے تمام ایام کی تعداد میں کیوں نہ ہوں۔

(ف) :- اس حدیث میں استغفار کی فضیلت کو اجاگر کرنے کے لیے کلام مبالغہ کا استعمال ہوا ہے۔

اعتراض :- زیر بحث روایات میں سے نمبر 3 روایت کو لکھ کر ابن لعل دین لکھتا ہے۔

"اس فرقہ کی دیکھیں " منتا " کو کیا ہو گیا ہے۔ الخ (مجلی مجلی منتہیٰ یا .... ص ۱۵۱)

الجواب :- (نعوذ باللہ) حضرت سید نا شیخ عبدالقادر جیلانی کی " منتا " کو کیا ہو گیا تھا۔ آپ لکھتے ہیں :- "ابن عباس سے روایت ہے .... جب ماہ رمضان میں جمعہ کا دن اور جمعہ کی رات آتی ہے تو اس دن رات کی ہر ایک ساعت میں اللہ تعالیٰ ہزار ہا (ہزار × ہزار = دس لاکھ) ایسے گنہگاروں کو بخش دیتا ہے۔ جو دوزخ کی آگ میں سزا پانے کے مستحق ہوتے ہیں۔ اور ماہ رمضان کے آخری روزے میں اتنے بندوں کو آزاد کر دیتا ہے۔ جتنے کہ تمام رمضان میں آزاد کیے جاتے ہیں۔ الخ"

(غنیۃ الطالبین (اردو) مترجم مولوی احمد مدراسی طبع لاہور ۱۳۹۷ھ ص ۳۸۴)

(ف) :- مولوی احمد مدراسی غیر مقلد لکھتا ہے۔ امام السالکین قدوۃ العارفین الشیخ عبدالقادر جیلانی امت مسلمہ کی ایک مایہ ناز شخصیت ہیں۔ عظیم المرتبت حنبلی عالم و واعظ اور بلند پایہ محدث و فقیہ ہونے کے ساتھ آپ ولایت کے نہایت اعلیٰ مقامات پر فائز تھے۔ سلسلہ قادریہ کے بانی تھے۔ آپ کا شمار اولیاء کبار اور صوفیاء عظام میں ہوتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین، مترجم مولوی احمد مدراسی غیر مقلد ص ۱۱ طبع لاہور ۱۳۹۷ھ)

اعتراض :- جو رمضان المبارک کی آخری رات میں دس رکعات نماز پڑھے (اس طرح) کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص دس مرتبہ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تمام مہینہ کی عبادت قبول کرلے گا۔ اور تیس ہزار سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں درج فرمائے گا۔

(مجلی مجلی منتہیٰ یا .... ص ۱۵۱)

الجواب :- درج ذیل روایات اس روایت کی مؤید ہیں :-

(۱)...... یزید بن رقاشی نے انس بن مالک سے روایت کی کہ خدا کے رسول مقبول ﷺ نے فرمایا : اگر کوئی آدمی سہ شنبہ کے روز جب پہر بھر دن نکل آتا ہے۔ نماز کی دس رکعت ادا کرتا ہے .... اور ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھے ایک دفعہ ہی آیت الکرسی اور تین دفعہ قل ھو اللہ احد تو ستر روز تک اس آدمی کے اعمال نامہ میں اس کا کوئی گناہ درج نہیں ہوتا۔ اور اگر ستر روز کے اندر اندر ہی مر جائے تو اس کو شہید کا مرتبہ عطا کیا جاتا ہے۔ اور اس کے ستر برس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

(غنیۃ الطالبین ص ۹۱۶ طبع لاہور ۱۳۹۷ھ)

(۲)...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جو (رجب) کے آخر میں دس رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں ایک دفعہ سورۃ فاتحہ پڑھے اور تین دفعہ قل ھو اللہ احد اور تین دفعہ ہی سورۃ الکافرون اور جب سلام پھیر چکے تو درج ذیل دعا پڑھے .... ہر رکعت کے عوض میں ہزار ہزار رکعت کا ثواب تیرے لیے لکھیں گے۔ اور دوزخ کی آگ سے آزادی لکھی جاوے گی۔ الخ (غنیۃ الطالبین ص ۳۵۸ طبع لاہور ۱۳۹۷ھ)

جب غیر رمضان میں دس رکعات نفل پڑھنے کا اس قدر ثواب ہے تو رمضان میں تو اور زیادہ ہو گا۔

اعتراض :- جو شخص مغرب سے لے کر عشاء تک معتکف رہے، نماز اور تلاوت کے سوا کوئی کلام نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ .... معتکف کے لیے جنت میں محل تیار کرے۔

(مجلی مجلی منتہیٰ یا .... ص ۱۵۲)

الجواب :- فیضان سنت ص ۱۳۳۵ پر یہ حدیث یوں منقول ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص مسجد میں مغرب سے لے کر عشاء تک معتکف رہے۔ نماز اور قرآن مجید کی تلاوت کے سوا کلام نہ کرے تو اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ اپنے کرم سے اس (معتکف) کے لیے جنت میں محل تیار کرے۔

اس حدیث مبارکہ کو علامہ عبدالوہاب بن احمد بن علی بن احمد بن موسیٰ الانصاری الشافعی الشعرانی المصری (م ۹۷۳ھ) نے اپنی تالیف "کشف الغمہ عن جمیع الامۃ" میں نقل کیا ہے۔

☆...... علامہ عبدالرؤف مناوی طبقات میں لکھتے ہیں :- علامہ (عبدالوہاب شعرانی) ہمارے شیخ، عالم، عابد، زاہد، فقیہ، محدث، اصولی، صوفی اور سالک کی زینت کرنے والے جو محمد بن حنفیہ کی اولاد میں سے تھے۔ الخ (شرح مجالس ابرار از عبدالحلیم چشتی ص ۳۰۸ طبع کراچی ۱۹۹۶ء)

☆...... حافظ ڈاکٹر عبدالرشید (غیر مقلد) فاضل مدینہ یونیورسٹی (اسلام آباد) لکھتے ہیں :-

" الشیخ عبدالوھاب بن علی بن احمد بن موسیٰ الانصاری الشافعی المصری الشعرانی وقیل الشعراوی تولد بمصر ۸۹۹ھ کان العامل العابد الزاھد الفقیہ المحدث الصوفی الاصولی الخ" (الحطۃ الثانیہ مع التعلیقات السلفیۃ ص ۹۲ مطبوعہ طبع ملتان ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۶ء)

☆...... مولوی محمد اشرف سندھو (غیر مقلد) لکھتے ہیں۔

علامہ شعرانی نانویں صدی ہجری کے مشاہیر میں سے تھے۔ (تاریخ التقلید ص ۱۲۵)

☆...... مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی (غیر مقلد) لکھتے ہیں :-

مجھ ناکارہ کو ان سے کمال حسن عقیدت ہے۔ میں نے ان کی کتب سے سلوک و فروع کے متعلق بہت فیض حاصل کیا۔ الخ (تاریخ اہل حدیث بر حاشیہ ص ۱۱۰)

☆...... نواب صدیق حسن خان بھوپالی (غیر مقلد) لکھتے ہیں :-

علامہ شعرانی عالم۔ محدث۔ صوفی۔ صاحب کرامات کثیرہ۔ تالیفات شہیرہ۔ متبع سنت۔ مجتنب من البدعۃ۔ جامع بین الشریعۃ والطریقۃ تھے۔ (تاج مکلل)

اعتراض :- اعتکاف کی فضیلت کے متعلق دو روایت لکھ کر طنز کیا ہے۔ (جیسی ملتی ...... ص ۱۵۱-۱۵۲)

الجواب :- ﴿ پہلی روایت ﴾ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص خالص نیت سے بغیر ریا اور بلا خواہش شہرت ایک دن کا اعتکاف بجالائے۔ اسکو ہزار راتوں کی شب بیداری کا ثواب ملے گا۔ اور اس کے اور دوزخ کے درمیان کا فاصلہ پانچ سو برس کی راہ کا ہوگا۔ (فیضان سنت ص ۱۳۳۵)

﴿ دوسری روایت ﴾ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جو شخص رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں صدق و اخلاص کے ساتھ اعتکاف کرے گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ہزار سال کی عبادت درج فرمائے گا۔ اور قیامت کے دن اس کو عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔ (فیضان سنت ص ۱۳۳۹)

ان دونوں روایات میں موضوع حدیث کی علامات نہیں پائی جاتیں۔ اسلئے یہ روایات ضعیف ہیں۔ اور ضعیف حدیث عند المحدثین فضائل و اعمال میں قبول ہوتی ہیں۔

"احادیث ضعیف در فضائل و اعمال معمول بہا است"

(مسک الختام، نواب صدیق حسن خان غیر مقلد ص ۵۰۶ جلد اول ع ۱۳۳۲ھ)

☆...... میاں نذیر حسین دہلوی (غیر مقلد) لکھتا ہے۔

"حدیث ضعیف فضائل میں مقبول ہے۔" (فتاویٰ نذیریہ ص ۳۰۳ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

علاوہ ازیں درج ذیل احادیث ان روایات کی مؤید ہیں۔

O---- حضرت امام حسین سے روایت ہے۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا : جس نے رمضان المبارک میں دس یوم کا اعتکاف کیا تو وہ ایسا ہے جس طرح اس نے دو حج اور دو عمرے کئے"

(بیہقی۔ ترغیب ص ۱۳۹ جلد دوم)

O---- عبداللہ بن عباس سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : کہ جو شخص ایک دن کا اعتکاف اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان تین خندقوں کی دیوار کر دیتا ہے۔ ان خندقوں کا فاصلہ زمین و آسمان کے فاصلے سے بھی زیادہ ہے۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط البیہقی واللفظ لہ والحاکم مختصرا و قال صحیح الاسناد کذا فی الترغیب و قال السیوطی فی الدر صححہ الحاکم و ضعفہ البیہقی)

O---- حضرت ابن عباس سے روایت ہے : کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : "کہ معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اور اس کے لیے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں جتنی کہ کرنے والے کے لیے۔"

" قال فی المعتکف ھو یعتکف الذنوب و یجزی لہ من الحسنات کعامل الحسنات کلھا۔" (مشکوٰۃ ص ۱۸۳ ، عن ابن ماجہ)

اعتراض :- جو کوئی رمضان المبارک میں ایک رکعت نماز پڑھے گا۔ اس کو اتنا ثواب ملے گا جو غیر رمضان میں دو لاکھ رکعت پڑھنے سے ملتا ہے اور جو کوئی رمضان المبارک میں ایک دفعہ سبحان اللہ کہے گا، اس کو اس قدر ثواب ملے گا جو غیر رمضان میں ایک لاکھ مرتبہ سبحان اللہ کہنے سے ملتا ہے اور جو کوئی رمضان المبارک میں کسی ننگے کو کپڑے پہنائے گا تو قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے اللہ اس کو ساٹھ لاکھ جنتی حلے پہنائے گا۔ (جیسی ملتی بیتی یا...... ص ۱۵۲)

درج ذیل حدیث کے خط کشیدہ الفاظ کے تحت ابن لعل دین لکھتا ہے۔

" ایک آدمی ایک سوٹ پر دوسرا سوٹ اور دوسرے سوٹ پر تیسرا سوٹ نہیں پہن سکتا جبکہ ان کے مطابق قیامت کو وہ ساری مخلوق کے سامنے ...... ایک نہیں بلکہ ساٹھ لاکھ سوٹ ایک دوسرے پر پہنے گا۔ یہ کیسی کیفیت ہوگی؟ یہ کیسے ممکن ہوگا؟ اسکا جواب یہ فرقہ دینے سے قاصر ہے۔ (جیسی ملتی...... ص ۱۵۲)

الجواب :- جنت کی نعمتوں کو دنیا کی اشیاء پر قیاس کرنا باطل ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیز تیار کی ہے جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ کسی کان نے نہیں سنا۔ اور نہ کسی آدمی کے دل پر اس کا خیال گزرا ہے۔ اسکی تصدیق میں یہ آیت پڑھی "پس نہیں جانتی کوئی جان جو ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث چیز چھپا کر رکھی گئی ہے۔" (متفق علیہ) مشکوٰۃ ص ۴۹۵ طبع ملتان)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جنت میں داخل ہوگا وہ چین میں رہے گا۔ کبھی فکرمند نہ ہوگا۔ اس کے کپڑے کبھی بوسیدہ نہیں ہوں گے۔ اس کی جوانی ختم نہ ہوگی۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۹۶ طبع ملتان)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ سے، اے اللہ کے رسول ﷺ مخلوق کس چیز سے پیدا کی گئی ہے فرمایا پانی سے۔ ہم نے کہا جنت کی تعمیر کیسی ہے فرمایا۔ ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی۔ اس کا گارا خالص مشک سے ہے اسکی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں۔ اس کی مٹی زعفران ہے۔ جو شخص اس میں داخل ہوا چین سے رہے گا۔ مشقت نہیں دیکھے گا۔ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ مرے گا نہیں۔ ان کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوں گے۔ ان کی جوانی فنا نہیں ہوگی۔

(رواہ احمد، ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ ص ۴۹۷ طبع ملتان)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت، جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے۔ نہ تھوکیں گے نہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ کریں گے۔ نہ ناک جھاڑیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کھانے کا فضلہ کیا ہے گا۔ فرمایا ڈکار لیں گے اور کستوری کی طرح پسینہ بہائیں گے۔ الخ

(رواہ مسلم) (مشکوٰۃ ص ۴۹۶ طبع ملتان)

اسکے بعد ہم رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ پیش کرتے ہیں جس سے ابن لعل دین کے تمام ذاتی مفروضے باطل ہو جائیں گے۔

﴿جنتی حلّوں کی کیفیت﴾

حضرت ابوسعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ دوسری جماعت کے چہرے آسمان میں نہایت درخشندہ ستارے کی طرح ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک کے لیے دو بیویاں ہوں گی۔ ہر بیوی ستر (۷۰) حلّے پہنے گی کہ اس کی پنڈلیوں کا گودا ان سے نظر آئے گا۔

(رواہ ترمذی، مشکوٰۃ ص ۴۹۷ طبع ملتان) (تحفۃ الاخوان (اردو) ص ۳۲۲ طبع لاہور ۱۳۹۵ھ)

معلوم ہوا : کہ جنتی حلے کو دنیا کے کوٹ پر قیاس کرنا جہالت ہے۔

اعتراض :- ابن لعل دین درج ذیل عنوان کے تحت طراز لکھتا ہے۔

سات ہزار سال کے روزے اور قیام شب کا ثواب

جس نے علم دین کے ایک باب کا علم حاصل کیا، وہ علم اس کو دنیا اور آخرت میں نفع پہنچائے گا۔ اللہ اس کے لیے دنیاوی عمر کے ایسے سات ہزار سال کی نیکیاں عطا فرمائے گا جن سالوں کے دن روزے میں اور راتیں قیام میں مقبول، غیر مردود گزری ہیں۔ (بہشتی جنتی کنجیاں ......ص ۱۵۳)

الجواب :- اس روایت کو حضرت محمد بن ابوبکر العصفوری نے درج ذیل سند کے ساتھ اپنی تالیف "موعظہ حسنہ" میں نقل کیا ہے۔

حضرت ابراہیم نے حضرت علقمہ سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے علم دین کے ایک باب کا علم حاصل کیا وہ علم اس کی دنیا اور اس کی آخرت میں نفع پہنچائے گا۔ اللہ اس کے لیے دنیاوی عمر کے ایسے سات ہزار سال کی نیکیاں عطا فرمائے گا جن سالوں کے دن روزے اور راتیں قیام میں مقبول و غیر مردود گزری ہیں۔

(موعظہ حسنہ ص ۱۲ طبع کراچی از امام محمد بن ابوبکر عصفوری)

○---روایت کے پہلے راوی "حضرت ابراہیم بن یزید نخعی"

ابراہیم نخعی کوفہ کے ممتاز ترین تابعین میں سے ہیں۔ ان کے ماموں علقمہ بن قیس (م ۶۲ھ) اور چچا اسود دونوں کوفہ کے ممتاز محدثین میں سے تھے۔ ابراہیم نے انہی کے دامن میں پرورش پائی۔ ابوزرعہ نخعی کہتے ہیں کہ وہ اعلام اہل اسلام میں سے ایک عالم تھے۔ ان کو حدیث و فقہ دونوں پر پوری دسترس حاصل تھی۔ حافظ ذہبی نے انہیں فقیہ عراق اور امام نووی فقیہ کوفہ کہتے ہیں۔ عبدالبر اندلسی کہتے ہیں علم حدیث میں بڑا مرتبہ رکھتے تھے۔ عراق کے فقیہ اور امام تھے۔ ۹۶ھ میں انتقال ہوا۔ وفات ہوئی تو شعبی پکار اٹھے۔ خدا : نخعی نے اپنی نظیر نہیں چھوڑی۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں : ابراہیم بن یزید ثقہ عابد تھے۔

(تقریب التہذیب ص ۲۹ طبع انڈیا) (طبقات ابن سعد ص ۲۸۶ جلد ۶) (العلم والعلماء ص ۲۸۰)

(تابعین از شاہ معین الدین ندوی ص ۲ تا ۱۲ طبع اعظم گڑھ (انڈیا) ۱۹۳۷ء / ۱۳۵۶ھ)

○---روایت کے دوسرے راوی "علقمہ بن قیس"

آنحضرت ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے۔ فضل و کمال اور زہد و ورع کے لحاظ سے ممتاز تابعین میں سے تھے۔ حضرت علی۔ حضرت عمر۔ عبداللہ بن مسعود۔ حذیفہ بن یمان۔ سلمان فارسی۔ ابی مسعود بدری۔

ابو درداء انصاری وغیرہ اکابر صحابہ سے انہوں نے روایتیں کیں۔ لیکن فقیہہ الامت حضرت عبداللہ بن مسعود کے سرچشمہ فیض سے خصوصیت کے ساتھ زیادہ مستفید ہوئے۔

علقمہ کو قرآن، حدیث اور فقہ جملہ علوم میں یکساں کمال حاصل تھا۔ امام احمد بن حنبل ان کو صالح ثقہ علامہ ابن سعد کثیر الحدیث اور حافظ ذہبی امام بارع لکھتے ہیں۔ ۶۲ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

(تابعین، ترجمہ علقمہ بن قیس، از معین الدین ندوی طبع انڈیا ۱۹۴۳ء)

اس لیے اس روایت پر طنز کرنا سراسر بدبختی ہے۔ اگر اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے کسی اونٰی عمل کو قبول فرما کر بے حد و شمار ثواب سے نواز دے تو اس کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں اور اس کی ذات بے حد رحیم و کریم اور معطی ہے۔

نیز اس روایت میں موضوع حدیث کی علامات نہیں پائی جاتیں۔ اس لیے یہ حدیث ضعیف ہے اور ضعیف حدیث عند المحدثین فضائل و اعمال میں قبول ہوتی ہے۔

☆..... میاں نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں :- "حدیث ضعیف فضائل میں مقبول ہے۔"

(فتاوی نذیریہ ص ۳۰۳ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

اعتراض :- ابن لعل دین درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

"روزہ توڑ دینے والے عجیب و غریب اعمال"

(۱).. دوسرے کا تھوک نگل لیا یا اپنی ہی تھوک ہاتھ میں لے کر نگل گیا تو روزہ جاتا رہا۔

(۲).. منہ میں رنگین ڈور وغیرہ رکھا۔ جس سے تھوک رنگین ہو گیا پھر وہی رنگین تھوک نگل گیا تو روزہ جاتا رہا۔ الخ (میٹھی میٹھی سنتیں یا..... ص ۱۵۳)

الجواب :- قادری صاحب نے یہ مسائل فقہ حنفی کے مشہور فتاوی "عالمگیری" سے نقل کیے ہیں۔ یہ کرکٹ کا میدان نہیں علمی میدان ہے۔ اگر یہ مسائل درست نہیں تو کتاب و سنت کی روشنی میں ان کی تردید کرو۔ فقط طنز اور استہزاء سے کام نہیں چلے گا۔

اعتراض :- ابن لعل دین نے "جہاد سے فرار کے بہانے" کے عنوان کے تحت وہ احادیث جن میں درود شریف پڑھنے اور دینی تعلیم حاصل کرنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے جہاد اور حج کے ثواب کے حصول کا ذکر ہے لکھ کر ان پر عجیب و غریب اور جاہلانہ تبصرہ کیا ہے۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا..... ص ۱۵۵ تا ۱۵۹)

الجواب :- حدیث شریف کا پڑھنا، لکھنا، جمع کرنا اور بیان کرنا آسان کام ہے مگر حدیث کے صحیح مفہوم کی تہ تک پہنچنا نہایت ہی دقیق کام ہے۔ اور حدیث کے صحیح معانی و مطالب کو وہی عالم سمجھ

سکتا ہے جس پر اللہ تعالی اپنا فضل و کرم فرماتا ہے۔ ابن لعل دین کی تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس مقام سے ناآشنا ہے۔

☆..... حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں :- "اور غیر مقلد لوگ کہ فی زمانہ دعوی حدیث دانی و عمل بالحدیث کرتے ہیں۔ حاشا وکلا کہ حقانیت سے بہرہ نہیں رکھتے۔ الخ" (شمائم امدادیہ، ص ۲۸)

ایک ہوتا ہے فریضہ جہاد کا ادا کرنا اور ایک ہوتا ہے کسی نیک عمل کے کرنے پر جہاد کا ثواب ملنا۔ ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

☆..... حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : علم حاصل کرو، کیونکہ لوجہ اللہ علم کی تعلیم، خشیت ہے۔ علم کی طلب عبادت ہے، علم کا مذاکرہ تسبیح، علم کی تلاش جہاد۔ الخ

(جامع بیان العلم و فضلہ، ابن عبد البر (م ۴۶۳ھ) ص ۵۳ طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

☆..... حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا طالب علم میں نکلنے والا واپسی تک جہاد فی سبیل اللہ میں ہے۔ (جامع بیان العلم و فضلہ، ابن عبد البر (م ۴۶۳ھ) ص ۹۷ طبع لاہور ۱۹۷۱ء)[1]

ان احادیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر اسلامی ریاست میں جہاد کرنے کے شرائط پائے جائیں اور حاکم وقت اعلان جہاد کر دے تو اس وقت علم دین حاصل کرنے سے یہ فرض ادا ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں بلکہ اس وقت میدان جہاد میں شمولیت سے یہ فریضہ ادا ہوگا۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :-

○..... جو پاک ہو کر اپنے گھر سے اور مسجد قباء میں جا کر دو رکعت پڑھے تو اس کے لیے عمرے کے برابر ثواب ہے۔ (نسائی ص ۳۷ ج ۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۱۲، مسند احمد ص ۴۸۷ جلد ۳)

تو اگر کسی نے عمرہ ادا کرنے کی سنت ادا کرنی ہو تو مسجد قباء میں جا کر دو رکعت پڑھنے سے یہ سنت ادا نہ ہوگی۔ بلکہ مقام مخصوصہ سے احرام باندھ کر مسجد حرام میں آ کر عمرہ کے ارکان ادا کرنے ہوں گے۔

○..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص نکلتا ہے اپنے گھر سے باوضو ہو کر قصد کرنے والا طرف مسجد کے نماز فرض ادا کرنے کے لیے پس ثواب اس کا مانند ثواب حج کرنے والے احرام باندھنے والے کے ہے۔ (صلوۃ الرسول از مولوی محمد صادق غیر مقلد ص ۱۶۲ طبع لاہور)

مولوی محمد صادق صاحب اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں : جن پر حج فرض ہو چکا ہے جب تک وہ وہاں جا کر حج نہ کریں گے ان کے ذمہ فرضیت ساقط نہ ہوگی خواہ وہ ساری عمر باوضو ہو کر پانچوں نمازیں مسجد میں جا کر پڑھتے رہیں۔ اس لئے خدائی بخشش اور اجر و ثواب کی فراوانی سے کسی غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔

[1] ترمذی، دارمی، مشکوۃ ص ۳۴

کیا ؟ (نعوذباللہ کروڑوں بار استغفر اللہ) نبی کریم ﷺ نے جہاد، عمرہ اور حج سے روکنے کے بہانے کی تعلیم دی ہے۔

اعتراض :۔اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ مبلغ اور مولوی شہداء سے افضل ہیں۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.............ص ۱۵۹)

الجواب :۔مذکورہ بالا عبارت میں مبلغ اور مولوی سے مراد علمائے کرام ہیں۔اور یہ دعوت اسلامی کا خود ساختہ عقیدہ نہیں۔بلکہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انبیاء کو علماء پر دو درجے فضیلت حاصل ہے۔اور علماء کو شہداء پر ایک درجہ۔"

(جامع بیان العلم وفضلہ علامہ ابن عبدالبر اندلسی (م ۴۶۳ھ) طبع لاہور (اردو)

اعتراض :۔ابن لعل دین پھر لکھتا ہے۔

"اس ذات کی قسم (مبلغ) بلند ترین مکان میں ہوگا۔جو شہداء کے مکان سے بھی بلند ہوگا۔ ہر مکان کے تین سو دروازے ہوں گے۔ یاقوت اور سبز زمرد کے۔ ہر دروازے پر روشنی ہوگی۔ ایسا مبلغ (مولوی) آدمی تین لاکھ حوروں سے نکاح کرے گا۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا.......ص ۱۵۹)

الجواب :۔ یہ درج ذیل حدیث کے الفاظ ہیں۔جس کو امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) نے نقل فرمایا ہے۔

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا مشرکین سے جنگ کے بغیر بھی جہاد ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا۔ہاں۔اے ابوبکر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے ایسے مجاہدین بھی زمین پر ہیں جو کہ ان شہداء سے افضل ہیں جو زندہ ہیں۔ انھیں روزی ملتی ہے۔یہ زمین پر چل رہے ہیں،اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ آسمان کے فرشتوں کے سامنے فخر فرماتا ہے۔ان کے لئے جنت سجائی جاتی ہے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، نیکی کا حکم کرنے والے،برائی سے روکنے والے،اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر دشمنی رکھنے والے۔پھر ارشاد فرمایا،

اس ذات کی قسم ! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ بندہ بلند ترین مکان میں ہوگا جو شہداء کے مکانات سے بلند ہوگا۔ہر مکان کے تین سو دروازے ہوں گے۔یاقوت اور سبز زمرد کے، ہر دروازے پر روشنی ہوگی۔ ایسا آدمی تین لاکھ حوروں سے نکاح کرے گا۔جو انتہائی پاک باز اور خوبصورت ہوں گی۔جب بھی وہ کسی ایک کی طرف دیکھے گا،تو وہ کہے گی، "آپ نے فلاں دن اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور آپ نے اس طرح نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع کیا"۔ الغرض جب بھی کسی حور کی طرف

دیکھے گا تو وہ نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے کی وجہ سے اس کا ایک اعلیٰ مقام بتائے گی۔

(مکاشفۃ القلوب از امام غزالی ص ۱۳۲ طبع کراچی)

اس حدیث کی تائید درج ذیل حدیث مبارکہ سے ہوتی ہے۔جس کو سیدنا عبدالقادر جیلانی نے نقل فرمایا ہے۔

"پیغمبر ﷺ نے فرمایا: ہر ایک (جنتی) کے واسطے ستر (۷۰) حوریں اور دو آدمی زاد عورتیں ہوں گی۔اور ہر ایک بیوی کا سبز یاقوت کا محل ہوگا۔اور سرخ یاقوت سے جڑاؤ اور منقش اور ہر محل میں ستر ہزار دروازے ہوں گے۔اور ہر ایک دروازے میں ایک قبہ موتی کا ہوگا۔الخ"

(غنیۃ الطالبین از سیدنا عبدالقادر جیلانی ص ۳۲۵ طبع ۱۳۹۳ھ لاہور)

اعتراض :۔نبی اکرم ﷺ کے فرمودات کی روشنی میں عام جنتی مسلمان کو دو جبکہ شہید ہونے والے مجاہد کو ۷۲ (بہتر) حوریں ملیں گی۔الخ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.............ص ۱۵۹)

الجواب :۔اس حدیث مبارکہ سے ایک جنتی آدمی کو دو سے زائد حوریں ملنے کی نفی نہیں ہوتی۔جیسا کہ ہمارے دعویٰ کی درج ذیل حدیث مؤید ہے۔

حضرت ابوسعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ادنیٰ جنتی وہ ہوگا جس کے اسی ہزار خادم ہوں گے۔اور بہتر (۷۲) بیویاں ہوں گی۔ موتیوں، زبرجد اور یاقوت کا ایک خیمہ اس کے لیے اس قدر بڑا گاڑا جائے گا جس قدر جابیہ اور صنعاء کا فاصلہ ہے۔الخ

(مشکوٰۃ (مترجم) ص ۸۸ جلد ۳ طبع لاہور)

جب ادنیٰ جنتی کو اللہ تعالیٰ اس قدر نعمتوں سے نوازے گا تو علماء کرام کی کیا شان ہوگی؟

اعتراض :۔ابن لعل دین پھر لکھتا ہے۔ قادری صاحب نے لکھا ہے۔ "علماء کی سیاہی شہیدوں کے خون سے تولی جائے گی۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا.............ص ۱۵۹)

الجواب :۔ یہ قادری صاحب کا نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی ہے۔امام غزالی لکھتے ہیں:

"قال رسول اللہ ﷺ: یوزن یوم القیامۃ مداد العلماء بدم الشہداء" (علماء کی سیاہی شہید کے خون سے تولی جائے گی۔) (احیاء علوم الدین، از امام غزالی ص ۹ جلد اول طبع مصر)

اس حدیث کے تحت محشی لکھتے ہیں :۔

حدیث "قال رسول اللہ ﷺ: یوزن یوم القیامۃ مداد العلماء بدم الشہداء" ابن عبد البر من حدیث ابی الدرداء[عہ] بسند ضعیف۔" (احیاء علوم الدین۔حاشیہ نمبر ۱۱ صفحہ ۹ طبع مصر)

عہ ابو الدرداء : عویمر بن مالک انصاری، مشہور آفاق صحابی ۔ دمشق کے قاضی تھے۔ ۳۲ھ میں وفات پائی۔

یعنی زیر بحث حدیث " ضعیف " ہے۔

شہرۂ آفاق امام حدیث ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر [1] (م ۴۶۳ھ) علم کی فضیلت میں ایک حدیث درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ "احکام حلال و حرام کی طرح فضائل اعمال کی روایتوں میں اسناد کی چھان بین نہیں کی جاتی، اسی لیے ہم نے ضعیف ہونے پر بھی یہ حدیث درج کردی ہے۔"

(جامع بیان العلم وفضلہ، ص ۵۹ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

اسلئے حدیث " یوزن یوم القیمۃ مداد العلماء الخ " کا ضعیف ہونا ہمیں مضر نہیں۔ کیونکہ قادری صاحب نے اس حدیث مبارکہ کو علماء کی فضیلت کے باب میں بیان کیا ہے۔

اعتراض :- حالانکہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن شہید کا خون دیکھنے کو خون نظر آئے گا۔ لیکن اس میں سے مشک کستوری کی آئے گی۔ الخ (میٹھی میٹھی سنتیں یا .... ص ۱۵۹)

الجواب :- اس حدیث مبارکہ میں جو شہید کا مقام بیان ہوا ہے۔ ہم اس کے انکاری نہیں تو پھر بے محل اس روایت کو بیان کرنے کا کیا فائدہ؟

آثارِ نبوی کی تعظیم ---- موئے مبارک اور نعلین شریف

☆...... مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی فرماتے ہیں :-

جاننا چاہیے کہ ہر مسلمان کو کہ جن چیزوں کو ذات بابرکات حضرت رسول الثقلین سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ سے کسی قسم کا علاقہ ہے، خواہ وہ موئے مبارک ہوں خواہ جبہ مبارک ہو خواہ نعلین پاک ہو خواہ اور کوئی چیز ہو کہ جس کو آنحضرت ﷺ نے مس فرمایا ہو یا اور کسی طرح آنحضرت ﷺ سے اس کو علاقہ پیدا ہوا ہو۔ "ایسی تمام چیزوں کی تعظیم کرنا اور ان سے برکت حاصل کرنا نشان کمال ایمانی اور دلیل محبت نبوی ہے اور جملہ آثار محمدی پر جان نثار کرنا ایک عمدہ علامت علامتہائے اسلام سے ہے۔ اس باب میں کسی عاشق جناب نبوی کو کلام اور کسی اہل ایمان کو اس سے انکار کی مجال نہیں ہے۔ اور اس میں شبہ نہیں ہو سکتا کہ ایسے آثار و مشاہد کی تعظیم و تکریم اور ان سے برکت حاصل کرنا دراصل تعظیم و تکریم جناب محمدی ﷺ کی ہے۔ جو راس الایمان ہے اور ثبوت اس کا اکثر احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ کرام سے ہوتا ہے۔" (مجموعہ فتاویٰ از مولانا عبدالحی لکھنوی ص ۲۶۸ جلد ۲ طبع فرنگی محل ۱۹۳۵ء)

---

[1] محدث ابن عبدالبر قرطبہ میں 378ھ میں پیدا ہوئے۔ خدا داد ذہانت کے مالک تھے۔ جلد جلد علمی منازل طے کر کے امام وقت بن گئے۔ حق پسند و حق گو تھے۔ حکام سے دور رہتے اور جلاوطن کئے گئے۔ پھر ایک مدت بعد اشبونہ کے قاضی بنائے گئے۔ ۴۶۳ھ میں وفات پائی۔ بہت سی مفید کتابیں تصنیف کیں۔

☆...... علامہ قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں :-

"حضور ﷺ کی عظمت و احترام میں سے یہ بھی ہے کہ جو چیز بھی آپ سے منسوب ہو اس کی عزت و عظمت کی جائے۔ آپ کی محافل مقدسہ، مقامات معظمہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور دیگر مقامات منسوبہ اور ہر وہ چیز جس کو آپ نے کبھی چھوا ہو یا جو کہ آپکے ساتھ مشہور ہو گئی ہو۔ ان سب کی تعظیم و توقیر کرنا (اسی طرح لازم ہے جس طرح آپ کی ذات اقدس کی واجب ہے۔)"

(الشفاء ص ۴۳ جلد ۲ طبع لاہور ۱۹۷۳ء)

آثار نبوی کی تعظیم اور صحابہ کرام اور تابعین کرام

حضرت انس بن مالک کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حجام آپ کے سر مبارک کو مونڈھ رہا تھا۔ صحابہ کرام آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ وہ سب یہ چاہتے تھے کہ حضور ﷺ کا جو بال مبارک گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔ (صحیح مسلم باب قربۃ من الناس)

○--- حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ (مزدلفہ سے) منیٰ میں آئے اور جمرہ عقبہ میں کنکریاں پھینک کر اپنے مکان پر تشریف لائے۔ پھر آپ نے حجام کو بلایا اور سر مبارک کے داہنی طرف کے بال منڈوائے اور ابو طلحہ انصاری کو بلا کر عطا فرمائے، بعد ازاں حضور ﷺ نے بائیں طرف کے بال مبارک منڈوا کر ابو طلحہ انصاری کو بلا کر عنایت کئے اور ان سے فرمایا کہ یہ تمام بال لوگوں میں تقسیم کردو۔ (مشکوٰۃ، کتاب المناسک، باب الحلق ص ۲۳۲) متفق علیہ

○--- حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس رسول اللہ ﷺ کے کچھ سرخ رنگ کے بال مبارک تھے، جو ایک ڈبیہ مخمل جلجل میں رکھے ہوئے تھے۔ لوگ ان بالوں سے نظر بد اور دیگر بیماریوں کا علاج کیا کرتے تھے۔ کبھی تو ان کو پانی کے پیالہ میں رکھتے، پھر پانی کو پی لیتے اور کبھی جلجل کو پانی کے مٹکے میں رکھ دیتے پھر اس میں بیٹھ جاتے۔ یہ ماحصل حدیث بخاری ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب اللباس)

○--- حضرت خالد بن ولید قرشی مخزومی کی ٹوپی جنگ یرموک میں گم ہو گئی، انہوں نے کہا کہ تلاش کرو۔ تلاش کرتے کرتے آخر کار مل گئی، لوگوں نے ان سے سبب پوچھا تو فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے عمرہ ادا فرمایا، جب آپ نے سر منڈوایا تو لوگ آپ کے موئے مبارک لینے کے لیے دوڑے، میں نے بھی آپکی پیشانی مبارک کے بال لے کر اس ٹوپی میں رکھ لیے۔ جس لڑائی میں یہ ٹوپی میرے پاس رہی مجھے فتح نصیب ہوتی رہی۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ ترجمہ خالد بن ولید، الاصابہ فی تمیز م ۸۵۳ھ)

○--- امام بخاری نے تاریخ میں بروایت ابو سلمہ نقل کیا ہے کہ محمد بن عبداللہ بن زید نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے والد (عبداللہ بن زید رائی الاذان) منحر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، حضور ﷺ نے ضحایا تقسیم فرمائے اور اس کو اپنے بالوں میں سے دیا۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ)

○--- حضرت ابن سیرین تابعی نے حضرت عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس یا اہل انس سے ملے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عبیدہ نے کہا کہ میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال کا ہونا میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہے۔

(حقوق مصطفی ﷺ از مولانا پروفیسر نور بخش توکلی ص ۷۰ طبع لاہور ۱۹۳۱ء)

حضرت انس بن مالک (صحابی) اور حضرت عمر بن عبدالعزیز (تابعی) کا عمل :

حضرت ثابت بنانی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خادم حضرت انس بن مالک نے مجھ سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال ہے۔ جب میں مر جاؤں تو اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ چنانچہ میں نے حسب وصیت ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور وہ اسی حالت میں دفن کئے گئے۔ (الاصابہ ترجمہ انس بن مالک)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات کا وقت آیا، تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال اور ناخن منگوائے اور وصیت کی کہ یہ میرے کفن میں رکھ دیئے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(طبقات ابن سعد ص ۳۰۰ جلد ۵)

آثار نبوی کی زیارت اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے متروکات میں سے بعض چیزیں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس تھیں۔ وہ ایک کمرے میں محفوظ تھیں۔ عمر بن عبدالعزیز ہر روز ایک بار ان کی زیارت کیا کرتے تھے، اشراف میں سے اگر کوئی ان سے ملنے آتا تو اس کو بھی زیارت کرایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس کمرے میں ایک چارپائی، چمڑے کا تکیہ جس میں خرما کی چھال بھری ہوئی تھی، ایک جوڑا موزہ، قطیفہ (لحاف) چکی اور ایک ترکش تھی جس میں چند تیر تھے۔ لحاف میں آنحضرت ﷺ کے سر مبارک کے میل کا اثر تھا، ایک شخص کو سخت بیماری لاحق ہوئی تھی جس سے شفا نہ ہوتی تھی۔ ابن عبدالعزیز کی اجازت سے اس میل میں سے کچھ دھو کر بیمار کی ناک میں ٹپکا دیا گیا۔ وہ اچھا ہو گیا۔

(مدارج النبوۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۱۰۴۹ جلد ۲ طبع کراچی ۱۹۷۱ء)

ابن لعل دین کے اعتراضات اور ان کا تحقیقی جواب

اعتراض نمبر ۹:- اگر سلطان مدینہ کے موئے مبارک یا آپ کا عصا مبارک کسی گناہ گار کی قبر میں رکھا جائے تو گناہ گار اس تبرک کی برکت سے نجات پائے گا۔ اور اگر کسی انسان کے گھر یا شہر میں ہو تو اس کے رہنے والوں کو اس کی برکت سے کوئی بلا یا آفت نہیں پہنچے گی۔ (مٹھی مٹھی سنتیں یا...... ص ۱۵۹)

الجواب:- " فیضان سنت " صفحہ نمبر ۵۲۳ پر یہ عبارت اس طرح منقول ہے:

" علمائے دین فرماتے ہیں، اگر سلطان مدینہ ﷺ کے موئے مبارک یا آپ ﷺ کا

عصا مبارک یا درہ مبارک کسی گنہگار کی قبر میں رکھا جائے تو اس تبرک کی برکت سے نجات پا جائے۔ اور اگر کسی انسان کے گھر یا شہر میں ہو تو اس کے رہنے والوں کو اس کی برکت سے کوئی بلا و آفت نہ پہنچے۔" (جواہر البحار از علامہ نبہانی)

اگر رب کائنات کسی گناہ گار کی قبر میں اس کے محبوب ﷺ کے موئے مبارک وغیرہ رکھ دینے اور ان کی برکت سے اس کو بخش دے تو وہ قادر مطلق ہے۔

☆...... حضرت ثابت بنانی تابعی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خادم حضرت انس نے مجھ سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال ہے۔ جب میں مر جاؤں تو اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ چنانچہ میں نے حسب وصیت ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور وہ اسی حالت میں دفن کئے گئے۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ از حافظ ابن حجر ترجمہ انس بن مالک)

☆...... حضرت عمر بن عبدالعزیز نے وصال کے وقت رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال اور ناخن منگوائے اور وصیت کی کہ یہ میرے کفن میں رکھ دیئے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(طبقات ابن سعد ترجمہ عمر بن عبدالعزیز)

☆...... حضرت امیر معاویہ کے پاس حضور ﷺ کی چادر، قمیض، ازار اور کچھ موئے مبارک اور ناخن موجود تھے۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ مجھے آپ کی قمیض، ازار اور چادر میں کفن دیا جائے اور میری ناک، منہ اور ان اعضاء میں جن سے سجدہ کیا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بال مبارک اور ناخن بھر دیئے جائیں۔ اور مجھے میرے ارحم الراحمین کے سامنے تنہا چھوڑ دیا جائے۔

(اسماء الرجال مترجم مشکوۃ ص ۳۹۸ جلد ۳)

☆...... حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے پاس حضور ﷺ کا عصا مبارک تھا۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو وصیت کی کہ اس عصا کو میرے کفن میں رکھ کر میرے ساتھ دفن کر دیا جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (حقوق مصطفی از پروفیسر نور بخش توکلی ص ۵۴ طبع لاہور ۱۹۳۱ء)

☆...... حضرت سہل بن سعد روایت کرتے ہیں کہ ایک روز ایک چادر کو بطور تہبند باندھ کر ہماری طرف نکلے۔ صحابہ میں سے ایک نے دیکھ کر عرض کیا، کیا اچھی چادر ہے؟ یہ مجھے پہنا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: ہاں! کچھ دیر بعد آپ مجلس سے اٹھ گئے، پھر واپس آئے اور وہ چادر لپیٹ کر اس سائل صحابی کے پاس بھیج دی۔ صحابہ کرام نے اس سے کہا کہ تو نے اچھا نہیں کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے اس چادر کا سوال کیا۔ حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ آپ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے۔ اس صحابی نے کہا، اللہ کی قسم! میں نے صرف اس واسطے سوال کیا کہ میرے مرنے پر یہ چادر میرا کفن بنے۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ چادر اس کا کفن بنی۔

(صحیح بخاری کتاب اللباس)

☆...... حضرت ولید بن ولید بن مغیرہ قرشی مخزومی جب مکہ میں سے قید سے بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہوئے تو عرض کیا کہ میں مرا جاتا ہوں۔ آپ مجھے اپنے کسی زائد کپڑے میں جو آپ کے جسد اطہر پر رہا ہو، کفنانا، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان کو اپنی قمیص میں کفنایا۔

(اصابہ ترجمہ ولید بن ولید بن مغیرہ)

☆...... کسی متبرک کپڑے میں کفن دینا سنت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی چادر صاحبزادی زینب کے کفن میں ڈلوائی تھی۔ اسی کے پیش نظر قاضی صاحب نے وصیت کی تھی کہ جو چادر اور رضائی حضرت مرزا مظہر جان جاناں کی عطا کردہ ہے اس کو میرے کفن میں شامل کیا جائے۔

(ظفر المحصلین فی احوال المصنفین ص ۵۰ طبع کراچی ۱۹۸۶ء) (تذکرہ صاحب تفسیر مظہری۔ ثناء اللہ پانی پتی)

☆...... حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے عرض کی : "ایک کپڑا مستعمل (استعمال شدہ) کفن کے لیے عنایت ہو۔ آپ نے فرمایا: انشاء اللہ تعالیٰ دیا جائے گا۔"

(فتاویٰ عزیزی ص ۲۶۶ طبع کراچی ۱۹۷۳ء)

اگر آثار نبوی قبر میں رکھنے سے کوئی فوائد و ثمرات حاصل نہیں ہوتے تو کیا صحابہ کرام۔ تابعین اور اولیاء اللہ نے عبث کام کیا تھا؟ **سوچ سمجھ کر جواب دو!**

☆...... نواب صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں :-

" میں کہتا ہوں حدیث میں آیا ہے ۔ "الفاتحة شفاء من كل داء" یہ لفظ عموم خود شامل ہے شفاء ہر داء قلب و قالب کو۔ الخ" (کتاب الداء والدوا ص ۱۵ طبع لاہور)

بعض مرتبہ مریض کو یہ سورہ دم کر کے پلائی جاتی ہے مگر اس کو شفاء نہیں ہوتی تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ سورۃ شفا کا سبب نہیں۔ بلکہ رب کائنات جل جلالہ کی حکمت ہوتی ہے۔ جس کو انسان سمجھنے سے قاصر ہے۔

اعتراض :- قادری صاحب کہتے ہیں۔ "بال مبارک کی توہین کرنے والے پر جنت حرام ہے۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۷۰)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ محبوب کبریا ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ "حضرت علی فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ اپنے موئے مبارک ہاتھ میں لیے ہوئے فرما رہے ہیں۔ "جس نے میرے ایک بال (مبارک) کو بھی ایذاء دی تو اس پر جنت حرام ہے۔"

(کنز العمال ص ۲۷۱ جلد ۶)

اعتراض :- حضور نبی کریم ﷺ لوگوں کو خواب میں بھی اپنے بال دے کر جاتے ہیں۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا...... ص ۱۷۰)

الجواب :- امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

" مجھے میرے والد (شاہ عبدالرحیم) نے خبر دی۔ تحقیق میرے والد نے بیماری کی حالت میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے بیٹے! تیرا کیا حال ہے؟ پھر خوشخبری دی حضور نے میرے والد کی تندرستی کی۔ اور دو بال مبارک لحیہ انور کے عنایت فرمائے۔ اسی وقت وہ تندرست ہو گئے اور دونوں بال مبارک جب جاگے تو موجود تھے۔ ان میں سے ایک مجھے دیا وہ میرے پاس موجود ہے۔

(در الثمین ص ۳۵ طبع فیصل آباد ۱۹۷۷ء)

" ھو جوابکم فھو جوابنا "

(نوٹ) :- یاد رہے کہ ہم انہیں موئے مبارک کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں جو کہ تواتر سے مشہور و معروف ہیں۔

﴿موئے مبارک کی فیوض و برکات اور مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد﴾

"آپ ﷺ کا ایک ایک جزو بدن اطہر حتیٰ کہ آپ ﷺ کا بال بال بلکہ آپ ﷺ کے جسد مبارک کے عوارض و متعلقات و فضلات بھی موجب فیض و برکت تھے۔

(سراجاً منیرا، از مولوی میر محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد ص ۷۰ طبع سیالکوٹ ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۳ء)

سبز عمامہ اور دعوت اسلامی

دعوت اسلامی کے نزدیک سبز عمامہ باندھنا سنت مستحبہ ہے۔ اور مستحب کو مستحب سمجھ کر اس کام پر دوام کرنے والا اجر و ثواب پائے گا۔

مستحب کی تعریف :- علامہ خاتمۃ المحققین شیخ محمد امین المشہور ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :- " و حكمه الثواب على الفعل و عدم اللوم على الترك

(شامی جلد اول ص ۸۴ طبع مصر)

یعنی ایسا کام جس کے کرنے پر ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے کچھ گناہ نہیں ہوتا۔

سنت نبوی ﷺ کے متعلق چند ضابطے :-

واضح ہو کہ حضور ﷺ کے سیرت طیبہ و افعال جمیلہ " سبحان اللہ " سب ہی حسین و جمیل ہیں اور حضور ﷺ کی ہر سنت پر عمل کرنا سعادت ہے۔ مگر باایں ہمہ حضور ﷺ کی مقدس سنتوں کے درجات ہیں۔ جس درجہ کی سنت ہے اسے اسی درجہ میں رکھنا لازم ہے۔ اصول کی معتبر کتاب "نور الانوار" میں ہے کہ سنت دو قسم پر ہے۔

(۱)... **سنت ھدیٰ** : جس پر حضور ﷺ نے مواظبت فرمائی (اس کو علی وجہ العبد کیا ہو) ایک دو بار چھوڑ بھی دیا ہو۔ یا بالکل نہ چھوڑا ہو۔ لیکن تارک پر انکار نہ فرمایا۔ سنت ہدیٰ کا تارک اساءۃ ہے وقت حساب اس کے کہا جائے گا، تو نے یہ سنت کیوں نہیں ادا کی۔ (سنت ہدیٰ ہی سنت مؤکدہ ہے۔ جس کا تارک گمراہ ہے۔)

(۲)... **سنتِ زوائد** : جیسے لباس۔ اٹھنے بیٹھنے کھانے پینے میں حضور ﷺ کی عادت کریمہ کہ یہ چیزیں حضور ﷺ سے علی وجہ العبادۃ وقصد قربت (خداوندی) کے طور پر صادر نہیں ہوئیں۔ بلکہ عادت کے طور پر حضور ﷺ سے صادر ہوئی ہیں۔ جیسے حضور ﷺ کا سرخ، سبز، سفید جبہ زیب تن فرمانا، کبھی سیاہ یا سرخ عمامہ سات ہاتھ یا بارہ ہاتھ یا اس سے کم وبیش کا استعمال فرمانا۔ تو ایسی تمام سنتیں سنت زوائد ہیں۔ سنت زوائد کا حکم یہ ہے۔ " یثاب المرء فعلها ولا یعاقب علی ترکها وهو فی معنی المستحب "

(نورالانوار مع حاشیہ قمرالاقمار)

یعنی ان سنتوں پر عمل کرنے والا ثواب پاتا ہے اور جو عمل نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔ اور یہ سنتیں " مستحب " کے حکم میں ہیں۔

☆...... **علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی (م ۱۱۴۳ھ) فرماتے ہیں** :-

" السنة بانها کل فعله فعلها النبی ﷺ علی وجه العبادة لا العادة ولم یک النبی ﷺ یلبس العمامة علی سبیل العبادة ولا لبس الثیاب المخصوصة علی طریق العبادة وانما القصد بذلک ستر العورة و دفع اذیة الحر و البرد ولهذا ورد عنه لبس الصوف والقطن وغیره ذلک من الثیاب العالیة والسافلة فلیس مخالفه فی ذلک مخالفة سنة و ان کان الاتباع فی جمیع ذلک افضل لانه مستحب ۔"

(کشف النور عن اصحاب القبور، ص ۱۹ طبع استنبول ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء)

معلوم ہوا سنت زوائد پر عمل کرنا افضل اور مستحب ہے۔

حضور ﷺ کا " سبز " عمامہ باندھنا :

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

" و دستار مبارک آنحضرت ﷺ در اکثر اوقات سفید بودگاہے سیاہ و احیاناً سبز۔ الخ "

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس (فارسی) ص ۲۷ مطبوعہ دہلی ۱۹۱۱ء)

آنحضرت ﷺ کی دستار مبارک اکثر اوقات سفید، کبھی کبھار سیاہ اور شاذ و نادر سبز ہوتی تھی۔

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کا " سبز " عمامہ باندھنا :

عمامہ آپ کا سفید ہوتا تھا۔ زعفرانی رنگ زیادہ پسند خاطر تھا، کبھی کبھی سبز بھی استعمال کرتے تھے۔ (تابعین از شاہ معین الدین ندوی ص ۳۹۵ مطبوعہ اعظم گڑھ بھارت ۱۹۷۲ء)

☆... **مولانا سعد خان ٹونکی لکھتے ہیں** : سفید لباس حضور ﷺ کو محبوب تھا ہی مگر رنگین لباس میں سبز رنگ کا لباس طبیعت پاک کو بہت زیادہ پسند تھا۔ (نبوی لیل و نہار ص ۹۶ طبع کراچی)

اب ہم " مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد (وہابی) " کا فتویٰ نقل کرتے ہیں۔ جس سے اہل دین کے تمام شکوک وشبہات دور ہو جائیں گے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فتویٰ

سوال : مستحب پر دوام کرنے سے مستحب، مستحب رہے گا یا نہیں۔ مثلاً صحیح مسلم و جامع ترمذی میں رسول اللہ ﷺ کا عمامہ باندھنا اور جبہ رومی صوف یا طلسان وغیرہ منقول ہے۔ تو یہ ایک مرتبہ یا دو تین مرتبہ استعمال کرنے سے مستحب ہے۔ اب جو علماء عمامہ یا جبہ وغیرہ پر دوام (ہمیشگی) کرتے ہیں۔ یہ دوام عنداللہ ثمین کیسا ہے؟

جواب : مستحب امری تعریف میں جو عدم دوام داخل ہے یہ دوام بہ نسبت آنحضرت ﷺ کے ہے۔ امت کی نسبت سے نہیں۔ کیونکہ فعل کی تقسیم آنحضرت ﷺ کے فعل سے ہوتی ہے۔ امت اگر مستحب کے اوپر ہمیشگی کرے تو وہ مستحب ہی رہے گا۔ اور فاعل (کام کرنے والے) کو ثواب ملے گا۔ (فتاویٰ ثنائیہ ص ۲۰۷ جلد اول مطبوعہ بمبئی (انڈیا) ۱۳۷۲ھ)

○--- **حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا عمل** :

شیخ شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ) فرماتے ہیں۔

" رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے کہ آپ نے ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھی ہے۔ الخ "

(عوارف المعارف ص ۳۶۴ (اردو) طبع لاہور ۱۹۲۲ء)

○--- **صاحب " رحمۃ اللہ فی اختلاف الائمہ " فرماتے ہیں** :-

امام مالک سے دو روایتیں مروی ہیں۔ ایک تو امام شافعی کی طرح سینے کے نیچے اور ناف سے اوپر ہاتھ باندھے اور دوسری روایت یہ ہے کہ بالکل ہی ہاتھ نہ باندھے بلکہ پہلوؤں پر ڈھیلے چھوڑ دے اور یہی مشہور ہے کہ ہاتھ نماز میں نہ باندھے۔ (رحمۃ اللہ فی اختلاف الائمہ ص ۳۲ طبع ملتان)

معلوم ہوا : کہ جو فعل نبی کریم ﷺ نے کبھی کبھار کیا ہو اس پر دوام (ہمیشگی) کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔

○--- **علامہ ابن حجر مکی**، امام جلال الدین سیوطی وغیرہ علماء کی عبارتوں کا مفہوم یہ ہے کہ

اشراف یعنی حضور ﷺ کی آل کے لیے سبز پگڑی کو باندھنا ضروری اور علامت قرار دینا بدعت ہے کیونکہ آپ ﷺ کا کوئی فرمان اس بارے میں وارد نہیں ہوا کہ میری آل سبز عمامہ باندھے جس سے ان کی پہچان ہو۔ بلکہ ۷۷۳ھ میں بادشاہ شعبان بن حسین کے حکم سے ایسا ہوا جس کی علماء نے تردید کی ہے۔

نیز ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا:

"یعنی جس نے تکبر و فخر و جابرانہ انداز کا لباس پہنا، اپنے آپ کو زہد و نیکی سے مشہور و معروف کرنے کے لیے کوئی مخصوص لباس اختیار کیا۔ یا اپنی بزرگی کی نمائش کے لیے سبز رنگ کا کپڑا اپنی علامت ٹھہرا لیا یا عالم دین نہ تھا مگر علماء کی وضع قطع اختیار کی تو ایسے شخص یا ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا الخ" (مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد ۴)

اس عبارت میں مطلق لباس کا ذکر ہے کہ جس نے تکبر و جابرانہ انداز کا لباس پہنا کہ لوگوں پر اس کا رعب اور ہیبت طاری ہو یا کسی نے اپنے آپ کو زاہد و عابد مشہور کرانے کے لیے کوئی مخصوص لباس اختیار کیا کہ لوگ اس کی عزت و توقیر کریں یا کسی جاہل نے ایسا لباس پہنا کہ جس سے علماء کی سی وضع قطع بن جائے تو چونکہ ان تمام افعال میں سے ان لوگوں نے مخلوق خدا کو دھوکا دیا ہے۔ اس لیے اس بنا پر ان کو قیامت کے روز ذلیل و خوار کیا جائے گا۔ کیونکہ بزرگی کا دارومدار تقویٰ اور پرہیزگاری پر ہے نہ کہ فقط لباس پہننے سے بندہ اس مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔ " بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی اکرم ہے جو تقویٰ اختیار کرے "۔ اور عالم دین بننے کے لیے کتاب و سنت اور فقہ کا علم ضروری ہے۔

جیسا کہ درج ذیل احادیث ہماری مؤید ہیں۔

○--- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف نہ دیکھے گا جس نے تکبر سے اپنا کپڑا زمین پر کھینچا۔ (مسلم جلد دوم)

○--- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ٹخنوں سے نیچے جو پاجامہ یا تہبند ہو گا وہ دوزخ میں ہو گا۔

(بخاری جلد دوم)

ہم نہ زہد و تقویٰ اور نہ ہی اپنی علمیت ثابت و اجاگر کرنے کے لیے سبز عمامہ باندھتے ہیں بلکہ سنت مستحب سمجھتے ہوئے اور اپنے آپ کو روحانی سلسلہ قادریہ رضویہ الیاسیہ سے منسلک ہونے کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ اور سفید یا سیاہ رنگ کے عمامہ کی ہم مخالفت نہیں کرتے۔

اعتراض :- فیضان سنت میں ہے۔ " عمامہ (سبز پگڑی) کے ساتھ دو رکعتیں بغیر عمامہ کے ۷۰ رکعتوں سے افضل ہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا........ ص ۱۷۳)

الجواب :- لفظ عمامہ کے آگے قوسوں میں سبز پگڑی لکھ کر بددیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔ جبکہ فیضان سنت ص ۷۳۷ پر باب "عمامہ کے فضائل" میں یہ حدیث یوں درج ہے۔ (جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بغیر عمامہ کی ۷۰ رکعتوں سے افضل ہیں۔" (مسند الفردوس، از ابو شجاع حافظ شیرویہ ہمدانی م ۵۰۹ھ)

ایک شبہ کا ازالہ :- اس حدیث کے متعلق علامہ طاہر پٹنی نے لکھا ہے "موضوع" (م-ش)۔
جس حدیث کے متعلق علامہ طاہر پٹنی نے موضوع کا حکم لگایا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔
"صلاۃ بعمامۃ تعدل بخمس و عشرین۔ الخ" (تذکرۃ الموضوعات ص ۱۵۵)
یعنی اس روایت میں 25 نمازوں کا ذکر ہے۔ (ایک نماز پڑھنے سے 25 نمازوں کا ثواب)
جبکہ فیضان سنت کی روایت میں "عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بغیر عمامہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں" کے الفاظ ہیں۔ جب کہ موضوع کا حکم "صلاۃ بعمامۃ تعدل خمس و عشرین" کی روایت پر ہے تو خواہ مخواہ " فیضان سنت " کی روایت کو موضوع کہنا زیادتی ہے۔

اعتراض :- فیضان سنت میں ہے: " عمامہ (سبز پگڑی) کے ساتھ نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا........ ص ۱۷۳)

الجواب :- پہلے کی طرح "عمامہ" کے آگے قوس میں "سبز پگڑی" لکھ کر بددیانتی کی ہے۔ جبکہ فیضان سنت ص ۷۳۷ پر یہ حدیث یوں درج ہے۔
"عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔" (دیلمی عن انس)
یعنی مطلق عمامہ کا حکم ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ :- علامہ طاہر پٹنی فرماتے ہیں۔ "فیہ ابان متہم وفی المقاصد ہو موضوع" (تذکرۃ الموضوعات ص ۱۵۶) (م-ش)
یعنی علامہ طاہر پٹنی نے اس حدیث کے راوی "ابان" پر متہم کا الزام لگایا ہے اور کہا کہ "المقاصد" میں اس روایت کو موضوع کہا گیا ہے۔
علامہ جلال الدین سیوطی " متہم " راوی والی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں۔ " لم یتہم بکذب والحدیث ضعیف لا موضوع " (تعقبات ص ۱۷ سانگلہ ہل شیخوپورہ)
یعنی جس راوی پر جھوٹ کی تہمت نہ ہو تو اس کی روایت کردہ حدیث ضعیف تو ہو سکتی ہے مگر موضوع نہیں ہو گی۔ "صاحب تذکرۃ الموضوعات" نے "ابان" راوی کو متہم کہا ہے۔ متہم بکذب نہیں کہا۔ اس لیے اس کی روایت ضعیف ہے اور ضعیف حدیث عند المحدثین فضائل اعمال میں مقبول ہے۔
(القول البدیع ص ۲۵۸ طبع سیالکوٹ)

علامہ عبدالکافی سبکی فرماتے ہیں:

اس سے آگاہ رہنا واجب ہے کہ محدثین کا کسی حدیث کو منکر یا غریب کہنا بھی کسی خاص سند سے ہوتا ہے۔ تو اس سے اصل حدیث کا رد لازم نہیں آئے گا۔ الخ (شفاء السقام)

اعتراض :- بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں جمعہ کے روز عمامہ والوں پر" (میٹھی میٹھی سنتیں یا ------- ص ۱۷۳)

الجواب :- یہ حضور ﷺ کا ارشاد عالی ہے۔ حضرت ابو الدرداء فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں جمعہ کے عمامہ باندھنے والوں پر۔

(معجم طبرانی کبیر از ابو قاسم سلیمان ابن احمد بن ایوب طبرانی م ۳۶۰ھ)

اعتراض :- تاجدار مدینہ نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا ------ ص ۱۷۳)

الجواب :- یہ نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "هكذا تيجان الملائكة" فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔ (محدث ابن شاذان)

درج ذیل حدیث اس کی مؤید ہے۔

محدث طبرانی عبداللہ بن عمر سے اور محدث بیہقی عبادہ بن صامت سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں۔ الخ

((۱) طبرانی کبیر (۲) شعب الایمان) (کنز العمال ص ۱۸ جلد ۸)

امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غزوہ بدر کے دن ملائکہ سفید عمامے باندھے بھیجے گئے تھے۔

(الرسالۃ والطلاقۃ جلد اول ص ۹۵ طبع لاہور)

اس لیے یہ حدیث موضوع نہیں بلکہ ضعیف ہے۔ اور اعمال میں ضعیف حدیث عندالمحدثین قابل قبول ہے۔

دیکھئے فتاویٰ نذیریہ ص ۳۰۳ جلد اول از مولوی نذیر حسین دہلوی غیر مقلد۔ طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

اعتراض :- ابن لعل دین درج ذیل فیضان سنت سے احادیث لکھ کر طنز کرتا ہے۔

O--- عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بغیر عمامہ کے ستر جمعوں کے برابر ہے۔

O--- جب شیطان عمامہ (سبز پگڑی) والوں کو دیکھے گا تو ان سے پیٹھ پھیر لے گا۔

O--- عمامہ باندھو۔ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ (سبز پگڑی) باندھنے والوں پر سلام بھیجتے ہیں۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا ------ ص ۱۷۳)

الجواب :- حسب سابق ابن لعل دین نے عمامہ کے آگے سبز پگڑی لکھ کر بددیانتی کی ہے۔ پہلے دونوں جملے درج ذیل حدیث کے ہیں۔ جس کو امام جلال الدین سیوطی محدث علیہ الرحمۃ نے نقل فرمایا ہے۔

سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں میں نے اپنے والد ماجد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے حضور حاضر ہوا اور وہ عمامہ باندھ رہے تھے۔ جب باندھ چکے میری طرف التفات کر کے فرمایا تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو، میں نے عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا اسے دوست رکھو عزت پاؤ گے۔ اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ عمامہ کے ساتھ ایک نفل نماز خواہ فرض بے عمامہ کے پچیس نمازوں کے برابر ہے۔ اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے عمامہ کے ستر (۷۰) جمعوں کے برابر ہے۔ الخ (جامع الصغیر ص 48 جلد 2 طبع لائل پور ۱۳۹۲ھ)

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں :- میں نے اس کتاب یعنی جامع الصغیر میں پوست چھوڑ کر خالص مغز لیا ہے۔ اور اسے ایسی حدیث سے بچایا ہے جسے تنہا کسی کذاب یا وضاع نے روایت کیا ہے۔ (مقدمہ جامع الصغیر) (ابن عساکر عن ابن عمر (صح))

اور تیسری حدیث کو "امام محدث ابو قاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی م ۳۶۰ھ نے اس طرح نقل فرمایا ہے :-" حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں جمعہ کے دن عمامہ باندھنے والوں پر" (معجم کبیر طبرانی)

(غنیۃ الطالبین ص ۳۸۰ از شیخ عبدالقادر جیلانی طبع لاہور ۱۳۹۲ھ) (احیاء علوم الدین ص ۱۸۱ جلد اول طبع مصر)

اعتراض :- قادری صاحب لکھتے ہیں: "پاجامہ بیٹھ کر پہنیں اور عمامہ کھڑے ہو کر باندھیں۔ جس نے اس کے الٹ کیا، وہ ایسے مرض میں مبتلا ہوگا۔ جس کی کوئی دوا نہیں۔" حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مرض ایسا نہیں جس کی کوئی دوا نہیں۔ (میٹھی میٹھی سنتیں ..... ص ۱۷۳)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

"قال رسول الله ﷺ من تعمم قاعداً او تسرول قائماً ابتلاه الله تعالى ببلاء لا دواء له"

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس از شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ ص ۲ طبع دہلی ۱۹۱۱ء)

لہٰذا خط کشیدہ الفاظ اور حدیث کہ کوئی مرض ایسی نہیں جس کی کوئی دوا پیدا نہ کی گئی ہو۔ میں تضاد نہیں، کیونکہ خط کشیدہ الفاظ کا تعلق کلام مبالغہ سے ہے۔ جس میں پاجامہ بیٹھ کر اور عمامہ شریف کھڑے ہو کر باندھنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

اعتراض :- سبز چپل پہنے یا سبز لوٹے کا بیت الخلاء میں استعمال بھی اہل محبت کے لیے توجہ کا طالب ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا ...... ص ۱۷۳)

الجواب :- یہ محبت کی باتیں ہیں، خشک زاہد ملاں اس کو کیا جانے۔ اگر مجنوں سے پوچھا جائے کہ تجھے لیلیٰ کا وصل چاہیے یا دنیا وما فیہا چاہیئے تو وہ کہے گا کہ مجھے اس کے جوتوں کی گرد کافی ہے۔ مجھے میری ذات سے بھی زیادہ عزیز اور میرے غموں کا ازالہ ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں جانور پر سوار ہو کر نہ چلتے اور فرماتے کہ مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ میں سواری کے جانور سے اس ارض مقدس کو پامال کروں جہاں اللہ کے رسول ﷺ جلوہ فرما ہیں۔ اور آپ نے یہ اس وقت تک فرمایا جبکہ آپ نے امام شافعی کو بہت سے گھوڑے عنایت فرمائے تو انہوں نے عرض کی کہ ایک گھوڑا تو آپ اپنے پاس رکھ لیں۔ اس کے جواب میں مذکورہ قول فرمایا۔

(الشفاء۔ ص ۶۷ جلد دوم (اردو) طبع لاہور)

علاوہ ازیں ص ۱۷۴ تا ص ۱۷۶ پر جتنی گفتگو "عمامہ" کے متعلق کی گئی ہے۔ قبلہ قادری صاحب نے "شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ" کے رسالہ "کشف الالتباس" سے نقل کی ہے۔ اگر فقط نقل کرنے کی وجہ سے قادری صاحب کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا ہے۔ تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے متعلق بھی قلم کو حرکت دیں، انصاف کا تو یہی تقاضہ ہے۔ ہمارے پاس یہ رسالہ ۱۹۱۱ء کا طبع شدہ موجود ہے۔ مگر آج تک کسی جید عالم دین نے اس پر تنقید نہیں کی اور نہ ہی شیخ محقق علیہ الرحمۃ پر طعن کیا ہے۔ بلکہ علمائے غیر مقلدین ان کے مداح ہیں۔

☆...... مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں :-

(کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے) مجھ عاجز (ابراہیم) کو علم و فضل اور خدمت حدیث اور صاحب کمالات ظاہری و باطنی ہونے کی وجہ سے حسن عقیدت ہے۔ (تاریخ اہل حدیث ص ۳۹۸)

☆...... مولوی عبدالرحیم اشرف غیر مقلد لکھتا ہے :-

"شیخ عبدالحق محدث دہلوی (وہ ہیں) جنہوں نے اس ملک (ہندوستان) میں حدیث نبوی کے علوم کو عام کیا۔ الخ"

(الاعتصام ص ۵ ۱۹ مارچ ۱۹۵۵ء)

☆...... نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد لکھتا ہے :-

سب سے پہلے شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) اقلیم ہند میں حدیث لائے ہیں اور انہوں نے بہتر طریقے سے اس کے فیضان کو اہل ہند پر عام کیا۔ الخ

(الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ ص ۷۰ طبع نظامی کانپور ۱۲۸۳ھ)

اعتراض :- ابن لعل دین درج ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

"میرے سر کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی"

الیاس قادری صاحب کا دعویٰ ہے کہ میرے سر اور ہاتھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکے گی۔ کیوں نہ چھو سکے گی؟ سنیے کہتے ہیں :-

"میں کراچی کے علاقہ کھارادر میں واقع حضرت سید ماما محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ الباری کے مزار شریف سے ملحقہ مسجد میں تاجدار اہلسنت شہزادہ اعلیٰحضرت حضور مفتی[1] اعظم ہند کے متبرک عمامہ شریف سر پر سجا کر نماز فجر پڑھایا کرتا تھا۔ الحمد للہ! ایک ولی کامل کا عمامہ شریف بارہا میرے ہاتھوں اور سر سے مس ہوا ہے۔ انشاء اللہ میرے ہاتھوں اور سر کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکے گی۔"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا...............ص ۱۷۶)

الجواب نمبر 1 :- قادری صاحب نے دعویٰ نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کی ذات کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہوئے یہ بات کی ہے۔ جیسا کہ الفاظ "انشاء اللہ" سے روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

نمبر 2 :- بطور معجزہ حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتے مبارک کو حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں پر رکھنے سے بینائی کا لوٹ آنا نص قطعی سے ثابت ہے تو بطور کرامت اولیاء اللہ کے مستعمل کپڑوں کو پہننے کی وجہ سے اگر رب کائنات اپنے بندوں کو دوزخ کی آگ سے محفوظ فرما دے تو اس میں کونسا استحالہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بے حد کریم و رحیم ہے۔

حضور ﷺ کی نعلین شریف اور دعوت اسلامی

○---- حضرت عیسیٰ بن طہمان کا بیان ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو پرانے نعلین نکال کر دکھائے جن میں سے ہر ایک میں بندش کے دو دو تسمے تھے، اس کے بعد حضرت ثابت بنانی نے بروایت انس مجھ سے بیان کیا، کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے نعلین شریف ہیں۔

(صحیح بخاری باب ما ذکر من درع النبی ﷺ)

○---- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو تسمے تھے جو دوہرے تھے۔

(شمائل ترمذی ص ۹۲ طبع کراچی)

آپ ﷺ کا نعل شریف ایک بالشت دو انگل لمبا تھا۔ تلوے کے پاس سے سات انگل چوڑا اور دونوں تسموں کے درمیان پنجے پر سے دو انگل فاصلہ ہوتا تھا۔

(نبوی لیل و نہار از مولانا سعد حسن ٹونکی ص ۲۱۲ طبع کراچی (مع شمائل ترمذی))

---

[1] قبلہ مفتی صاحب نے ۱۴۰۲ھ کو انتقال فرمایا۔ ایک محتاط اندازہ کے مطابق آپ کے جنازہ و جلوس میں 25 لاکھ افراد نے شرکت کی۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ ص ۵۲۵ طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

نقش نعلین اور ائمہ مغرب : اہل مغرب میں سے ائمہ کی ایک ایسی جماعت (جو لوگوں کے لیے مقتداء کا درجہ رکھتی ہے۔) نے نقش نعلین کی صورت اور اس کے حسن پر لکھا اور اس کی زیارت کرنے والے کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔ ان علماء کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱)... امام ابو بکر ابن العربی
(۲)... حافظ ابو الربیع ابن سالم الکلاعی
(۳)... الکاتب الحافظ ابو عبد اللہ ابن الابار
(۴)... ابو عبد اللہ بن رشید الفہری
(۵)... ابو عبد اللہ محمد بن جابر الوادی آشی
(۶)... خطیب الخطباء ابو عبد اللہ مرزوق التلمسانی
(۷)... ابن البر التوسی
(۸)... الشیخ الولی الصالح الشہیر ابو اسحاق ابراہیم

ابن الحاج السلمی الاندلسی المغربی اور ان سے یہ نقش (مثال) ابن عساکر اور دیگر ائمہ نے حاصل کی۔

نقش نعلین اور ائمہ مشرق : اسی طرح مشرق میں سے ایک ائمہ کی جماعت نے اس پر کام کیا۔ جن میں سے درج ذیل مشہور و معروف ہیں۔ (۱) ابن عساکر (۲) بدر فاروقی تلمیذ ابن عساکر (۳) حافظ عراقی (۴) امام سخاوی (۵) امام سیوطی وغیرہم۔

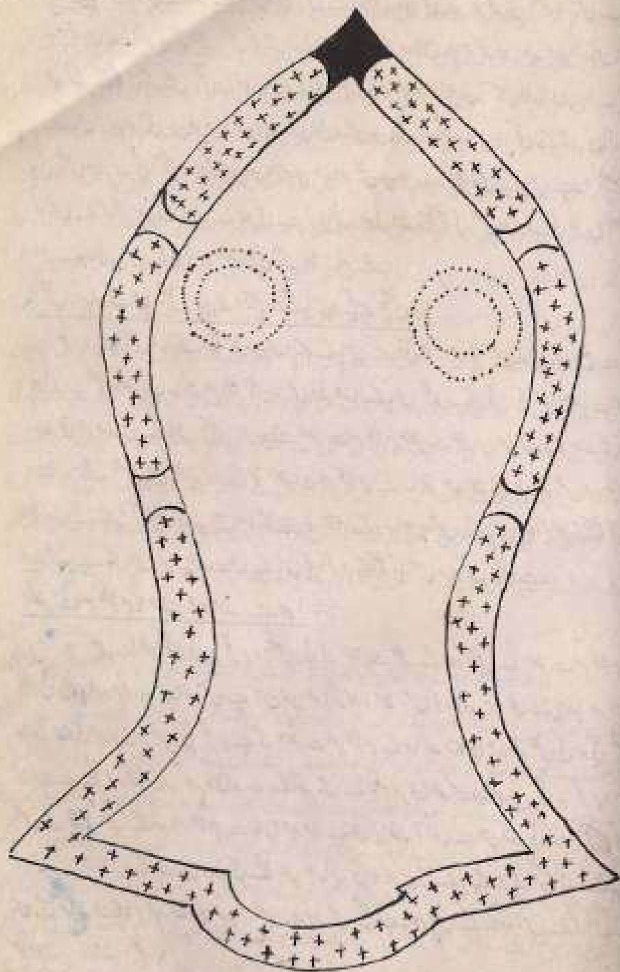
یاد رہے کہ امام ابن عساکر جو اہل مشرق کے لیے اس معاملہ میں مقتدا ہیں۔ انہوں نے اس مثال مبارک کو صرف ابن الحاج المغربی سے اخذ کیا ہے۔ اور اس کے بعد تمام لوگ ابن عساکر کے عیال ہیں۔

اہل مشرق کے پاس نبی کریم ﷺ کے نعلین موجود تھے۔ کیونکہ یہ بنی ابن الحدید کے پاس اور پھر شام کے جامعہ اشرفیہ میں موجود تھیں۔ اور مغرب والوں کا یہ مسئلہ تھا کہ ان کے لیے سوائے نقش کے اور کوئی صورت ہی نہیں تھی۔ ان میں سے جس نے بھی مشرق کا سفر کیا اور نعل شریف کو دیکھا جیسا کہ ابن رشید وغیرہ نے تو اس کی مثال بنائی۔ اہل مغرب کا معاملہ اغلب ہے۔ ورنہ اہل مشرق نے بھی اس کی مثالیں بنائیں اور بہت سے مشرقی علماء اس نعل نبویہ سے (جو کہ بنی الحدید کے پاس جامعہ اشرفیہ شام میں تھیں) سے تبرک حاصل کرتے۔

نقش نعلین کی پہلی تصویر اور اس کی سند

نقش کی یہ صورت ابن العربی ، ابن عساکر ، ابن مرزوق ، فارقی ، امام بلقینی ، حافظ سیوطی ، امام سخاوی ، امام مناوی ، ابن فہد اور ان کے علاوہ دیگر محدثین کے نزدیک معتمد ہے۔

(تصویر اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)۔ نقش نعلین کو شیخ ابو الفضل بن ابراہیم التونسی سے روایت کی انہوں نے اپنے شیخ ابن الیہ انہوں نے فقیہ ابن زید عبد الرحمن ابن العربی انہوں نے اپنے والد --- حافظ القاضی ابو بکر ابن العربی الاشبیلی الاندلسی المعافری جو کہ فاس شہر میں مدفون ہیں اور قاضی شیخ عیاض اور دیگر محدثین نے کہا کہ حافظ ابو القاسم مکی بن عبد السلام بن الحسن بن الرمیلی نے ان الفاظ سے بیان کیا۔



کہا کہ ہم سے بیان فرمایا ابو بکر ذکریا عبد الرحیم بن احمد بن نصر بن اسحاق بخاری حافظ انہوں نے کہا کہ مجھ سے محمد بن حسین فارسی نے کہا کہ یہ نعل اس نعل کے مطابق بنائی گئی ہے جو محمد بن جعفر التمیمی کے پاس تھی اور انہوں نے ذکر کیا کہ اس نعل کو میں نے اس نعل کے مطابق بنایا جو کہ ابو سعید عبد الرحمٰن بن محمد بن عبد اللہ کے پاس مکہ میں تھی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو محمد ابراہیم بن سہیل الشیبی نے کہا کہ ہم سے بیان فرمایا ابو یحیٰ بن ابو مرۃ ان سے ابن ابی اویس بن مالک بن ابی عامر الاصحی نے کہا نبی اکرم ﷺ کی نعل مبارک کی مثل اسماعیل بن ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن ابی ربیعہ المخزومی کے پاس ہے۔ اسمٰعیل بن ابی اویس نے کہا کہ میرے والد نے موچی سے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی نعل مبارک کی طرح نعل بناؤ تو اس نے بنائی۔ اس کے دونوں تسموں کی جگہ دو زمام تھے۔

نعل مبارک اسماعیل بن ابراہیم کے پاس کیسے پہنچی ؟

یہ نعل مبارک اسماعیل بن ابراہیم کے پاس کیسے آئی ..... ؟ تو ہمیں بوثوق ذرائع سے معلوم ہوا کہ یہ نعل حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے پاس تھیں۔ پھر آپ کی بہن حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق کے پاس پہنچی۔ اس وقت حضرت ام کلثوم حضرت طلحہ بن عبد اللہ کے عقد میں تھیں جب وہ جنگ جمل میں شہید ہوگئے تو حضرت ام کلثوم کے ساتھ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی ربیعہ المخزومی نے نکاح کر لیا۔ اور یہ اس اسماعیل بن ابراہیم کے دادا ہیں جس کے پاس نبی اکرم ﷺ کی نعل مبارک ہے۔ پس اس طریقے سے ان کے پاس نبی اکرم ﷺ کی نعل مبارک پہنچی ہے۔

حضرت ام کلثوم کا عقد عبد اللہ سے ہوا :

میں نے ابن فہد کی یہ تحریر دیکھی ہے کہ حضرت طلحہ کے بعد جس نے حضرت ام کلثوم سے شادی کی وہ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن ہے لیکن ابن عساکر کا وہ نسخہ جس کو علامہ سیوطی نے پڑھا اور اس پر علامہ سخاوی اور دیگر وغیرہ کی تحریر ہے کہ حضرت ام کلثوم کے ساتھ شادی عبد الرحمٰن کی ہوئی تھی نہ کہ ان کے بیٹے عبد اللہ کی۔ اور کافی مدت کے بعد میں نے امام سراج الدین بلقینی کی یہ تحریر دیکھی جس میں تھا کہ طلحہ کے بعد ام کلثوم سے نکاح عبد اللہ نے ہی کیا تھا۔ تو اس سے ابن فہد کی بات ترجیح پا گئی۔

اور اس کے بعد میں نے کئی نسخے ابن عساکر کی لائبریری کے دیکھے جو کہ صحیح شدہ تھے۔ ان میں یہی تھا کہ ان کا نام عبد اللہ بن عبد الرحمٰن ہے اور یہی صحیح ہے۔ اور اس کے علاوہ جس نے کہا اس سے سہو ہوا۔ (واللہ اعلم)

نقش نعلین کی سند :-

امام ابن عساکر نے اپنی تالیف میں اس کی یہ سند بیان کی۔ مجھ سے امام حافظ صالح ابو اسحاق

ابراہیم بن الحاج المغربی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ ان سے ابراہیم بن محمد بن ابراہیم المریی نے ان سے ابو القاسم قاسم بن محمد نے اور کہا کہ میں نے ان سے پڑھا اور میں نے یہ مثال جو کہ میرے پاس ہے اسی کے مطابق بنائی ہے جو ان کے پاس تھی اور ان سے ہمیں پہنچی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابو القاسم خلف بن بشکوال اور کہا کہ ہم نے یہ مثال اس مثال کے مطابق بنائی جو کہ ان کے پاس تھی۔ اور ان سے ہمیں عطا ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں امام ابو بکر العربی نے کہا کہ ہم سے ابو القاسم مکی بن عبد السلام بن الحسن الرمیلی نے بیان کیا کہ میں نے یہ مثال اس مثال کے مطابق بنائی جو کہ ان کے پاس تھی۔ اور بیان کیا شیخ ابو ذکریا عبد الرحیم بن احمد بن نصر بن اسحاق بخاری حافظ نے پھر ہم نے یہ مثال بنائی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے محمد بن حسین الفارسی نے کہا تو ہم نے یہ نعلین اس نعلین کے مطابق بنائی جو کہ محمد بن جعفر التمیمی کے پاس تھی۔ اور انہوں نے ذکر کیا کہ یہ مثال اس نعل کے مطابق ہے جو کہ ابو سعید عبد الرحمٰن بن محمد بن عبد اللہ (جو کہ مکہ میں مقیم تھے) کے پاس تھی انہوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو ابو محمد ابراہیم بن سہل نے ان سے ابو یحیٰ بن ابو مرۃ نے انہوں نے ابن ابی اویس بن مالک بن ابی عامر اصحی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ یہ نعل نبی اکرم ﷺ کی اس نعل کے مطابق ہے جو اسماعیل بن ابراہیم بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی ربیعہ کے پاس تھی۔ اسماعیل بن ابی اویس نے کہا کہ میرے والد نے موچی کو حکم فرمایا نبی اکرم ﷺ کی نعل کی طرح نعل بنائے۔ اس میں دو تسموں کی جگہ دو زمام تھے۔ پھر علامہ ابن عساکر نے بیان فرمایا کہ یہ نعل مبارک اسماعیل بن ابراہیم کے پاس کیسے پہنچی ؟ جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا۔

دوسری سند

حافظ ابن عساکر نے ابو اسحاق بن الحاج اندلسی کے حوالے سے بیان کیا شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم السلمی نے انہوں نے کہا کہ ہم کو خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ السبتی وغیرہ نے انہوں نے ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمٰن التجیبی سے میں نے اس کی فرع نقل کی اور اس کی تجیبی کی مثال کے ساتھ ملایا اور اس سے مثال بنائی انہوں نے کہا کہ حافظ ابو طاہر احمد بن محمد نے دمشق میں دکھائی تھی۔ انہوں نے کہا کہ یہ مثال مجھے ابو محمد عبد العزیز بن احمد نے دکھائی۔ انہوں نے کہا کہ یہ مثال ابو طالب عبد اللہ بن الحسن بن احمد العصری نے عطا فرمائی اور بیان فرمایا کہ ابو بکر محمد بن عدی بن علی بن زحر المنقری نے اس مثال کا اخراج فرمایا اور بیان کیا کہ ابو عثمان سعید بن الحسن التستری نے اس مثال کا اخراج فرمایا اور ذکر کیا کہ یہ مثال نبی اکرم ﷺ کی نعلین شریفین کی مثال (نقش) ہے۔ اور محمد بن احمد الفوری نے اس کا اخراج اصبہان میں کیا اور اس کو روایت کرتے ہوئے کہا کہ اس کو محمد بن عدی المنقری نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی سعید بن حسن تستری نے تستر میں ہمیں خبر دی احمد بن

محمد الفزاری انہوں نے کہا کہ ابو اسحاق ابراہیم بن الحسین نے کہا انہوں نے ابو عبداللہ اسماعیل بن ابی اویس عبداللہ بن عبداللہ بن ابی اویس بن مالک بن ابو عامر الاصبحی القرشی التیمی مالک کے بھانجے ابن انس نے کہا کہ یہ نعل نبی اکرم ﷺ کی نعل مبارک کی طرح ہے اور میں نے یہ اس نعل کے مطابق بنائی ہے جو کہ اسماعیل بن ابراہیم بن عبداللہ بن عبدالرحمن ابن ابی ربیعہ المخزومی کے پاس ہے۔ اسماعیل نے کہا کہ میرے والد ابو اویس نے موچی کو حکم فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کے نعلین کی طرح نعلین تیار کرو تو وہ تیار کر دی گئی اور اس کے دو زمام تھے۔

تیسری سند :-

ابن البراء نے ابن العربی تک سند سابق کے ساتھ بیان کیا۔ ابن العربی نے کہا کہ ہمیں ابو المظفر نے خبر دی ان کو حافظ ابو نعیم نے ان کو ابن ابی جلدۃ نے ان کو حارث بن ابی اسامہ نے ان کو ابن عون نے بتایا:

اتیت حذاء بالمدینۃ فقلت احذ نعلی فقال لی ان شئت حذوتها هکذا و ان شئت حذوتها کما رأیت نعل رسول اللہ ﷺ فقلت و این رأیت نعل رسول اللہ ﷺ فقال رأیتها فی بیت فاطمۃ بنت عبداللہ بن العباس فقلت احذها کما رأیت نعل النبی ﷺ قال فحذاها قبالان قال فقدمت وقد تحذاها محمد بن سیرین

میں نے مدینہ طیبہ موچی کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے جوتا بنا دو۔ وہ کہنے لگا اگر آپ چاہیں تو میں اس طرح کا جوتا بنا دیتا ہوں اور اگر آپ چاہیں تو میں اس طرح کا جوتا بنا دیتا ہوں جس طرح کا میں نے حضور اکرم ﷺ کا دیکھا ہے۔ میں نے کہا تو نے حضور اکرم ﷺ کا جوتا کہاں دیکھا ہے؟ کہنے لگا میں نے حضرت فاطمہ بنت عبداللہ بن عباس کے گھر اس کی زیارت کی ہے۔ میں نے کہا تو نے جس طرح دیکھا اسی طرح کا میرا جوتا بنا دے تو جب بنایا تو اس کے دو زمام تھے۔ میں جب واپس آیا تو مجھ سے یہ جوتا امام محمد بن سیرین نے لے لیا۔

(فتح المتعال فی مدح النعال از الشیخ ابو العباس احمد[1] بن محمد بن احمد المقری المغربی المالکی المتوفی ۱۰۴۱ھ ص ۱۹۱ تا ۲۰۴ (تلخیص) طبع لاہور ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء (اردو))

---

[1] مولانا عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

احمد بن محمد بن احمد التلمسانی المولد المالکی المذهب، حافظ مغرب لم یر نظیرہ فی الجودۃ والتفسیر والحدیث وعلم الکلام له المؤلفات الشائعة منها۔

فتح المتعال فی مدح النعال کے متعلق لکھتے ہیں :-

وعلیہا ابواب اربعۃ الاول فی بعض ما ورد فی النعال النبویۃ و ما یناسب ذلک و ذکر فی هذا الباب کثیرا من احادیث متعلقۃ بالنعال والباب الثانی فی صفۃ المثال العظیم النبوی و بیان الاختلاف والباب الثالث فی ابراد نبذۃ من المقطعات الرائعۃ والقصائد الفائقۃ فی المثال المعظم والنعل المکرم عما هو من نتائج افکارہ او نتائج افکار معاصریه و من قبله والباب الرابع فی سرد جملۃ من خواص المثال المنجرۃ جربها هو وغیرہ الخ

(الفوائد البهیۃ فی تراجم الحنفیۃ ص ۲۶۹ - ۲۷۰ طبع کراچی)

نعلین شریف کی تمثال و نقشے کے فیوض و برکات

○ ــــ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

مقام درد پر نعلین شریف کا نقشہ رکھنے سے درد سے نجات ملتی ہے اور پاس رکھنے سے راہ میں لوٹ مار سے محافظت ہو جاتی ہے۔ اور شیطان کے مکر و فریب سے امان رہتا ہے۔ اور حاسد کے شر و فساد سے محفوظ رہتا ہے۔ مسافت طے کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ الخ

صاحب مواہب علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس کو مجرب لکھا ہے۔

(مدارج النبوۃ۔ ص ۸۰۱ جلد اول، طبع کراچی ۱۹۷۱ء)

○ ــــ الشیخ ابو العباس احمد بن محمد بن احمد بن یحیی ابن عبدالرحمن المقری المغربی المالکی (م ۱۰۴۱ھ) لکھتے ہیں۔ نقش نعل مبارک کے واضح طور پر بے شمار خواص و برکات ہیں جو محتاج بیان نہیں۔ مشاہدہ کرنے والی آنکھیں ان سے غنی ہیں۔ لیکن ہم ان بے شمار برکات میں سے چند اکابر علماء کے حوالے سے بعض برکات بیان کرتے ہیں۔

درد کا فی الفور ختم ہو جانا : ان برکات میں سے ہے جس کو امام ابو اسحاق ابن الحاج یعنی امام ابراہیم بن محمد بن ابراہیم اندلسی سلمی نے ذکر فرمائی اور ان سے اس کو ابو الیمن ابن عساکر اور دیگر کئی حضرات نے ذکر کیا کہ ہم کو قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی، انہیں ابو جعفر احمد بن عبدالمجید (جو کہ شیخ کامل صالح، عالم باعمل اور متقی ہیں) نے خبر دی کہ میں نے ایک طالب علم کے لیے یہ نقش بنوایا۔ وہ ایک روز میرے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں گذشتہ رات اس نقش کی ایک عجیب برکت دیکھی، میں نے پوچھا تو نے کون سی اسکی برکت دیکھی؟ کہنے لگا میری بیوی کے اتفاقاً سخت درد ہوا کہ وہ مرنے کے قریب ہو گئی تو میں نے یہ نقش نعلین پاک درد والی جگہ پر رکھ کر عرض کی : یا الٰہی مجھ کو صاحب نعل شریف کی برکت دکھلا تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت شفا عنایت فرما دی۔

تجربہ برکات و دافع بلیات : ابو اسحاق ابن الحاج نے یہ بھی بیان فرمایا کہ قاسم بن محمد نے فرمایا کہ اس نقش مبارک کی آزمائی ہوئی برکات میں سے یہ ہے کہ جو شخص اس نقش کو اپنے پاس تبرکاً رکھے گا وہ ظالموں کے ظلم سے، دشمنوں کے غلبہ سے، شیطان مردود کے شر سے، ظالم سلطان کے ظلم سے اور ہر حاسد کی نظر بد سے امان میں رہے گا۔ اور اگر کوئی حاملہ عورت اس کو اپنے دائیں ہاتھ میں رکھے تو درد زہ کی شدت سے بفضل الٰہی نجات ہو۔

امام احمد المقری تلمسانی م ۱۰۴۱ھ فرماتے ہیں کہ میں نے اسکا بارہا تجربہ کیا اس کو صحیح پایا گیا۔

نظرِ بد اور جادو سے نجات : ان کی برکات میں سے یہ ہے کہ نظرِ بد اور جادو ٹونے سے آدمی امان میں رہتا ہے۔ جیسا کہ امام شرف الدین طنوبی نے فرمایا ہے۔

زیارتِ رسول ﷺ کا وسیلہ :

اس نقش پاک کو ہمیشہ اپنے پاس رکھنے والے کے لیے بعض ائمہ نے بیان فرمایا کہ اس کو قبول تام حاصل ہوتا ہے اور دنیا میں اس کا عزت و وقار بلند ہو جاتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کے حامل کو خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوگی یا پھر وہ گنبدِ خضراء کی حاضری سے مستفید ہوگا۔

○--- **امام ابن الفہد مکی فرماتے ہیں** :- کہ

" یہ مجرب بات ہے۔ یہ نقش پاک جس گھر میں ہو وہ جلنے سے محفوظ رہے گا، جس مال میں ہو وہ مال چوری نہیں ہو سکتا۔ جس کشتی میں ہو وہ کشتی غرق نہ ہو گی۔ جس قافلہ میں ہو وہ قافلہ لٹنے نہ پائے اور یہ سب نبی اکرم ﷺ کی برکت اور شرف کے طفیل ہے۔

(فتح المتعال فی مدح النعال ص ۲۲۵ تا ۲۲۷ طبع لاہور ۱۹۹۶ء از امام احمد مقری)

○--- مولانا محمد زکریا سہارنپوری شارح شمائل ترمذی لکھتے ہیں :- اس کے خواص بے انتہا ہیں۔ علماء نے بارہا تجربے کئے ہیں۔ حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ ظالموں سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ ہر دلعزیزی میسر ہوتی ہے۔ غرض ہر مقصد میں اس کے توسل سے کامیابی ہوتی ہے۔

(اردو شرح شمائل ترمذی ص ۱۱ طبع کراچی)

اعتراض :- طائف میں جب نبی ﷺ نے لوگوں کو دین اسلام یعنی توحید کی دعوت دی تو انہوں نے آپ پر اس قدر پتھر برسائے کہ آپ کی حقیقی جوتی بھی خون سے لبالب بھر گئی۔ آقا کو پتھروں کے لگنے سے آنے والے زخموں کی شدید تکلیف بھی ہوئی لیکن (حقیقی جوتا ہونے کے باوجود) کچھ بھی تحفظ نہ ہوا۔ غرض نہ آپ کے نہ آپ کے صحابہ کے ، نبی ﷺ کے جوتے کے متعلق ایسے عقائد تھے جیسے اس فرقہ کے ہیں۔

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ص ۱۹۰)

الجواب :- طائف کے مقام پر جب حضور ﷺ تشریف لے گئے تو اس وقت آپ کے سر اقدس پر موئے مبارک بھی تھے۔ مگر............ حضرت خالد بن ولید قرشی مخزومی رضی اللہ عنہ کی ٹوپی جنگ یرموک میں گم ہو گئی، انہوں نے کہا کہ ڈھونڈو، تلاش کرتے کرتے آخر کار مل گئی، لوگوں نے ان سے سبب پوچھا، تو فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے عمرہ ادا فرمایا۔ جب آپ نے سر مبارک منڈوایا تو لوگ آپ کے موئے مبارک لینے کو دوڑے ، میں نے آپکی پیشانی مبارک کے بال لے کر اس ٹوپی

میں رکھ لیے، جس لڑائی میں یہ ٹوپی میرے پاس رہی، مجھے فتح نصیب ہوتی رہی۔

(اصابہ اردو)

☆..... **علامہ ابن اثیر جزری (م ۶۳۰ھ) فرماتے ہیں** :-

ان کی ایک ٹوپی تھی جس کو پہن کر جنگ کرتے تھے۔ رسول خدا ﷺ کا ایک موئے مبارک تھا، اس کی برکت سے فتح طلب کیا کرتے تھے۔ اور ہمیشہ فتح مند رہتے تھے۔ ہمیں ابو الفضل بن ابی الحسن بن ابی عبداللہ مخزومی نے اپنی سند سے احمد بن علی ابن مثنیٰ تک خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے سریج بن یونس نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمیں ہشیم نے عبدالحمید بن جعفر سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کر کے خبر دی وہ کہتے تھے کہ خالد بن ولید نے بیان کیا کہ میں ایک عمرہ میں رسول خدا ﷺ کے ہمراہ تھا۔ آپ نے بال منڈوائے۔ لوگ ان بالوں کو دوڑ دوڑ کر لینے لگے۔ میں بھی گیا اور میں نے پیشانی کے بال لے لیے اور ایک ٹوپی میں نے بنائی۔ اس ٹوپی کے آگے والے حصے میں میں نے ان بالوں کو رکھ لیا، جس مہم میں اس ٹوپی کو پہنتا ہوں وہ مہم فتح ہو جاتی ہے۔

(امام ابی الحسن علی ابن اثیر جزری ، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ، اردو ترجمہ مولوی عبدالشکور لکھنوی)
(مطبوعہ لاہور ۱۴۰۷ھ جلد ۳ صفحہ ۱۳۰)

بعض دفعہ نفع دینے والی چیز نفع نہیں دیتی تو اس میں رب کائنات کی کوئی مصلحت و حکمت پوشیدہ ہوتی ہے۔ مگر اس سے نفع دینے والی چیز کے نفع کا انکار کرنا جہالت ہے۔

اعتراض :- ابن لعل دین درج ذیل عنوان کے تحت طنزاً لکھتا ہے۔

" مجھے بھی تبرکات مل گئے "

" الحمد للہ ! ایوب انصاری کے دولت کدہ (گھر) کا ایک پتھر مبارک حاصل ہو گیا اور اللہ عزوجل کے کروڑ کروڑ احسان کہ سبز گنبد کے سبز رنگ کے دو مبارک ٹکڑے جو واقعی انمول تبرک ہے وہ بھی سگِ مدینہ کو حاصل ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ عزوجل پاکستان میں زیارت ہو سکے گی۔ "

(میٹھی میٹھی سنتیں یا............ ۱۹۵)

الجواب :- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور ﷺ کے منبر شریف کے اس مقام پر جہاں حضور ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے۔ وہاں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ رکھتے پھر اس کو چہرہ پر ملتے۔

(شفاء از علامہ قاضی عیاض اندلسی ، ص ۴۷ جلد دوم طبع لاہور)

صفیہ بن مجدہ سے مروی ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے سر کے اگلے بال اتنے دراز تھے۔ جب وہ بیٹھ کر لٹکاتے تو زمین سے لگ جاتے تھے۔ کسی نے ان سے دریافت کیا کہ تم اسے کٹواتے نہیں؟ فرمایا میں اسے ہرگز کٹوانے کے لیے تیار نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے چھوا ہے۔ (شفاء ص ۴۳ ـ ۷ جلد دوم طبع لاہور)

قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

حضور علیہ السلام کی عظمت واحترام میں سے یہ بھی ہے کہ جو چیز بھی آپ سے منسوب ہو اس کی عزت و عظمت کی جائے آپ کی محافل مقدسہ ، مقامات معظمہ ، مکہ مکرمہ ، مدینہ منورہ اور دیگر مکانات منسوبہ اور ہر وہ چیز جس کو آپ نے کبھی چھوا ہو یا جو آپ کے ساتھ مشہور ہو گئی ہو ان سب کی تعظیم و توقیر کرے۔" (اسی طرح لازم ہے جس طرح آپ کی واجب ہے)

ہجرت مدینہ کے بعد حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر حضور ﷺ نے ایک ماہ قیام فرمایا۔ اور بعض روایتوں میں چھ اور سات ماہ بھی آتا ہے۔

(تاریخ اسلام از نجم میاں ص ۱۰۶ حصہ دوم ، زادالمعاد ص ۲۹)

چونکہ حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان اور سبز گنبد کو رسول اللہ ﷺ سے نسبت ہے اس لیے عشاقان رسول الثقلین ﷺ کے لیے وہاں کے پتھر اور ذرات قابل تعظیم و توقیر ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا دونوں واقعات سے ظاہر و باہر ہے کہ صحابہ کرام ہر اس چیز کی تعظیم و توقیر کرتے جس کو آپ سے نسبت تھی یا کبھی آپ نے اس کو چھوا تھا۔

ایک ایمان افروز واقعہ :-

ابو عبدالرحمن سلمی ، احمد بن فضلویہ زاہد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ غزوات (جہاد) میں (معروف) تیر انداز تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کمان کو کبھی بغیر وضو نہیں چھوا ، جب سے اسے نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک میں لیا۔ (شفاء ص ۴۳ ـ ۷ جلد دوم طبع لاہور)

☆.....**شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-**

حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر یہ بھی ہے کہ ہر وہ چیز جو حضور ﷺ سے تعلق رکھے خواہ وہ اماکن متبرکہ ہوں یا مقامات مقدسہ یا وہ چیز جو حضور اکرم ﷺ کے دست اقدس سے چھو گئی ہو یا حضور ﷺ نے اس کی معرفت کرائی ہو۔ ان سب کی تعظیم و توقیر ہر مسلمان کے لیے لازم و ضروری ہے۔

اعتراض :-...........اور معاشرے کے بگاڑ اور سنوار سے ان (دعوت اسلامی) کو کوئی سروکار

نہیں۔ انہوں نے ہر چھوٹے موٹے کام پر جنت اور عشق کی ایسی ایسی حکایتیں نبی مکرم ﷺ سے منسوب کر دی ہیں کہ سادہ لوح مسلمان خاتم النبیین ﷺ کی اصل تعلیمات بھول کر ان افسانوی باتوں پر کھو جاتا ہے۔ ان لوگوں نے جنت کن چیزوں میں بکھر رکھی ہے۔ چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

○---جو آدمی ایک دن کا اعتکاف کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل کر دے گا جن کی مسافت آسمان و زمین کے فاصلے سے بھی زیادہ ہو گی۔ (جنتی جنتی جنتی .... ص ۱۹۵)

الجواب :- یہ رسول کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا:

" وَ مَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ جَعَلَ اللهُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ النَّارِ ثَلٰثَ خَنَادِقَ أَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ۔" (طبرانی فی الاوسط (المجمع ص ۱۹۲ جلد ۸) ترغیب ص ۱۳۹ ، ۱۵۰ جلد ۲)

(بحوالہ "اسلامی تعلیم" پانچواں حصہ ، طبع المکتبۃ السلفیہ لاہور ، از مولوی عبدالسلام بستوی غیر مقلد (وہابی) سابق شیخ الحدیث مدرسہ دارالحدیث والقرآن دہلی ، م ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء)

حضور ﷺ کے اقوال مبارکہ کو " افسانوی باتیں کہنا کفر ہے۔"

قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جو حضور ﷺ کی ان باتوں کی قصداً تکذیب کرے، جسے آپ نے فرمایا: یا آپ لے کر آئے تھے یا آپ کی نبوت و رسالت یا آپ کے وجود کی نفی کرے یا آپ کا انکار (کفر) کرے۔ چاہے اس کے بعد وہ کسی دوسرے دین و ملت میں جائے یا نہ جائے بہر حال وہ "بالاجماع کافر اور واجب القتل ہے۔" اس کے بعد غور کیا جائے گا پس اگر وہ اس پر اصرار کرتا ہے تو اس کا حکم مرتد کا حکم کے مشابہ ہو گا اور اس کی توبہ قبول کرنے میں قوی اختلاف ہے۔ الخ" (الشفاء ص ۳۱۲ جلد دوم طبع لاہور)

دعوت اسلامی پر طعن و تشنیع کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لیں۔ کہ مولوی عبدالسلام بستوی کو کس کھاتہ میں ڈالو گے۔ جس نے اس حدیث مبارکہ کو اپنی تالیف " اسلامی تعلیم " میں تحریر کیا ہے۔

اعتراض :- ہر وہ دن جس میں بندہ روزہ رکھے گا، اس ہر روزے کے بدلے میں اسے ایک ہزار سونے کے دروازوں والا محل جنت میں عطا ہو گا اور اس کے لیے صبح شام تک ستر ہزار فرشتے دعاء مغفرت کرتے رہیں گے۔ (جنتی جنتی جنتی ا.......ص ۱۹۶)

الجواب :- یہ حدیث نبوی ہے جس کو شیخ عبدالرحمن صفوری شافعی علیہ الرحمۃ صاحب نزہۃ المجالس نے نویں صدی (۹۰۰) ہجری کے مشہور شافعی علماء میں سے ہیں۔

نقل فرمایا ہے: چونکہ اس حدیث میں موضوع حدیث کی علامات نہیں پائی جاتیں۔ اس لیے یہ حدیث ضعیف ہوگی۔ اور میاں نذیر حسین دہلوی (غیر مقلد) ، مولوی ثناء اللہ امرتسری (غیر مقلد) اور نواب صدیق حسن (غیر مقلد) کے نزدیک ضعیف حدیث اعمال وفضائل میں مقبول ہوتی ہے۔

دیکھئے: (فتاویٰ نذیریہ جلد اول ، فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ، مسک الختام جلد اول)

لہٰذا اس حدیث پر طعن کرنا بدبختی ہے۔

علامہ ابن عبدالبر اندلسی (م ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں :-

"احکام وحلال کی طرح فضائل اعمال کی روایتوں میں اسناد کی چھان بین نہیں کی جاتی۔"

(جامع بیان العلم و فضلہ ص ۵۹ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

ایک مشاہدہ :- حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں :

شعبہ بن حجاج اور مسعر بن کرام رحمۃ اللہ علیہما دونوں حافظ تھے اور دونوں نہایت صالح آدمی تھے۔ ابو احمد یزیدی کہتے ہیں کہ میں نے دونوں کو (مرنے کے بعد) خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ ابو بسطام ، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں میرے یہ اشعار پڑھنے کی توفیق دے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ " کہ مجھے میرے رب تعالیٰ جنتوں میں ایسا گنبد عطا کیا ہے جس کے ایک ہزار دروازے ہیں اور چاندی اور موتی کا ہے۔ الخ" (کتاب الروح ص ۵۵ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

اعتراض :- ابن لعل دین طنز الکھتا ہے۔ قادری صاحب لکھتے ہیں۔ "مہمانوں کے ساتھ مل کر کھانا کھایا تو (قبر اور حشر میں) حساب نہ ہوگا۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا.............. ص ۱۹۶)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کا فرمان عالی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : کہ جو آدمی بھائیوں کے ساتھ کھانا کھاتا ہے۔ اس کا حساب اس سے نہیں ہوتا۔ (احیاء علوم الدین از امام غزالی ص ۱۵ جلد دوم طبع لاہور)

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ دیگر اعمال کا قیامت میں حساب نہ ہوگا۔ جیسا کہ ابن لعل دین نے اس حدیث مبارکہ سے یہ معنیٰ اخذ کئے ہیں۔ بلکہ فقط اس کھانے کا حساب نہ ہوگا جو مسلمان بھائیوں کے ساتھ مل کر کھایا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" تین باتوں کا حساب بندے سے نہ لیا جائے گا۔ ایک سحریوں کا کھانا ، دوسرے افطار کی چیز تیسرے جو ساتھیوں کی ہمراہی میں کھائے۔ " (احیاء علوم الدین از امام غزالی ص ۱۵ جلد دوم طبع لاہور)

اعتراض :- ولی کا ہاتھ چومنے والے کی بخشش ہو جاتی ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.......ص ۱۹۶)

الجواب :- قادری صاحب لکھتے ہیں ایک دفعہ ایک نوجوان جو کہ بڑا ہی فاسق فاجر تھا۔ ملتان شریف میں فوت ہوا۔ بعد وفات کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ اس نے جواب دیا ، اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور جب اس سے بخشش کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ ایک دن حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ جا رہے تھے۔ تو میں نے آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا تھا۔ مجھے اسی دست بوسی کی وجہ سے بخش دیا گیا۔

یاد رہے ایک ہوتا ہے قانون اور وہ یہ ہے کہ بندہ توحید و رسالت پر ایمان لائے اور نیک اعمال کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اپنے فضل وکرم سے اس کی بخشش فرما دیتا ہے۔

اور ایک ہوتا ہے " خداوند قدوس کا فضل عظیم " کہ اپنے بندوں میں سے جو توحید ورسالت پر ایمان لائیں کسی ادنیٰ سے نیکی کرنے پر ان کو بخش دے تو وہ قادر مطلق ہے۔ اس سے کوئی سوال کرنے والا نہیں کہ اے رب العزت تو نے ایسا کیوں کیا؟

حافظ ابن قیم لکھتے ہیں : ابو جعفر سقاء نے کہا کہ میں نے خواب میں حضرت بشر حافی کو دیکھا تو انہوں نے فرمایا.......... کہ جو شخص میرے جنازے میں شامل تھے (اللہ تعالیٰ) نے سب کی مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے۔ (کتاب الروح ص ۵۶ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

عبداللہ بن حکم کہتے ہیں : میں نے خواب میں شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا : مجھ پر رحم کیا اور بخش دیا۔ اور اس کا سبب کتاب الرسالت میں مندرجہ ذیل درود شریف لکھنے کا ہے۔ " و صلی اللہ علیٰ محمد عدد ما ذکرہ الذاکرون و عدد ما غفل عن ذکرہ الغافلون۔ " (تلخیص ، (جلاء الافہام از ابن قیم ص ۲۲۸ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

ایک محدث کہتے ہیں : کہ میرا ایک ہمسایہ تھا۔ وہ مر گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خداوند کریم نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ کہا بخش دیا۔ میں نے پوچھا کیونکر۔ کہا حدیث میں جہاں رسول اللہ ﷺ کا ذکر آتا میں اس کے ساتھ ﷺ لکھ دیا کرتا تھا۔

(جلاء الافہام از ابن قیم ص ۲۲۸ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

اسی طرح اگر پروردگار کسی گنہگار بندہ کو اس کے ولی (دوست) کی تعظیم وتکریم کرنے پر بخش دے تو وہ مختار مطلق ہے۔

ابن قیم جوزی کی تصانیف اور علماء نجد :

عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب لکھتے ہیں۔ اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ شیخ امام ابن قیم و شیخ امام ابن تیمیہ اہلسنت کے برحق امام ہیں۔ اور ان کی کتابیں ہمارے نزدیک معتبر ترین کتب میں سے ہیں۔ مگر ہم ہر مسئلہ میں ان کی تقلید نہیں کرتے .... چنانچہ چند مسائل میں ہماری ان سے یعنی ابن تیمیہ اور ابن قیم سے مخالفت سب کو معلوم ہے۔ مثلاً طلاق ثلاثہ مجلس واحدہ میں بلفظ واحد ، ہم نہیں کہتے ہیں۔ جس طرح ائمہ اربعہ فرماتے ہیں (یعنی وہ جو ہمارا مسلک ہے کہ مجلس واحدہ میں تین طلاق کہنے سے تین قرار پائیں گی نہ کہ ایک) اور وقف کو صحیح اور نذر کو جائز مانتے ہیں اور نذر کا پورا کرنا جب معصیت نہ ہو لازم ہے۔ (دوسرا رسالہ از عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب ص ۴۳۔۷ طبع امرتسر ۱۹۲۳ء)

اعتراض :- ابن لعل دین لکھتا ہے۔ "شرابی بھی ولی کا ہاتھ چومنے سے بخش دیا جاتا ہے اور جنت کی سیریں کرتا ہے۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا .... ص ۱۹۶)

الجواب :- ابن لعل دین نے سیاق و سباق چھوڑ کر ایک طویل واقعہ کی عبارت کی ایک سطر نقل کر کے قارئین کرام کو مغالطہ دینے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ ہم فیضان سنت سے پوری عبارت نقل کرتے ہیں۔ جس سے لعل دین کے پیدا کردہ تمام شکوک و شبہات کا ازالہ ہو جائے گا۔

شرابی کی ولی کا ہاتھ چومنے کی برکت سے اصلاح و بخشش

ایک دفعہ شراب کے نشہ میں دھت ایک نوجوان کسی گلی سے گزر رہا تھا کہ سامنے سے امام العارفین حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ آتے دکھائی دیئے۔ وہ نوجوان فوراً حضرت سیدنا ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر پڑا۔ پھر نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ چومے اور پھر گھر چلا گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ جنت کے باغ میں خراماں خراماں سیر کر رہا ہے۔ عجب ڈر اس کے دل میں پیدا ہوا۔ سوچنے لگا ، میں تو گناہ گار ہوں! یہ دولت بے پایاں مجھے کیسے نصیب ہو گئی؟ آواز آئی ، "تم ٹھیک کہتے ہو ، لیکن کل تم نے ہمارے ایک دوست کے ہاتھ چومنے کی سعادت حاصل کی تھی۔ ہماری رضا کے لئے تم نے اسے اعزاز دیا۔ ہم نے تمہیں اسی بات پر بخش دیا۔" وہ نوجوان خواب سے بیدار ہوا۔ حضرت سیدنا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے حضور حاضر ہوا ، توبہ کی اور مرید ہو گیا۔ (فیضان سنت ص ۶۵۷)

معلوم ہوا : کسی ولی اللہ کی تعظیم و تکریم کرنے سے رب العزت خوش ہو کر اور اپنے مقبول بندہ کی عظمت و کرامت اجاگر کرنے کے لیے گناہ گار کو توبہ کی توفیق عطا فرما کر نیک کاموں کی طرف

اب فرما کر اسے جنت الفردوس عطا فرما دیتا ہے۔

ولی اللہ کے ہاتھ چومنا سنت صحابہ اور اس کی تعظیم و تکریم کا اظہار ہے

○ --- ابن رزین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ربذہ سے گزرے۔ ہمیں بتلایا گیا کہ یہاں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ (صحابی) رہتے ہیں۔ پس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک نکالے اور فرمایا۔ انہی دونوں ہاتھوں سے میں نے نبی کریم ﷺ کی بیعت کی تھی۔ آپ نے جو ہاتھ مبارک کی ہتھیلی ظاہر کی تو وہ اتنی چوڑی اور بڑی تھی جیسے اونٹ کی ہتھیلی۔ پس ہم آگے بڑھے اور ان ہتھیلیوں کو بوسہ دیا۔

○ --- ابو جدعان کہتے ہیں : کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاں رات گزاری۔ عرض کیا کہ کیا آپ نے رسول کریم ﷺ کو اپنے ہاتھوں سے چھوا ہے۔ فرمایا! ہاں تو میں نے ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔

○ --- حضرت صہیب کہتے ہیں : کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں کو چوم رہے ہیں۔

(الادب المفرد۔ از امام بخاری م ۲۵۶ھ ، ص ۲۵۳-۲۵۴ طبع سانگلہ ہل (شیخوپورہ))

اعتراض :- ابن لعل دین لکھتا ہے۔ قادری صاحب کہتے ہیں :

" جو روٹی کا پڑا ہوا ٹکڑا اٹھا کر کھا لیتا ہے تو اس کے پیٹ میں پہنچنے سے پہلے ہی اللہ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا .... ص ۱۹۶)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ رحمۃ للعالمین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

○ --- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ جو روٹی کا پڑا ہوا ٹکڑا اٹھا کر کھا لیتا ہے تو اس کے پیٹ میں پہنچنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

(تنبیہ الغافلین ص ۳۶۸ طبع ملتان از علامہ ابو اللیث سمرقندی م ۳۷۵ھ)

اس حدیث کی تائید درج ذیل سے ہوتی ہے۔

○ --- حضرت عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا : کہ روٹی کا احترام کرو کہ وہ آسمان و زمین کی برکات سے ہے جو شخص دستر خوان سے گری ہوئی روٹی کو کھا لے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ (طبرانی)

○ --- امام محدث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں :

(اس حدیث کی تائید) حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہوتی ہے۔ " اخرجہ الحاکم و صححہ و

اقرۃ الذھبی والبیھقی فی الشعب و من حدیث ابی سکینۃ اخرجہ الطبرانی فی الکبیر۔ "

(التعقبات ص ۳۰ مطبوعہ انڈیا ۱۳۰۳ھ)

اعتراض :- عالم کے چہرے پر نگاہ ڈالنا تمام عبادتوں کی اصل ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا۔۔۔۔۔ ص ۱۹۶)

الجواب :- یہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جس کی تائید مندرجہ ذیل احادیث سے ہوتی ہے۔

○--- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا : پانچ چیزیں عبادت میں سے ہیں۔ (۱) کم کھانا (۲) مسجد میں بیٹھنا (۳) کعبہ کو دیکھنا (۴) مصحف (قرآن کریم) کو دیکھنا (۵) عالم کا چہرہ دیکھنا۔

(رواہ فی مسند الفردوس)

○--- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : " النظر الی البحر عبادۃ والنظر الی العالم عبادۃ والنظر الی الکعبۃ عبادۃ والنظر فی وجہ الابوین عبادۃ۔ الخ "

(فیض القدیر شرح جامع الصغیر از علامہ مناوی ص ۲۹۹ جلد ۶ طبع بیروت)

یعنی درج ذیل کو دیکھنا عبادت ہے : سمندر کو، عالم کو، کعبہ کو اور والدین کے چہرہ کو۔

اعتراض :- قادری صاحب لکھتے ہیں :-

" عالم کے چہرے پر نگاہ ڈالنا خدا کی راہ میں ہزار گھوڑے دینے سے افضل ہے۔ اور عالم کو سلام کرنا تمہارے حق میں ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔" (میٹھی میٹھی سنتیں یا۔۔۔۔۔ ص ۱۹۶)

الجواب :- جب عالم کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے ۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ (رواہ فی مسند الفردوس) (فیض القدیر ص ۲۹۹ جلد ۶) تو عبادت پر رب کائنات اگر اسم " وہاب " کا اظہار فرماتے ہوئے اپنے بندوں کو جس قدر چاہے ثواب عطا فرمادے۔ وہ مختار مطلق اور معطی ہے۔

یہ قادری صاحب کا قول نہیں ہے بلکہ حضور پر نور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

" حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک طویل روایت میں ہے : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ عالم کے چہرے پر نگاہ ڈالنا خدا کی راہ میں ہزار گھوڑے دینے سے افضل ہے۔ اور عالم کو سلام کرنا تمہارے حق میں ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہے۔

علامہ ابن عبدالبر اندلسی (م ۴۶۳ھ) علم و علماء کی فضیلت کی احادیث درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں : فضائل اعمال کی حدیثیں ، متقدمین نے بغیر کاوش روایت کی ہیں۔ اور احادیث احکام کی طرح ان کی تجسس و تنقید نہیں کی ہے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ص ۵۹ طبع لاہور ۱۹۷۸ء)

نیز فرماتے ہیں : احکام حلال و حرام کی طرح فضائل اعمال کی روایتوں میں اسناد کی چھان بین نہیں کی جاتی۔ الخ (جامع بیان العلم وفضلہ ص ۵۹ طبع لاہور ۱۹۷۸ء)

اعتراض :- قادری صاحب لکھتے ہیں : جس نے عالم کی زیارت کی اس نے انبیاء کی زیارت کی اور جس نے انبیاء علیہم السلام کی زیارت کی، اس نے اپنے رب کی زیارت کی اور جس نے اپنے رب کی زیارت کی، اس کے لیے جنت واجب ہو گی۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا۔۔۔۔۔ ص ۱۹۶)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی ہے۔ اور مندرجہ ذیل احادیث اس کی مؤید ہیں۔" من استقبل العلماء فقد استقبلنی ومن زار العلماء فقد زارنی ومن جالس العلماء فقد جالسنی ومن جالسنی فکانما جالس ربی "۔ (کنز العمال ص ۶۷ جلد ۱۰ بیروت)

یعنی جس نے علماء کا استقبال کیا بے شک اس نے میرا استقبال کیا۔ اور جس نے علماء کی زیارت کی بے شک اس نے میری زیارت کی اور جو علماء کے پاس بیٹھا بے شک اس نے میری صحبت اختیار کی۔ اور جس نے میری صحبت اختیار کی بے شک وہ اپنے رب کے پاس بیٹھا۔

" مجالسۃ العلماء عبادۃ ۱؎ (عن ابن عباس) (کنز العمال ص ۱۳۸ جلد ۱۰ بیروت)

یعنی علما کی صحبت عبادت ہے۔ (اس لیے یہ حدیث ضعیف ہے۔ اور ضعیف حدیث عند المحدثین فضائل و اعمال میں مقبول ہے۔) (فتاوی ثنائیہ جلد اول ، فتاوی نذیریہ جلد اول)

اعتراض :- قادری صاحب لکھتے ہیں : عالم سے مصافحہ کرنا سرکار ﷺ سے مصافحہ کرنا ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا۔۔۔۔۔ ص ۱۹۶)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا : جس نے عالم کی زیارت کی گویا اس نے میری زیارت کی اور جس نے عالم سے مصافحہ کیا گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا، جس نے عالم کی صحبت اختیار کی اس نے میری صحبت اختیار کی اور جس نے دنیا میں میری صحبت اختیار کی اللہ اس کو قیامت کے روز جنت میں میرا ہم نشین بنائے گا۔ (منبہ الغافلین ص ۱۹۰ جلد دوم طبع کراچی از علامہ ابو اللیث سمرقندی م ۳۷۳ھ)

مندرجہ ذیل احادیث اس کی مؤید ہیں۔

○--- " اکرموا العلماء فانھم ورثۃ الانبیاء ، فمن اکرمھم فقد اکرم اللہ و رسولہ " (عن جابر) (کنز العمال ص ۱۵۰ جلد ۱۰ طبع بیروت)

یعنی علماء کی توقیر کرو ، بے شک وہ انبیاء کے وارث ہیں۔ جس نے ان کی توقیر کی بے شک اس نے اللہ اور اس کے رسول کی عزت و توقیر کی۔

۱؎ اور عبادت کا درجہ جنت ہے۔

○— "فضل العالم علی غیرہ کفضل النبی علی امتہ" (عن انس)

(کنز العمال ص ۱۵۶ جلد ۱۰ طبع بیروت)

یعنی عالم کی فضیلت غیر عالم پر اس طرح ہے جس طرح نبی اکرم ﷺ کی فضیلت اپنی امت پر ہے۔

○— "من استقبل العلماء فقد استقبلنی ومن زار العلماء فقد زارنی ومن جالس العلماء فقد جالسنی ومن جالسنی فکانما جالس ربی" (کنز العمال ص ۱۵۰ جلد ۱۰ طبع بیروت اعلی حضرت ... الرحمۃ مرفوع)

اس لیے یہ حدیث ضعیف تو ہو سکتی ہے موضوع نہیں ہو گی۔ اور ضعیف حدیث عند المحدثین اعمال وفضائل میں مقبول ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد اول)

اعتراض :- قادری صاحب کہتے ہیں۔ جب کوئی طالب علم کسی گاؤں میں سے گزرتا ہے تو اللہ تعالیٰ وہاں کے قبرستان میں سے چالیس دن کے لیے عذاب قبر اٹھا لیتا ہے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.........ص ۱۹۶)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ فرمان رسول مقبول ﷺ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب کوئی طالب علم دین کسی گاؤں سے گزرتا ہے تو اللہ تعالیٰ وہاں کے قبرستان میں سے چالیس دن کے لیے عذاب قبر اٹھا لیتا ہے۔ (کشف الغمہ عن جمیع الامۃ از علامہ عبد الوہاب شعرانی م ۹۷۳ھ)

اعتراض :- اگر کوئی مسلمان اپنے اسلامی بھائی سے ملنے جائے اور اسلامی بھائی از راہ تعظیم اس کے لیے اپنا تکیہ پیش کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.........ص ۱۹۷)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ فرمان نبوی ﷺ ہے۔ "حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں سرکار مدینہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ ایک تکیہ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ آپ نے اس کو میرے آگے ڈال دیا اور فرمایا اے مسلمان! اگر کوئی مسلمان اپنے بھائی سے ملنے جائے اور وہ از راہ تعظیم اس کے لیے تکیہ پیش کرے تو خدا تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

(مستدرک از حاکم متوفی ۴۰۵ھ)

(ف) :- مغفرت سے یہاں صغیرہ گناہ مراد ہیں کیونکہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ اور حقوق العباد بندوں کے معاف کرنے سے ہی معاف ہوں گے۔

اعتراض :- قادری صاحب کہتے ہیں۔ " مومن بندہ جب نماز پڑھتا ہے تو اس سے دس صفیں فرشتوں کی تعجب کرتی ہیں۔ جن میں ہر ایک صف دس ہزار ہوتی ہے۔ الخ"

(میٹھی میٹھی سنتیں یا.........ص ۱۹۷)

الجواب :- یہ قادری صاحب کا قول نہیں بلکہ محبوب کبریا ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا : "ان العبد اذا صلی رکعتین عجب منہ عشرۃ صفوف من الملائکۃ کل صف منہ عشرۃ آلاف و باھی اللہ بہ مائۃ الف ملک"

(احیاء علوم الدین ، للامام الغزالی ، ص ۱۷۱ جلد اول طبع مصر)

ترجمہ :- مومن بندہ جب نماز پڑھتا ہے تو اس سے دس صفیں فرشتوں کی تعجب کرتی ہیں۔ جن میں سے ہر ایک صف دس ہزار کی ہوتی ہے۔ اور اللہ اس بندے پر ان ایک لاکھ فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے۔

اعتراض :- قادری صاحب لکھتے ہیں :-

(۱) اللہ عزوجل نے جنت میں ایک شہر مدینۃ الجلال بنایا ہے.........اس کے اندر چار ہزار تخت بچھے ہوئے ہیں۔ ہر تخت پر چار ہزار حوریں ہیں۔ وہ اس کے لیے ہیں جو پانچ وقت کی نماز باجماعت پڑھے۔

(۲) نماز چاشت کی ایک رکعت کے بدلے ایک لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

(۳) جو کوئی نماز مغرب کے بعد بات چیت سے پہلے چار رکعتیں پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

(۴) جو شخص جمعہ کے دن حدیث میں غور و خوض کرتا ہے گویا اس نے ستر ہزار غلام آزاد کیے۔ گویا اس نے ہزار دینار خرچ کیے۔ اور گویا چالیس ہزار حج کیے۔ (میٹھی میٹھی سنتیں یا.........ص ۱۹۷-۱۹۶)

الجواب نمبر 1 :- یہ قادری صاحب کے اقوال نہیں بلکہ نبی محترم ﷺ کے ارشادات گرامی ہیں۔ جن کو صاحب نزہۃ المجالس نے نقل فرمایا ہے۔

☆.........علامہ ابن عبد البر اندلسی (م ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں :- احکام و حلال کی طرح فضائل واعمال کی روایتوں میں اسناد کی چھان بین نہیں کی جاتی۔ (جامع بیان العلم و فضلہ ص ۵۹ طبع لاہور ۱۹۷۶ء)

الجواب نمبر 2 :- ذیرہ بحث احادیث میں نیک اعمال کرنے پر جو ثواب کا وعدہ ہے وہ اگر حاصل نہ بھی ہو تو جو صحیح و حسن احادیث میں ثواب مذکور ہے وہ ضرور حاصل ہو گا۔ اس لیے ان روایات پر عمل کرنا فائدہ سے خالی نہیں۔ جیسا کہ فیضان سنت میں درج ہے۔

الجواب نمبر 3 :- درج ذیل روایات کو غور سے پڑھیں۔ جن کو شیخ عبد القادر گیلانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ تالیف "غنیۃ الطالبین" میں نقل کیا ہے۔

ذرا لب کشائی فرمائیں اور قلم کو حرکت دیں کہ موصوف کے متعلق کیا رائے ہے؟ یاد رہے کہ

آپ کے متعلق مولوی احمد مدراسی غیر مقلد نے لکھا ہے۔ " امام السالکین، قدوۃ العارفین، شیخ عبد القادر امت مسلمہ کی ایک مایہ ناز شخصیت ہیں۔ عظیم المرتبت حنبلی عالم و واعظ اور بلند پایہ محدث ہونے کے ساتھ ولایت کے نہایت اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ الخ "

(ترجمہ غنیۃ الطالبین، مترجم مولوی احمد مدراسی، ص ۱۱ طبع لاہور ۱۳۹۳ھ)

اور حدیث قدسی ہے۔ رب کائنات جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے۔

" من عاد لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب "

جس نے میرے ولی سے عداوت کی میرا اس سے اعلان جنگ ہے۔

(بخاری جلد دوم ص ۹۶۳ مطبوعہ مجتبائی، کتاب الدعوات ص ۱۹۷ طبع ملتان)

○---- <u>رسول مقبول ﷺ نے فرمایا</u> : اگر کوئی آدمی نماز چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھے۔ اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور آیت الکرسی ایک دفعہ اور تین دفعہ "قل ھو اللہ احد" پڑھے تو ہر ایک آسمان سے اس وقت ستر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں سفید کاغذ اور نور کی قلمیں ہوتی ہیں۔ اور وہ اس کی نیکیاں لکھتے ہیں۔ او صور پھونکنے تک لکھتے رہتے ہیں۔ اور جب قیامت کا دن آئے گا تو فرشتے اس کی قبر پر اتریں گے اور ان کے پاس بہشت کے لباس اور تحفے ہوں گے۔ اور کہیں گے کہ اے قبر کے صاحب! خداوند تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ اب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ تم ان لوگوں میں شمار ہو گئے جن کو خدا نے عذاب سے امن میں کر دیا ہے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۵۴۰ طبع لاہور ۱۳۹۳ھ)

○---- <u>رسول اللہ ﷺ نے فرمایا</u> : اگر کوئی آدمی جماعت کے ساتھ صبح کی نماز پڑھے تو اس کو مبرور حج اور مقبول عمرے کا ثواب ملتا ہے۔ اور اگر کوئی آدمی ظہر کی نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرے تو اس کو ویسی ہی پچیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے جو باجماعت ادا کی جاتی ہیں اور جنت میں اس کے ستر درجے بڑھا دیے جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی آدمی جماعت کے ساتھ عصر کی نماز پڑھے اور آفتاب غروب ہونے تک خداوند تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہے تو وہ ایسا ہے کہ گویا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک آدمی کو آزاد کیا۔ اور اس کے ساتھ بارہ ہزار بندے اور بھی آزاد کرتا ہے۔ اور اگر کوئی مغرب کی نماز کو جماعت میں شامل ہو کر پڑھے تو اس کو اس قدر ثواب ملتا ہے کہ گویا اس نے پچیس نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھی ہیں۔ اور جنت عدن میں اس کے ستر درجے بڑھ جاتے ہیں۔ اور جو آدمی عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتا ہے۔ تو ایسا ہوتا ہے کہ جیسے کوئی شب قدر کی رات میں تمام رات خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔

(غنیۃ الطالبین ص ۵۵۹ طبع لاہور ۱۳۹۳ھ)

کیا یہ کمپیوٹرائزڈ عبادتوں کا تصور ہے یا کہ نہیں؟ جواب دیں۔

اعتراض :- قادری صاحب لکھتے ہیں :-

" جو شخص کسی کا تین پیسے قرض دبائے گا۔ قیامت کے روز اس کو تین پیسوں کے عوض سات سو باجماعت نمازیں قرض خواہ کو دینی پڑیں گی۔ "

(مدنی میٹھی سنتیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ ص ۱۱۵)

الجواب :- یہ بات مشہور حنفی عالم محمد بن علی حصکفی صاحب در مختار (م ۱۰۸۸ھ) نے لکھی ہے۔

" الصلاۃ لا رضاء الخصوم لا تفید بل یصلی للہ فان لم یعف خصمہ اخذ من حسناتہ جاء انہ یؤ خذ لدانق ثواب سبعمائۃ صلاۃ بالجماعۃ "

(در مختار مع شامی ص ۲۹۶-۲۹۵ جلد اول طبع مصر)

☆...... علامہ شامی حنفی (م ۱۲۶۰ھ) " ثواب سبع مائۃ صلاۃ بالجماعۃ " کے تحت لکھتے ہیں :-

" ای من الفرائض لان الجماعۃ فیھا والذی فی المواھب عن القشیری سبعمائۃ صلاۃ مقبولۃ ولم یقید بالجماعۃ قال شارح المواھب ما حاصلہ ھذا لا ینافی ان اللہ تعالیٰ یعفو عن الظالم و یدخلہ الجنۃ برحمتہ ط ملخصا۔ "

(شامی ص ۲۹۵ جلد اول طبع مصر)

چونکہ مولانا محمد الیاس قادری صاحب حنفی ہیں۔ اس لیے انہوں نے یہ مسئلہ فیضان سنت میں تحریر فرمایا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ لوگوں کا پسندیدہ اور مشہورِ زمانہ

درود شریف

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

پر ایک علمی و تحقیقی مقالہ

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

----- نے فرمایا -----

علامۃ اھل السنۃ کثرۃ الصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ ﷺ

حضور اکرم ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھنا اہل سنت کی نشانی ہے۔

(القول البدیع از امام سخاوی (م ۹۰۲ھ) صفحہ ۵۲)
طبع سیالکوٹ

مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

قرآن حکیم میں مطلق درود شریف پڑھنے کا حکم ہوا ہے۔ احادیث شریفہ میں بھی مطلق درود پڑھنے کی فضیلت آئی ہے ۔ اس لیے درود شریف کا کوئی بھی صیغہ ہو سب کے پڑھنے والا فضیلت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اگرچہ بعض صیغے بسبب ماثور ہونے یا بسبب احسن ہونے کے ایک دوسرے سے افضل ہوں۔ جس طرح قرآن کریم کی بعض آیات بہ نسبت بعض کے ثواب میں افضل ہیں، لیکن مطلق فضیلت میں سب یکساں ہیں۔

اگر یہ بات ہوتی کہ جو درود شریف جناب رسول کریم ﷺ نے تعلیم فرمایا ہے۔ اس کے سوا کسی دوسرے درود شریف کے پڑھنے میں فضیلت نہیں تو صحابہ کرام ، تابعین ، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین علیہم الرحمۃ ہرگز درود نئے الفاظ اور نئی عبارت میں نہ پڑھتے اور نہ ہی لکھتے۔ حالانکہ صحابہ کرام سے درود شریف کے کئی الفاظ صحیح مروی ہیں، جو حضور ﷺ کے الفاظ نہیں ہیں۔ اسی طرح تابعین و تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین سے کئی ایسے درود مروی ہیں جن کے الفاظ رسول کریم ﷺ سے ثابت نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ درود شریف کوئی بھی پڑھا جائے ، فضیلت ضرور ہے۔

حافظ سخاوی قول البدیع میں حافظ ابن سعدی علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنے کی کیفیت میں بہت سی حدیثیں

آئی ہیں اور صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ یہ بات منصوص پر موقوف نہیں، جس شخص کو اللہ تعالیٰ قوت بیانیہ عطا فرمائے ، اور وہ الفاظ فصیحہ کے ساتھ درود شریف کو ادا کرے اور ایسے الفاظ کے جس سے حضور ﷺ کا کمال شرف اور آپ کی عظمت و حرمت ظاہر ہو تو یہ جائز ہے ۔ اور مجوزین کی دلیل قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہے کہ انہوں نے فرمایا تم اپنے نبی ﷺ پر حسین درود پڑھا کرو۔ تم نہیں جانتے شاید یہی درود آنحضرت ﷺ پر پیش کیا جائے۔

(سعادت دارین از علامہ نبہانی ص ۳۰۷)

محدثین و فقہا علیہم الرحمۃ کو دیکھئے کہ وہ اپنی کتابوں میں حضور ﷺ کے نام پاک کے ساتھ ﷺ یا علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کوئی مختصر درود شریف لکھتے ہیں، حالانکہ یہ لفظ بھی رسول کریم ﷺ سے ماثور نہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ علمائے اُمت کا اس بات پر اجماع ہے کہ درود شریف کے بارہ میں وسعت ہے۔ جو لفظ بھی ہو فضیلت سے خالی نہیں۔ اور ہر لفظ میں قرآن شریف کے حکم کی تعمیل ہے۔ قرآن کریم میں کسی خاص درود پڑھنے کی بابت حکم نہیں۔ مطلق حکم ہے درود پڑھو ۔ اب درود پڑھنے والا جس صیغے کے ساتھ اس حکم کی تعمیل کرے گا ، جائز ہوگا۔

بلکہ قرآن شریف میں درود اور سلام کا ذکر ہے اس لیے " صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ" پڑھنے سے یا " الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" پڑھنے سے دونوں امروں کی تعمیل ہو جاتی ہے۔ درود بھی اور سلام بھی۔ لیکن نماز والا درود شریف پڑھنے سے درود کی تعمیل تو ہوگئی لیکن سلام رہ گیا۔ سلام کے حکم کی تعمیل نہ ہوئی۔ اس لیے نماز والا درود شریف نماز میں پڑھنا افضل ہے ، کیونکہ نماز میں پہلے سلام پڑھ لیا جاتا ہے ۔ یعنی

السلام علیک ایها النبی پھر یہ درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ تو دونوں حکموں کی تعمیل نماز میں ہو جاتی ہے۔

رہی یہ بات کہ اس درود شریف میں خطاب ہے اور حضور ﷺ کو مسافت بعیدہ سے خطاب کرنا درست نہیں ۔ اس لیے درود شریف (الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ) بھی درست نہیں۔

بے شک اس میں خطاب ہے لیکن یہ کہنا کہ حضور ﷺ کو خطاب درست نہیں۔ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ جناب رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں صحابہ کرام اپنے اپنے گاؤں میں گھروں میں شہروں میں نمازیں پڑھتے تھے۔ اور سب کے سب التحیات میں بصیغہ خطاب " السلام علیک ایھا النبی " ہی پڑھتے تھے۔ حالانکہ سب کے سامنے رسول اللہ ﷺ نہیں ہوتے تھے۔ اور یہ خطاب سرور عالم ﷺ نے خود سکھایا اور اس تاکید سے سکھایا جس طرح آپ قرآن شریف سکھاتے تھے۔ لیکن کسی صحابی نے حضور ﷺ کے سامنے یہ عذر پیش نہیں کیا کہ حضور جب ہم آپ کے ساتھ جماعت میں شامل ہوتے ہیں ، تو آپ ہمارے سامنے ہوتے ہیں۔ لیکن جب ہم سنن یا نوافل گھروں میں پڑھتے ہیں یا سفر میں نماز کا وقت آجاتا ہے یا کسی دوسرے شہر یا گاؤں میں نماز پڑھتے ہیں تو اس وقت آپ ہمارے سامنے موجود نہیں ہوتے ، پھر ہم آپ کو بصیغہ خطاب " السلام علیک ایھا النبی " کس طرح پڑھیں کیونکہ صحابہ کرام جانتے تھے کہ حضور ﷺ کو ہمارا سلام پہنچتا ہے۔ بذریعہ فرشتوں کے یا خدا کے سنا دینے سے۔ اور یہ خطاب نہ صرف آپ کے زمانہ میں تھا ، بلکہ بعد وصال آنحضرت ﷺ کی امت میں اسی طرح مروج رہا اور سب اسی التحیات کو پڑھتے رہے اور پڑھتے ہیں۔

صدیق اکبر و عمر فاروق و عبداللہ بن زبیر بر سر منبر علی راس الاشہاد اپنی اپنی خلافتوں میں اسی تشہد خطاب والے کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ صحابہ میں سے کسی صحابی کو ندا میں

کلام ہوتا تو ضرور انکار کرتے۔

معلوم ہوا کہ جواز نداء پر صحابہ کا اجماع تھا، خود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے علقمہ کو اسی خطاب کے صیغہ کے ساتھ التحیات سکھایا اور انہیں سے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو بصیغہ خطاب پہنچا۔ (فتح القدیر)

بخاری شریف کی حدیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے ہرقل بادشاہ روم کو جو خط لکھا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں :-

" اما بعد فانی ادعوک بدعاية الاسلام اسلم تسلم "

یعنی میں تجھے اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ مسلمان ہو جا تاکہ تو سلامت رہے۔

اس خط میں حضور ﷺ نے اس غائب کو مخاطب فرمایا۔ بات یہ تھی کہ قاصد اس خط کو لے جا کر اس کے ہاتھ میں دے دے گا۔ اسی طرح آج تک یہ رسم جاری ہے کہ لوگ اپنے خطوط میں مکتوب علیہ کو مخاطب کرتے ہیں اور ڈاک کے چٹھی رسانوں پر اعتماد کر کے غائب کو خطاب کر لیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا :-

کہ اللہ تعالی نے کچھ فرشتے مقرر کئے ہیں جو سیر کرتے پھرتے ہیں وہ میری امت کا سلام مجھے پہنچا دیتے ہیں۔ (ترغیب ص ۳۲۸)

دوسری حدیث میں ہے :-

یعنی جہاں بھی تم ہو مجھ پر درود بھیجا کرو کہ تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے۔

(مشکوۃ ص ۸۶ طبع کراچی)

تو جب چٹھی رسانوں کے اعتبار سے خطوں میں غائب کو خطاب جائز ہو تو ملائکہ کے درود شریف پہنچا دینے کے اعتبار سے رسول کریم ﷺ کو خطاب کیوں جائز نہ ہو۔

(خلاصہ) (دلائل المسائل ص ۲۰۵ تا ص ۲۲۸ طبع لاہور از مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی)

بعض حضرات درود شریف " الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ " پڑھنے والے کو مشرک کہتے ہیں۔ یہ سراسر جہالت اور کم فہمی ہے۔

☆ حضرت مولانا قاضی عبدالحق سرالوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ :-

کلمہ " الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ " بطریق نداء کو کسی بھی وجہ سے شرک نہیں کہا جا سکتا۔ اور اس نداء میں چونکہ صلوٰۃ بھی شامل ہے اس لیے اس سے آنحضرت ﷺ خود مطلع ہوتے ہیں۔ کیونکہ اعتقادات اہل یقین سے قطع نظر کہا جا سکتا ہے کہ اس کلمہ کا اصل مقصد صلوٰۃ بروح پاک آنحضرت ﷺ ہے اور صلوٰۃ چاہے جس طرح سے بھی کی جائے اس کا بواسطہ ملائکہ بارگاہ محمدی میں پہنچنا ثابت ہے۔ حدیث " ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض [1] الخ " اور حدیث " صلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث ما کنتم۔ [2] (مجھ پر درود بھیجو کیونکہ تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے جہاں بھی تم ہو) میں غور کریں۔

اس سے بھی قطع نظر عربی زبان کے قواعد کے مطابق یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ نداء مقام مدح میں ہے اور مدح کا فائدہ دیتی ہے، نداء کے بہت سے اقسام ہیں۔ تفسیر جمل میں تفسیر آیت [3] یاایھا الناس اعبدوا میں ان اقسام کو دیکھنا چاہیے۔ پس الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہنا کس طرح علی الاطلاق شرک ہو سکتا ہے۔

حصن حصین [4] میں صلوٰۃ الحاجت معمولات صحابہ کرام سے بایں طور بیان کیا ہے کہ دوگانہ کے بعد کہے۔ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی اللھم فشفعہ فی " اور یہ طریقہ نماز حاجت ابن حنیف نے رسول اکرم ﷺ

---

[1] مشکوٰۃ ص ۸۶ [2] ایضاً [3] تفسیر جمل جلد ۱ ص ۲۶ طبع بیروت [4] ترجمہ حصن حصین ص ۲۷ - ۳۲ طبع کراچی

کے وصال کے بعد ایک شخص کو سکھایا اور اس کی حاجت پوری ہو گئی "۔

(مہر انور تالیف شاہ حسین گردیزی ص ۳۸ - ۲۷ طبع گولڑہ شریف اسلام آباد ۱۹۹۳ء)

مفتی فیض احمد فیض گولڑوی مدظلہ فرماتے ہیں -

صلوٰۃ وسلام (الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ) نداء کے ساتھ کہنے پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے، چنانچہ تشہد میں " السلام علیک ایھا النبی " [1] کا جملہ تمام شرق و غرب کے اہل اسلام پڑھتے ہیں۔ لہٰذا نداء کو مطلقاً ممنوع کہنا صحیح نہیں۔ اہل اسلام کی اس قسم کی نداء کو کفار و مشرکین کی بتوں کی نداء سے ملانا صریح غلطی ہے۔

(ملفوظات مہریہ ص ۸۹ طبع گولڑہ شریف اسلام آباد ۱۹۸۶ء)

افراتفری کا عالم ہے، الزام تراشی کا بازار گرم ہے، بے ادبی عام ہے، کوئی منہ میں لگام دینے والا نہیں .... جہاں اہل سنت پر کئی دوسرے بہتان تراشے جاتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ درود شریف " الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ " علمائے اہل سنت کی اختراع ہے۔ اور بعض لوگ اسے فیصل آبادی درود سے تعبیر کرتے ہیں۔

☆ ...... مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتا ہے :-

" کہ یہ درود بناوٹی ہے۔" (فتاویٰ ثنائیہ ص ۷۷ - جلد ۲ طبع لاہور ۱۹۷۲ء)

☆ ...... ابن لعل دین لکھتا ہے۔

میرے اسلامی بھائیو! کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کا عزیز جاں درود " الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ " کی عمر شریف صرف اور صرف ۳۳ سال ہے۔ اس سے پہلے اس کا وجود نہ تھا۔ کیونکہ ۱۹۵۳ء میں ایجاد ہوا۔ جو پہلی بار فیصل آباد میں سنا گیا۔ اور بعض بریلوی حضرات (جن کے نام ابن لعل دین نے نہیں لکھے) کے مطابق اس کے ایجاد کرنے کا سہرا مولوی سردار فیصل آبادی کے سر ہے۔ الخ

(میٹھی میٹھی سنتیں یا .... ص ۲۱۰)

---

[1] مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۰۱ ۔ السلام علیک ایھا النبی کا جملہ نماز میں بطور حکایت نہیں بلکہ انشاء کے طور پر پڑھا جاتا ہے۔

درودِ ابراہیمی کے متعلق

شوکانی غیر مقلد (م ۱۲۵۰ھ) کا بیان

غیر مقلدین کے امام محدث شوکانی لکھتے ہیں :- و فیہ تقیید الصلاۃ ﷺ بالصلاۃ فیفید ذلک ان ھذہ الالفاظ المرویۃ مختصۃ بالصلوٰۃ واما خارج الصلوٰۃ فیحصل الامتثال بما یفیدہ قولہ سبحانہ و تعالیٰ ان اللہ و ملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما فاذا قال القائل اللھم صل و سلم علیٰ محمد فقد امتثل الامر القرانی۔ (تحفۃ الذاکرین از شوکانی ص ۱۱۱ بیروت)

ترجمہ : اس حدیث میں نبی پاک ﷺ پر درود ابراہیمی پڑھنے کو نماز کے ساتھ مقید کیا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ روایت کردہ درود ابراہیمی نماز ہی سے خاص ہے۔ لیکن نماز سے باہر حکم ربانی کی تعمیل اللہ تعالیٰ کے ارشاد " ان اللہ و ملائکتہ " الآیۃ کے مطابق عمل کرنے سے حاصل ہو جائے گی۔ پس[1] کہنے والے نے کہا اللھم صل وسلم علیٰ محمد۔ (اے اللہ! درود وسلام حضرت محمد ﷺ پر بھیج) تو اس نے قرآن مجید کے حکم پر عمل کیا۔

[1] کیونکہ آیہ کریمہ میں صلوٰۃ اور سلام دونوں کا حکم اور درود ابراہیمی میں صرف صلوٰۃ ہے سلام نہیں۔

كما ذكره المصنف ، وإنما هذه الزيادة في حديث أبي مسعود الأنصاري رضي الله عنه ، ولفظه : أن بشير بن سعد قال للنبي ﷺ أمرنا الله أن نصلي عليك يارسول الله فكيف نصلي عليك ؟ قال فسكت رسول الله ﷺ حتى تمنينا أنه لم يسأله ، ثم قال رسول الله ﷺ قولوا [اللهم صل على محمد ، وعلى آل محمد ، كما صليت على (١) ابراهيم ، وبارك على محمد ، وعلى آل محمد ، كما باركت على آل ابراهيم في العالمين ، إنك حميد مجيد ، والسلام كما قد علمتم] . أخرجه مسلم وأبو داود والترمذي والنسائي ، وفي رواية لمسلم [اللهم صل على محمد النبي الأمي ، وعلى آل محمد] وزاد النسائي [كما صليت على ابراهيم ، وبارك على محمد النبي الأمي ، كما باركت على ابراهيم ، إنك حميد مجيد] فعرفت بهذا أن لفظ النبي الأمي لم يرد الا في حديث أبي مسعود لا في حديث كعب بن عجرة ، فان أراد المصنف حديث كعب بن عجرة فنعم ، فقد أخرجه الجماعة ولكنه ليس فيه النبي الأمي ، وإن أراد حديث أبي مسعود ففيه النبي الأمي كما في بعض رواياته التي ذكرناها ولكنه لم يتفق عليه الجماعة ، فانه لم يكن في البخاري ، فالظاهر أن المصنف جمع بين الحديثين ، ولم تجر له بذلك عادة على أن في حديث أبي مسعود رضي الله عنه زيادة لفظ في العالمين ، ولم يذكره المصنف ، وقد اختلف أهل العلم هل الصلاة على النبي ﷺ واجبة في التشهد أم لا ؟ وقد أوضحنا ما هو الحق في شرحنا للمنتقى ، فليرجع إليه .

أَقْبَلَ رَجُلٌ حَتّٰى جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهُ ، فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا عَلَيْكَ فِي صَلَاتِنَا ؟ فَصَمَتَ حَتّٰى أَحْبَبْنَا أَنَّ الرَّجُلَ لَمْ يَسْأَلْهُ ، ثُمَّ قَالَ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُولُوا : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ، وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ، وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ (مس ، حب)

الحديث أخرجه الحاكم في المستدرك وابن حبان كما قال المصنف رحمه الله ، وهو أحد روايات حديث أبي مسعود رضي الله عنه الذي قد قدمنا ذكره ، والرجل المذكور هو بشير بن سعد كما ذكرناه سابقا ، وصححه أيضا ابن حبان ، وقال الحاكم صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه ، وأخرجه أيضا أحمد وابن خزيمة في صحيحه والدارقطني والبيهقي ، وفيه تقييد الصلاة عليه ﷺ بالصلاة ، فيفيد ذلك أن هذه الألفاظ المروية مختصة بالصلاة ، وأما خارج الصلاة فيحصل الامتثال بما يفيده قوله سبحانه وتعالى - إن الله وملائكته يصلون على النبي يأيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما - فاذا قال القائل [اللهم صل وسلم على محمد] فقد امتثل الأمر القرآني ، وقد جاءت أحاديث في تعليمه ﷺ لصفة الصلاة عليه ، فيجزئ المصلي أن يأتي بواحد منها إذا كان صحيحا كما قلناه في التشهد والتوجه ، ولكنه ينبغي أن يأتي بما هو أعلى صحة ، وأقوى سندا كحديث كعب وأبي مسعود المذكورين ، ومثل ذلك حديث أبي حميد الساعدي رضي الله عنه عند البخاري ومسلم

(١) لفظ ... على آل إبراهيم اه

تحفۃ الذاکرین ص ۱۱۱ کا عکس

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ

قبر انور پر جو درود پڑھا جائے حضور ﷺ اسے سنتے بھی ہیں اور فرشتہ بھی اسے پیش کرتا ہے۔ اور دور سے جو لوگ درود شریف پڑھتے ہیں اسے فرشتے بھی پیش کرتے ہیں [1] اور سمع خارق للعادۃ سے حضور ﷺ سماع بھی فرماتے ہیں۔ (یعنی آپ خود سنتے ہیں۔)

(مقالات کاظمی ص ۹۲ طبع ملتان ۱۴۱۳ھ)

[1] مولوی انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں :- جاننا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ پر درود شریف پیش کرنے کی حدیث علم غیب کی نفی پر دلیل نہیں بن سکتی۔ اگرچہ علم غیب کے بارہ میں مسئلہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ متناہی کی نسبت غیر متناہی کی طرح ہے۔ کیونکہ فرشتوں کی پیش کش کا مقصد صرف ہوتا ہے کہ درود شریف کے کلمات بعینہا بارگاہ عالیہ نبویہ میں پہنچ جائیں۔ حضور ﷺ نے ان کلمات کو پہلے جانا ہو یا نہ جانا ہو۔ بارگاہ رسالت میں کلمات درود کی پیش کش بالکل ایسی ہے جیسے رب العزت کی بارگاہ میں کلمات طیبات پیش کیے جاتے ہیں۔ اور اس کی بارگاہ الوہیت میں اعمال اٹھائے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ کلمات ان چیزوں میں سے ہیں جن کے ساتھ ذات حق رحمن کو تحفہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس لیے یہ پیش کش علم کے منافی نہیں۔

لہذا کسی چیز کے پیش کرنا کبھی علم کے لیے بھی ہوتا ہے اور بسا اوقات دوسرے معانی کے لیے بھی۔ اس فرق کو خوب پہچان لیا جائے۔ انتہی

(فیض الباری جلد دوم ص ۳۰۲)

مطبوعہ قاہرہ ۱۹۳۸ء

درج ذیل احادیث ہمارے عقیدہ کی مؤید ہیں :-

○ ---- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو، اس لیے کہ وہ یوم مشہود ہے۔ اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ کوئی بندہ (کسی جگہ سے) مجھ پر درود نہیں پڑھتا مگر اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے وہ جہاں بھی ہو۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم (صحابہ) نے عرض کیا حضور آپ کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا: ہاں! میری وفات کے بعد بھی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسم کو کھائے۔ (جلاء الافہام از حافظ ابن قیم ص ۹۳)

اس حدیث کو حافظ منذری نے ترغیب میں ذکر کیا اور کہا کہ ابن ماجہ نے اسے بہ سند جید روایت کیا۔

○ ---- نہیں کوئی جو سلام پڑھے لیکن اللہ تعالیٰ میری طرف میری روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دوں۔

(مشکوٰۃ ص ۸۶ رواہ ابو داؤد و بیہقی فی الدعوات الکبیر)

علامہ نووی فرماتے ہیں: بالاسناد الصحیح، (کتاب الاذکار ص ۱۰۶)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں :-

اور اس جواب سے ایک اور جواب پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ رد روح سے یہ مراد ہو کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ پر آپ کی سمع خارق للعادۃ کو لوٹا دیتا ہے۔ اس طرح کہ حضور ﷺ سلام بھیجنے والے کے سلام کو سنتے ہیں۔ خواہ وہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہو۔ (انباء الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء ص ۱۵۲ طبع فیصل آباد)

اعتراض :- اس حدیث کے ایک راوی محمد بن موسیٰ کو محدثین نے متروک الحدیث لکھا ہے۔ جواب :- بعض محدثین نے اسے متروک الحدیث کہا ہے۔ لیکن جلیل القدر محدثین نے اس کی توثیق بھی کی ہے۔

(دیکھئے تہذیب التہذیب ص ۹)

﴿لا لوم الذي ملأت عظمته السموات والأرض الذي(۱) عنت له الوجو وخشعت له الأصوات(۲) ووجلت القلوب من خشيته : أن تصلي على محمد ﷺ وأن تعطيني حاجتي وهي كذا وكذا فإنه يستجاب له إن شاء الله تعالى ، قال وكان يقول ، لا تعلموا سفهاءكم لئلا يدعوا به في مأثم أو قطيعة رحم ، .

﴿ وأما حديث أبي الدرداء ﴾

۱۰۷ ـ فقال الطبراني في المعجم الكبير حدثنا محمد بن علي بن حبيب الطرائفي الرقي حدثنا محمد بن علي بن ميمون حدثنا سليمان بن عبد الله الرقي حدثنا بقية بن الوليد عن إبراهيم بن محمد بن زياد قال : سمعت خالد بن معدان يحدث عن أبي الدرداء قال : قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ، من صلى علي حين يصبح عشرا وحين يمسي عشرا أدركته شفاعتي ، (۳) .

۱۰۸ ـ قال الطبراني : حدثنا يحيى بن أيوب العلاف حدثنا سعيد بن أبي مريم عن خالد بن زيد عن سعيد بن أبي هلال عن أبي الدرداء قال: قال رسول الله ﷺ ، أكثروا الصلاة علي يوم الجمعة فإنه يوم مشهود تشهده الملائكة ، ليس من عبد يصلي علي إلا بلغني صوته حيث كان . قلنا وبعد وفاتك ؟ قال : وبعد وفاتي . إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء ، (٤)

علامہ ابن قیم کی تصنیف جلاء الافہام (مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد) صفحہ ۶۳

○ ـــ صاحب دلائل الخیرات نے حضور ﷺ کا ارشاد بایں الفاظ وارد کیا ہے۔ اسمع صلوٰۃ اهل محبتی واعرفهم

" میں اہل محبت کا درود خود سنتا ہوں اور انہیں پہچانتا ہوں " ؎

(دلائل الخیرات ص ۳۸ طبع لاہور)

○ ـــ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے لوگوں کی باتیں سننے کی طاقت دی ہے ، بعد از وصال وہ میری قبر پر کھڑا رہے گا ، جو بھی مجھ پر صلوٰۃ بھیجے گا وہ کہے گا ۔ یا محمد ﷺ فلاں بن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے ۔ آپ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ ایک کے بدلے دس مرتبہ اس شخص پر درود بھیجتا ہے ۔

(القول البدیع از علامہ سخاوی م ۹۰۲ھ ص ۱۱۲ طبع سیالکوٹ)

○ ـــ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری قبر کے پاس آ کر مجھ پر درود پڑھا میں اسے سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر دور سے درود پڑھا تو وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے ۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

(مشکوٰۃ ص ۸۷ طبع کراچی)

؎ صاحب دلائل الخیرات نے اگرچہ اس حدیث کی سند بیان نہیں کی ۔ لیکن تمام اکابر اولیاء اللہ اور جمیع سلاسل عالیہ کے مشائخ کرام کا دلائل الخیرات کے ضمن میں اس کی تلقی بالقبول اور عدم انکار صحت مضمون حدیث کی روشن دلیل ہے ۔ خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ دیگر احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے ۔

نوٹ :۔ علمائے دیوبند بھی دلائل الخیرات کو پڑھنا موجب اجر و ثواب جانتے ہیں ۔

(عقائد دیوبند ص ۲۲۳ طبع کراچی ۱۹۷۶ء)

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

یہ ہمارے شیخ کامل ، جامع شریعت و طریقت ، عمدۃ الصالحین ، قدوۃ العارفین ،
بیہقی وقت ، سیوطی زمان ، آیت من آیات اللہ ، فانی الرسول ، شیخ التفسیر
والحدیث ، حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قادری رضوی چشتی علیہ الرحمۃ
پر سراسر الزام ہے کہ وہ درود شریف "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" کے
موجد ہیں۔ اور اس درود کو ایجاد ہوئے صرف 44 سال ہوئے ہیں۔
نہیں نہیں! یہ وہ درود شریف ہے جس کو 12 ربیع الاول [ا] (اے۵ھ / سنہ ۶۲۸)
بروز پیر بوقت صبح صادق اس کرۂ ارضی پر ولادت مصطفےٰ ﷺ کے موقع پر سب
سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہ خیر الانام میں پیش کیا۔
اس کے بعد صحابہ کرام اور اولیاء امت اس کو پڑھتے رہے اور اپنے معتقدین
و متوسلین کو اس کے پڑھنے کی تعلیم و تلقین کرتے رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ
یہ سلسلہ قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ نیز یہ وہ درود مبارکہ ہے جس کو
بارگاہ نبوی سے شرف قبولیت حاصل ہے۔

○ ---- محدث ابن جوزی [ا] (م ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ :-
سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ میرے پیارے صاحبزادے محمد مصطفےٰ ﷺ نے

[ا] ابن جوزی : یہ ابوالفرج عبدالرحمٰن ہیں علی بن الجوزی کے بیٹے۔ حنبلی المذہب تھے
اور بغداد میں واعظ تھے۔ ان کی کئی مشہور تصانیف ہیں۔ ۵۹۷ھ میں انتقال فرمایا
علامہ ذہبی فرماتے ہیں :-
" الامام العلامۃ الحافظ عالم العراق و واعظ..... المفسر صاحب التصانیف
السائرۃ فی فنون العلم۔ " (تذکرۃ الحفاظ جلد ۴ ص ۱۳۴۲ طبع بیروت)
مگر بہشتی زیور لکھتا ہے ، وعظ میں ان کو وہ کمال تھا اور بیس ہزار کافر ان
کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ (بہشتی زیور آٹھواں حصہ ص ۳۴ طبع ملتان)
[ا] مولوی محمد میاں دیوبندی لکھتے ہیں اور یہ مشہور بھی ہے کہ آپ کی پیدائش کی تاریخ
۱۲ ربیع الاول ہے۔ (تاریخ اسلام کامل ص ۱۷ طبع ملتان)

ابھی اپنے قدوم میمنت سے کائنات کو مشرف نہیں فرمایا تھا کہ جبریل امین
میرے پاس آئے۔ ان کے ہاتھ میں دودھ سے زیادہ سفید ، شہد سے زیادہ شیریں
اور مشک سے زیادہ خوشبودار شربت سے بھرا ہوا پیالہ تھا۔ مجھے دیا کہ اسے پی لیں
میں نے اس کو پی لیا۔ پھر جبریل نے کہا ، سیر ہو کر پیئو تو میں نے خوب سیر ہو کر
پیا۔ پھر اس نے کہا اور پیؤ ، میں نے اور پیا۔ پھر اس نے ہاتھ نکال کر میرے شکم
پر پھیر کر کہا :-

اے رسولوں کے سردار! ظہور فرمایئے
اے خاتم النبیین! جلوہ افروز ہو جایئے
اے رحمۃ للعالمین! قدم رنجہ فرمایئے
اے نبی اللہ! رونق افروز ہو جایئے
اے رسول اللہ! تشریف لایئے
اے خیر الخلق! جہان کو منور فرمایئے
اے نور من نور اللہ! جلوہ افروز ہو جایئے
بسم اللہ اے محمد بن عبداللہ تشریف لایئے

پھر حضور ﷺ چودہویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہوئے جہان میں رونق افروز
ہوئے۔ اور جبرائیل نے کہا :-

" الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ "

(بیان المیلاد النبوی از محدث ابن جوزی ص ۲۷
طبع لاہور ۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۸ء)
مولد العروس از ابن جوزی ص ۲۶ طبع بیروت بتغیر الفاظ

پتھر حضور پر "السلام علیک یا رسول" پڑھتے تھے
(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۹۱)



صحابہ کرام علیہم الرضوان

علامہ احمد شہاب[1] بن محمد خفاجی مصری رضی اللہ عنہ (م ۱۰۶۹ھ)

آپ فرماتے ہیں:-

" والمنقول انهم كانوا يقولون فى تحية الصلوة والسلام عليك يا رسول الله"
(نسیم الریاض ص ۴۵۴ جلد ۳ طبع دار الفکر)

" منقول ہے کہ صحابہ کرام حضور پر تحیہ پیش کرتے ہوئے کہتے تھے،

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

---

[1] احمد شہاب بن محمد خفاجی مصری: فرید العصر وحید الدہر اپنے زمانہ میں بدر سیمائے عالم اور نیر افق نثر و نظم فاضل متفق علیہ تھے۔ علوم عربیہ اپنے ماموں ابی بکر شنوانی سے پڑھے اور فقہ کو شیخ الاسلام رملی ، اور نور الدین زیادی اور خاتمۃ الحفاظ ابراہیم علقمی اور علی بن غانم مقدسی سے اخذ کیا۔ پھر اپنے والد ماجد کے ساتھ حرمین شریفین میں آئے اور اس جگہ علی بن جار اللہ سے پڑھا۔ پھر قسطنطنیہ کو ارتحال کیا۔ حنفی المذہب تھے۔ مختلف علوم و فنون پر ان کی تصانیف ہیں۔ تفسیر بیضاوی پر ان کا حاشیہ ہے۔ اس کا نام عنایۃ القاضی ہے۔ ۱۰۶۹ھ میں وفات پائی۔

حدائق الحنفیہ از فقیر محمد جہلمی ص ۴۳۶ طبع لاہور
تاریخ تفسیر از عاصم ص ۱۱۷ طبع لاہور

○-- حضرت جہانیاں جہاں گشت[1] رضی اللہ عنہ (م ۷۸۵ھ)

فرماتے ہیں جو شخص درج ذیل درود شریف پابندی سے پڑھے وہ دنیا و آخرت کی تمام مصیبتوں سے بے خوف ہو جائے گا اور آخرت میں انشاء اللہ حضور ﷺ کی ہمسائیگی اختیار کرے گا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الصلوة والسلام عليك يا محمدن العربى

الصلوة والسلام عليك يا محمدن القرشى

الصلوة والسلام عليك يا محمدن المكى

الصلوة والسلام عليك يا نبى الله

الصلوة والسلام عليك يا حبيب الله الخ

جواہر الاولیاء تالیف سید باقر بن عثمان بخاری
ص ۲۳۳ مطبوعہ اسلام آباد ۱۳۹۶ھ

---

[1] آپ کا نام جلال الدین حسین اور لقب مخدوم جہانیاں جہاں گشت ہے۔ ۷۰۷ھ کو اوچ شریف میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد سید احمد کبیر ، شیخ جمال خنداں رو ، حضرت شیخ بہاؤ الدین اور شیخ رکن الدین ملتانی سے اکتساب علم کیا۔ حجاز اور مدینہ منورہ کے مشہور علماء سے بعض علوم کی تکمیل کی۔ آپ علم و فضل میں یگانہ روزگار اور روحانیت کے بلند ترین مقام پر فائز تھے۔ تمام عمر تبلیغ اسلام میں بسر ہوئی۔ اور ایک دنیا کی سیاحت کی۔ آپ کے مریدوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ کے قریب تھی۔ اسی طرح خلفاء کی تعداد بھی سینکڑوں سے متجاوز تھی۔ ۷۸۵ھ میں انتقال فرمایا۔

(اولیاء بہاولپور از مسعود حسن شہاب ص ۱۸۷ طبع دوم بہاولپور ۱۹۸۲ء)

○ — امام الاولیاء سید علی ہمدانی [1] رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۸۶ھ)

"اوراد فتحیہ" حضرت سید علی ہمدانی کے جمع کردہ اوراد کے مجموعہ کا نام ہے۔ جس کے آخر میں ۲۲ صیغوں سے یہ درود شریف منقول ہے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا خلیل اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ الخ

۱- انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، اوراد فتحیہ ص ۱۶۵ طبع لائل پور
از شاہ ولی اللہ دہلوی

۲- جواہر الاولیاء تالیف سید باقر بن سید عثمان بخاری ص ۳۷۸ طبع اسلام آباد ۱۹۹۶ء

---

[1] میر سید علی ہمدانی: ہمدان میں ۱۲ رجب ۷۱۴ھ میں پیدا ہوئے۔ مخزن علوم ظاہری، مظہر تجلیات ربانی، عارف کامل، صاحب کرامات و خوارق عادت تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں آپ کو وہ کمال حاصل تھا کہ ۱۷۰ سے زیادہ کتابیں تصنیف کیں۔ ۷۸۰ھ میں مع (700) سات سو رفقاء و سادات کے ہمدان (ایران) سے کشمیر تشریف لائے اور محلہ علاؤ الدین پورہ میں جہاں اب آپ کی خانقاہ فیض پناہ ہے جلوہ افروز ہوئے اور شب و روز تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیا۔ ۷۸۶ھ میں انتقال فرمایا اور نعش آپ کی ختلان [2] میں لے جا کر دفن کر دی گئی۔

حدائق الحنفیہ از فقیر محمد جہلمی ص ۳۲۲ طبع لاہور

خزینۃ الاصفیاء از مفتی غلام سرور لاہوری ص ۳۰۷ طبع لاہور ۱۹۷۳ء

○ — مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ موصوف نے کشمیر میں تبلیغ اسلام کا فریضہ سر انجام دیا۔
(فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص ۸۱)

[2] ترکستان

(اوراد فتحیہ)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بعد فرض صبح کے پڑھے۔ جب سلام پھیرے اوراد فتحیہ پڑھنے میں مشغول ہو کہ (1400) ایک ہزار چار سو ولی کامل کے متبرک کلام سے جمع ہوا ہے۔ اور فتح ہر ایک کی ان میں سے ایک کلمہ میں ہوئی ہے۔ جو حضوری کے ساتھ اپنے اوپر لازم کرے اس کی برکت اور صفائی سے مشاہدہ کرے گا اور ایک ہزار چار سو ولی کی ولایت سے حصہ پائے گا۔

(انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ص ۱۳۲ طبع لائل پور)

اوراد فتحیہ کی بارگاہ نبوی میں قبولیت

حضرت شاہ عبد الرحیم [1] (۱۱۳۱ھ) والد گرامی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضرت سید علی ہمدانی سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب بارہویں دفعہ کعبہ شریف کی زیارت کو گیا۔ مسجد اقصیٰ میں پہنچا۔ حضور پر نور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ اس درویش کی طرف تشریف لا رہے ہیں میں اٹھا اور آگے گیا اور سلام کیا۔ آپ نے اپنی

---

[1] مولوی عبد الرحیم دہلوی، فاروقی نسب، حنفی مذہب، نقشبندی مشرب، جامع علوم عقلی و نقلی، حاوی علوم اصلی و فرعی اور محدث تھے۔ ۱۰۵۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی پائی۔ آگرہ میں میر محمد زاہد ہروی سے معقولات اور علم کلام کی کتابیں پڑھیں۔ دہلی میں مدرسہ رحیمیہ قائم کر کے درس تدریس کا شغل اختیار کیا۔ ۱۱۳۱ھ میں انتقال فرمایا۔ ان کے دو نامور بیٹے شاہ ولی اللہ دہلوی اور شاہ اہل اللہ دہلوی ہوئے۔

تذکرہ علماء ہند از مولوی رحمٰن علی ص ۲۹۶ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء

مرتبہ محمد ایوب قادری

آستین مبارک سے ایک جز نکالا اور اس درویش سے فرمایا کہ "ھذہ الفتحیۃ" کہ اس فتحیہ کو لے۔ جب میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک سے لیا اور نظر کی تو یہی اوراد تھے۔

اس اشارہ سے اس کا نام فتحیہ رکھا گیا۔

اقتباس از سلاسل اولیاء اللہ ص ۱۴۳
طبع اکل پور

○ --- حضرت سلطان سید محمود ناصر الدین بخاری[1] رحمۃ اللہ علیہ (۸۱۵ھ)

فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دن اور رات کو نیک نیتی سے خلوص دل سے درج ذیل درود شریف پڑھے گا تو ہر قسم کی آفات و بلیات سے محفوظ رہے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ الخ

(جواہر الاولیاء ص ۲۴۷ طبع اسلام آباد ۱۳۹۹ھ)

---

[1] آپ مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے فرزند ہیں۔ ۷۳۷ھ میں پیدا ہوئے۔ سید صدرالدین راجن قتال سے فیض روحانی حاصل کیا۔ قرآن کریم نہایت ہی حسن الصوت سے تلاوت کرتے تھے۔ آپ ہی کی اولاد ہندوستان کے مختلف گوشوں میں پھیلی اور سلسلہ سہروردیہ کے فروغ کا باعث ہوئی۔ آپ بڑے سخی اور دریا دل تھے۔ مساکین بیوگان اور بیوگان کی مدد کرتے۔ ۸۱۵ھ کو انتقال فرمایا۔

(اولیائے بہاول پور از مسعود حسن شہاب ص ۱۹۵ طبع بہاول پور ۱۹۸۲ء)

○ --- حضرت سید راجو قتال بخاری[1] رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۲۷ھ)

فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز عشاء کے بعد سات مرتبہ یا سات سے زیادہ مرتبہ درج ذیل درود پاک کو پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں کسی کا محتاج نہیں کرے گا۔ اور وہ شخص جو چیز بھی اللہ تعالیٰ سے طلب کرے گا۔ ضرور پا لے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

صلوٰۃ اللہ سرمداً علی النبی یا محمدا
فریاد رس یا احمدا اغثنی اغثنی اغثنی
وامددنی فی قضاء حاجتی یا مصطفےٰ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

(جواہر الاولیاء ص ۲۳۵ طبع اسلام آباد)

---

[1] آپ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے چھوٹے بھائی اور خلیفہ مجاز تھے۔ ۷۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی حضرت سید احمد کبیر کے زیر تربیت رہے کے بعد برادر بزرگ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے فیض صحبت سے بہرہ ور ہوئے۔ آپ فنا فی اللہ کے مقام پر فائز تھے۔ آپ نے تین لاکھ چالیس ہزار افراد کو مسلمان کیا۔ آپ کی اولاد کافی تھی۔ مگر خلافت و سجادگی حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے پوتے سید فضل اللہ بن حضرت سید ناصر الدین محمود کے سپرد ہوئی۔ ۸۲۷ھ کو انتقال فرمایا۔ مزار اوچ شریف میں مرجع خلائق ہے۔

اولیائے بہاول پور از مسعود حسن شہاب ص ۱۹۳
طبع بہاول پور ۱۹۸۲ء

○--حضرت محمد ابو المواہب[1] شاذلی (م ۸۸۱ھ)

فرماتے ہیں کہ جب زائر روضہ اقدس پر حاضری دے تو پہلے حمد باری تعالیٰ کرے اس کے بعد یوں عرض کرے :-

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
یا اکرمک علی اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ الخ

(افضل الصلوات علی سید السادات از علامہ نبہانی ص ۱۳۲)

علامہ نبہانی اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔ یہ درود شریف سیدنا الولی الکبیر العارف الشہیر ابی المواہب شاذلی کا ہے۔ یہ آپ نے زائرین کے لیے تالیف فرمایا ہے۔ تاکہ وہ جناب رسالت مآب ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضری کے وقت پڑھیں۔ اور ہر وقت اور ہر جگہ اس کے پڑھنے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ قاری یہ تصور کرے کہ وہ نبی ﷺ کے سامنے حاضر ہے اور اس کے جو خطابات کے صیغے ہیں ان کے ذریعے آپ سے عرض گزارے۔ کیونکہ نماز کے التحیات میں سلام کا صیغہ ہے۔ اور وہ نمازی

---

[1] آپ عظیم المرتبت عارفوں اور باعمل عالموں میں سے ایک ہیں۔ آپ کی عظیم کرامت یہ ہے کہ خواب میں وہ کثرت سے سرکار امام الانبیاء ﷺ کی زیارت کیا کرتے تھے۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ آپ بکثرت حضور کریم ﷺ کی زیارت فرمایا کرتے تھے۔ کہا کرتے تھے میں نے سرکار علی مدار علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ میرے دیدار کی صحت کے قائل نہیں ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواباً ارشاد فرمایا ، اللہ کریم کی عزت و عظمت کی قسم جو انکار کرے گویا جھٹلائے گا وہ یہودی ، نصرانی یا مجوسی ہو کر مرے گا۔

(جامع کرامات اولیاء از علامہ نبہانی ص ۷۰۹ اردو طبع لاہور ۱۹۸۲ء)

کا یہ قول ہے :-

السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ

یہ حضور علیہ السلام کو خطاب کے انہی صیغوں میں سے ہے۔

افضل الصلوات علی سید السادات ص ۱۳۲ از علامہ نبہانی
طبع لاہور ۱۹۸۰ء

○--شیخ عارف اسماعیل حقی آفندی[1] بروسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۳۷ھ)

حضرت موصوف نے اپنی مشہور تفسیر روح البیان میں درج ذیل مختلف صیغوں سے یہ درود شریف تحریر فرمایا ہے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ الخ

(تفسیر روح البیان ص ۲۳۵ جلد ۷)

---

[1] بلغاریہ کی بستی ایدوس میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی علوم وطن میں حاصل کیے اور پھر استنبول کے شیخ عثمان فضلی اور مصر کے شیخ اسماعیل رحاوی اور دمشق کے شیخ محمد بن عبد الباقی حنبلی سے اکتساب فیض کیا۔ بعض شہروں میں تھوڑی مدت قیام کیا۔ پھر مستقل بروسا بستی میں مقیم ہوگئے۔ ایک علمی خانقاہ بنا کر تدریس علوم اور اشاعت اسلام میں مصروف ہوگئے۔ آپ کی تصنیف کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے جن میں سے تفسیر بیضاوی سورۃ فاتحہ اور سورۃ النساء پر تعلیقات بھی ہیں۔ اور پھر اپنے مرشد عثمان کے ارشاد پر قرآن کریم کی مستقل مفصل تفسیر بھی بہ نام روح البیان لکھی جو دس جلدوں میں کئی بار طبع ہو چکی ہے۔

تذکرہ مفسرین از قاضی محمد زاہد الحسینی ص ۱۹۸
مطبوعہ اٹک ۱۴۰۱ھ

O--سید شیخ برہان الدین ابراہیم الموہبی[1] الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ درج ذیل درود شریف پڑھا کرتے تھے:-

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا صفوۃ اللہ الخ

(سعادۃ الدارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین از علامہ نبہانی جلد اول ص ۵۰۷ طبع لاہور ۱۹۸۸ء)

O--فاضل اجل حضرت اخوند[2] درویزہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۴۸ھ / ۱۶۳۸ء)

فرماتے ہیں: اما چوں در شب جمعہ بگوید الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

[1] نویں صدی ہجری کے مشہور بزرگ ہیں۔ سلسلہ شاذلیہ سے منسلک تھے۔ سلف الصالحین کی راہ پر گامزن تھے۔ مخلوق خدا پر بے حد مہربان و مشفق تھے۔

[2] اخوند بابا درویزہ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ کے مشہور بزرگ حضرت سید علی خواص (م ۹۹۱ھ) المعروف پیر بابا کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ علوم ظاہری اور کمالات باطنی کے جامع تھے۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ فرقہ روشنیہ کے خیالات کی کامیاب مخالفت ہے، تمام عمر کتاب و سنت اور اولیائے کرام کے مشن کی تبلیغ و اشاعت کی۔ وفات (۱۰۴۸ھ / ۱۶۳۸ء) میں ہوئی۔ مزار شریف پشاور میں موضع ہزار خانی میں ہے۔ مخزن الاسلام، ارشاد الطالبین، تلقین المریدین تذکرۃ الابرار وغیرہ آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ (رود کوثر از شیخ محمد اکرام ص ۳۱۳ طبع لاہور)

سیٹھی کریم بخش بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سفر پشاور کے دوران حضرت اخوند درویزہ کے مزار پر فاتحہ کے لیے تشریف لے گئے۔ قریب پہنچ کر بہت تیز قدموں سے چل کر مزار پر پہنچے۔ بعد میں میرے اصرار پر فرمایا کہ اخوند صاحب مزار سے نکل کر میری ملاقات کو آرہے تھے۔ اس لیے میں نے احترام کی غرض سے پیش قدمی کی۔ (مہر منیر از مولانا فیض احمد فیض ص ۳۰۹ طبع گولڑہ)

حضرت بگوش می شنود و درود رحمت می فرستد۔

(ارشاد الطالبین از حضرت اخوند درویزہ رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۱۵ طبع دہلی)

جب کوئی شب جمعہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھے تو حضور ﷺ اپنے کان مبارک سے خود سنتے ہیں۔[3]

O--امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ[1] محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۷۶ھ)

فرماتے ہیں: صبح کی نماز کے فرض کا سلام پھیرنے کے بعد اوراد وتحیہ پڑھنے میں مشغول ہو اور بارگاہ نبوی میں یوں عرض کرے:-

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ — الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا خلیل اللہ — الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ الخ

(الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، اور اوتحیہ ص ۱۴۷ طبع لائل پور)

[3] حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں بعض علماء فرماتے ہیں کہ شب جمعہ کی خصوصیات سے ہے کہ آنحضرت ﷺ خود بہ نفس نفیس صلوٰۃ وسلام کا جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ (جذب القلوب ص ۲۷۰ کراچی)

[1] شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم العمری الحنفی النقشبندی ۱۱۱۴ھ میں پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر میں قرآن کریم ختم کیا۔ کتب فارسی اور عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ گیارہ سال کی عمر میں شرح جامی شروع کی۔ چودہ سال کی عمر میں سلسلہ نقشبندیہ میں مرید ہوئے۔ صوفیاء باصفا کا خرقہ اور فراغ علمی اپنے والد ماجد کی خدمت میں حاصل کیا اور درس کی اجازت ہو گئی۔ سترہ سال کی عمر میں آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ ان کی وفات کے بعد چند سال تک درس و ارشاد میں مشغول رہے۔ ۱۱۴۳ھ میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور کچھ مدت ٹھہر کر شیخ ابو طاہر مدنی وغیرہ سے خوب فیض حاصل کیا۔ ۱۱۴۵ھ میں ہندوستان آکر مخلوق کی ہدایت و ارشاد میں لگے رہے۔ ۱۱۷۶ھ میں وصال فرمایا۔ بہت سی مفید تصانیف یادگار چھوڑیں۔ (تذکرہ علمائے ہند رحمان علی ص ۵۳۲ طبع کراچی)

○--- شمس العارفین خواجہ شمس الدین[1] سیالوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۳ء)

آپ کے سوانح نگار لکھتے ہیں :-

آپ آدھی رات کے بعد اٹھ کر بارہ رکعت نماز تہجد پڑھتے، پھر ایک بار اسمائے حسنیٰ اور پانچ سو بار استغفار پڑھ کر مراقبہ کرتے، پھر نماز کے بعد مسبعات عشرہ اور اسلوح شریف اور دعائے کبیر اور درود مستغاث اور درود کبریت احمر اور سلسلہ چشتیہ اور منزل دلائل الخیرات اور منزل قرآن پڑھ کر بارہ رکعت نوافل اشراق ادا کرتے۔ الخ

(انوار شمسیہ ص ۵۴ از مولانا امیر بخش طبع سیال شریف)

درود مستغاث

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ، رسولنا رسول سید الکونین فاتح فاتح اللہ ، المستغاث الیٰ حضرۃ اللہ تعالیٰ الخ

---

[1] سلسلہ عالیہ چشتیہ پنجاب کے مشہور بزرگ ہیں۔ ۱۲۱۴ھ میں سیال شریف (سرگودھا) میں پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا۔ دیگر علماء کے علاوہ مولانا محمد علی (مکھڈ شریف) مولانا حافظ دراز افغانی وغیرہ سے اکتساب فیض کیا۔ امام العاشقین حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی سے بیعت کی اور خرقہ خلافت پایا۔

آپ ملکوتی صفات اور قدسی اخلاق کے پیکر تھے۔ نماز با جماعت ادا کرتے۔ اور مریدین کو بھی اتباع سنت مطہرہ کا سختی سے حکم دیتے۔ ۱۳۰۰ھ میں وصال ہوا۔ تاریخ مشائخ چشت میں آپ کے ۶۵ خلفاء کے نام درج ہیں۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت از محمد عبدالحکیم شرف قادری جلد اص ۱۲۵ طبع لاہور ۱۹۷۶ء)

○--- حاجی امداد اللہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۷ھ)[1] مہاجر مکی

فرماتے ہیں :-

تہجد کی بارہ رکعتیں چھ سلاموں سے پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور نہایت خشوع و خضوع سے تین یا پانچ یا سات بار ہاتھ اٹھا کر اللّٰھم طھر قلبی الخ پڑھے اور توبہ استغفار استغفر اللہ الخ ۲۱ بار پڑھ کر درود!

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

تین بار عروج و نزول کے طریقے پر پڑھے۔

ضیاء القلوب ص ۱۴ از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی طبع کراچی

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں :-

عشاء کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر

---

[1] سلسلہ چشتیہ صابریہ کے مشہور بزرگ ہیں۔ ۲۲ صفر ۱۲۳۳ھ قصبہ نانوتہ (سہارنپور) میں آپ کی ولادت ہوئی۔ سولہ سال کی عمر میں مولانا مملوک علی کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کی۔ اگرچہ حاجی صاحب کا ظاہری علم بہت زیادہ نہ تھا۔ لیکن باطنی علوم کی وجہ سے کیونکہ آپ کو علم لدنی سے نوازا گیا تھا بڑے بڑے اور عظیم الشان مسائل حل فرمایا کرتے تھے۔ اہل سنت کے علاوہ بڑے بڑے علماء دیوبند بھی ان کے مرید تھے۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد مکہ معظمہ ہجرت کر گئے۔ ۱۳۱۷ھ کو وہیں پر انتقال ہوا۔

(کلیات امدادیہ ص ۲ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۷ء سوانح نگار محمد رضی عثمانی)

ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کرکے بیٹھے اور خدا کی بارگاہ میں جمال مبارک آنحضرت ﷺ کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کرکے آنحضرت ﷺ کی صورت کا سفید اور شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور :-

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی داہنے اور
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی بائیں اور
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی ضرب دل پر

لگائے اور متواتر جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے۔ الخ

(ضیاء القلوب ص ۶۱ طبع کراچی ۱۹۷۶ء)

○ --قطب عالم پیر مہر علی[1] شاہ چشتی گولڑوی رضی اللہ عنہ (م ۱۳۵۶ھ)

آپ نے فرمایا کہ :-

مدینہ طیبہ میں کلمہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا محمد اس کثرت سے پڑھا جاتا ہے کہ ہر طرف سے یہی آواز کانوں میں سنائی

---

[1] پیر مہر علی شاہ بن پیر نذر الدین شاہ ۱۲۷۵ھ کو گولڑہ میں پیدا ہوئے۔ وقت کے جید علماء سے علم حاصل کیا، مولانا احمد علی سہارنپوری سے سند حدیث حاصل کی، سلسلہ عالیہ چشتیہ میں خواجہ شمس الدین سیالوی کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ فتنہ قادیانی وغیرہ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور شب و روز تبلیغ اسلام میں مصروف رہے۔ ۱۳۵۶ھ کو انتقال فرمایا

(تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۵۳۶ طبع لاہور ۱۹۷۶ء)

دیتی ہے۔ ہمارے ملک کے بعض لوگ اس قسم کی نداء واستغاثہ واستشفاع کو شرک کہتے ہیں[1]۔ وہ اگرچہ نماز بظاہر اچھی طرح سے ادا کرتے ہیں لیکن حد ادب بہت کم نگاہ رکھنے کے باعث بے برکت رہتے ہیں۔ الخ

ملفوظات مہریہ ص ۹۷ مقام اشاعت گولڑہ شریف

ملفوظ نمبر ۹۱ ۱۹۷۶ء

دوسرے ملفوظ نمبر ۱۱۴ میں ارشاد فرماتے ہیں :-

"ہمارے ملک میں بعض ایسے مولوی ہیں کہ جہاں کسی نے الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ کہا وہاں فوراً شرک قرار دے دیتے ہیں۔ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نداء بھی نداء غیب تھی۔ مگر حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کا نداء حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مطلع ہو جانا ثابت کرتا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ غیب کو ظاہر کر سکتا ہے۔ اور اپنے بندوں پر فی الواقع ایسا کرتا ہے۔"

(ملفوظات مہریہ ص ۸۹ مقام اشاعت گولڑہ شریف)

---

[1] انبیاء و صالحین سے فریاد (استغاثہ) کرنے والے مشرک ہیں۔
اردو ترجمہ کتاب الوسیلہ، اعداد وتقدیم احسان الٰہی ظہیر
ناشر ادارہ ترجمان السنہ، شیش محل روڈ لاہور ص ۹۰
۱۹۸۳ء

امام بوصیری علیہ الرحمۃ صاحب قصیدہ بردہ شریف مشرک تھے۔
دیکھئے قرۃ العیون الموحدین اردو ترجمہ عطاء اللہ ثاقب
ص ۵۳۱ طبع لاہور

○ ---غوث زماں حضرت خواجہ محمد عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ چھوہروی ہزاروی[1] (م ۱۹۲۲ء)

پیر مہر علی شاہ صاحب فرماتے ہیں:-

(حرمین شریفین کی حاضری کے وقت) جہاز میں ایک صاحب درود مستغاث پڑھ رہے تھے۔ جس میں ایک فقرہ

المستغاث الی حضرۃ اللہ تعالیٰ

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

بار بار آتا ہے۔ ایک عمرانی نے ندائے غائبانہ پر اعتراض کیا۔ نظام المشائخ دہلی کے مطابق جن وظیفہ خوان حضرات پر اعتراض کیا گیا تھا۔ وہ خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی (ہزاروی) تھے۔ انہوں نے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ جائز ہے۔ الخ

مہر منیر تصنیف مولانا فیض احمد فیض ص ۱۱۷
طبع گولڑہ شریف ۱۹۹۱ء

---

[1] خواجہ عبدالرحمٰن بن خواجہ فقیر محمد ۱۲۶۲ھ میں ہری پور ہزارہ کے ایک گاؤں چھوہر شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ نے صرف ابتدائی تعلیم اساتذہ سے حاصل کی۔ لیکن فیضان الٰہی سے آپ کو علوم و معارف کے خزائن حاصل ہو گئے۔

آپ کے فیض تربیت سے ان گنت افراد مستفیض ہوئے۔ آپ نے متعدد کتابیں لکھیں جن میں مجموعہ صلوٰۃ الرسول شریف نہایت اہم ہے۔ ۱۳۴۲ھ میں انتقال فرمایا۔

تذکرہ اکابر اہل سنت از علامہ عبدالحکیم شرف قادری ص ۲۱۶
طبع لاہور ۱۹۷۶ء

○ ---الشیخ عبدالمقصود محمد سالم مصری علیہ الرحمۃ (م ۱۹۷۵ء)

آپ نے اپنے مجموعہ درود شریف میں درج ذیل درود پاک نقل فرمایا ہے:-

الصلوۃ و السلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

(انوار حق فی الصلاۃ علی سید الخلق سیدنا و مولانا محمد ﷺ)
ص ۵۳ مطبوعہ ادارۃ المعارف اصحابیہ لاہور

○ ---مفتی اعظم ہند مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۶۶ء)

شوق و ذوق میں یا درود شریف میں "یا محمد" کہنا بھی جائز ہے (یعنی صلی اللہ علیک یا محمد یا الصلوۃ والسلام علیک یا محمد) یہ محض غلطی ہے کہ "یا" کا لفظ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے بولنا جائز ہے دوسرے کے لیے شرک ہے۔

(فتاویٰ مظہری ص ۳۳۶ جلد اول دوم مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء)

○ ---امام الاولیاء میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء)

حضرت قبلہ صاحبزادہ محمد عمر بربلوی (ضلع سرگودھا) خلیفہ مجاز حضرت شرقپوری فرماتے ہیں کہ میاں صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اوراد وتحیہ تمام اذکار اور دعائیں نہایت صحیح اور ماثورہ طریقہ سے مروی ہیں۔ اس میں کسی قسم کا تذبذب نہیں۔ بڑی ہی برکت سے پر ہیں۔

اوراد فتحیہ میں درج ذیل مختلف صیغوں سے یہ درود شریف منقول ہے:-

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ الخ

(مسلک شیر ربانی از خلیل احمد رانا ص ۱۶ طبع جہانیاں (خانیوال) ۱۹۸۸ء)

○--حضرت صاحبزادہ محمد عمر بربلوی لکھتے ہیں:-

کہ حضرت میاں صاحب نے مجھے فرمایا کہ اوراد فتحیہ چالیس دن تک دوبارہ روزانہ پڑھنا تاکہ طبیعت میں اثر پیدا کر لے۔ لیکن بعد میں صرف ایک بار ہی کافی ہے۔ یہ اوراد بڑے بابرکت ہیں۔

(انقلاب الحقیقت از صاحبزادہ محمد عمر بربلوی ص ۸۸ طبع لاہور)

○--سید شریف احمد شرافت نوشاہی لکھتے ہیں:-

کہ میں جب حضرت میاں[1] صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے بتایا کہ روزانہ درود کبریت احمر، درود اکسیر اعظم، درود مستغاث، اسبوع شریف اور دلائل الخیرات پڑھتا ہوں۔ تو میاں صاحب نے فرمایا کہ یہ وظائف بہت اچھے ہیں۔ الخ

(مسلک شیر ربانی ص ۳۴ از خلیل احمد رانا طبع جہانیاں (خانیوال))

---

[1] میاں شیر محمد شرقپوری سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ ہیں۔ ۱۸۶۵ء کو شرقپور میں پیدا ہوئے۔ قرآن حکیم ختم کرنے کے بعد پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ پھر اپنے چچا حافظ حمید الدین سے فارسی کی چند کتابیں پڑھیں۔ حکیم شیر علی سے بھی استفادہ کیا۔ ظاہری طور پر اسی قدر تعلیم حاصل کی مگر پروردگار عالم نے آپ کو علم لدنی عطا فرما دیا تھا۔ بابا امیر الدین کے دست حق پرست پر بیعت کی اور خرقہ خلافت پایا۔ تمام عمر اشاعت اسلام اور بندگان خدا کی اصلاح میں بسر کی ۱۹۲۸ء میں انتقال فرمایا۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۱۸۰)

مشائخ تونسہ گیرہ اور درود مستغاث

○--حضرت خواجہ محمد عظمت اللہ تونسہ گیروی (م ۱۲۵۳ھ)

بعد از قیلولہ دلائل الخیرات شریف، درود مستغاث اور درود اکبر کبریت احمر درود تاج، درود اکسیر اعظم کا ورد فرماتے۔ الخ

احوال و آثار مشائخ تونسہ گیرہ ص ۵۴ طبع ضلع بہاولنگر

○--عمدۃ الاصفیاء خواجہ سلطان محمود تونسہ گیروی (م ۱۲۶۱ھ)

دائمی نماز پنجگانہ کے عامل تھے۔ نماز تہجد، نوافل، اشراق، چاشت، اوابین نوافل حفظ الایمان ہمیشہ ادا فرماتے۔

دلائل الخیرات، درود مستغاث، درود تاج، درود اکبر کی بھی تلاوت فرماتے۔

احوال و آثار مشائخ تونسہ گیرہ ص ۹۳ طبع بہاولنگر ۱۹۸۵ء

○--فیاض عالم حضرت خواجہ غلام رسول تونسہ گیروی (م ۱۲۸۳ھ)

نماز پنجگانہ دائمی اور نوافل وغیرہ کے علاوہ مسبعات عشرہ، دلائل الخیرات درود مستغاث، درود تاج وغیرہ روزانہ پڑھتے۔

(احوال و آثار مشائخ تونسہ گیرہ ص ۱۳۳)

○ ——زبدۃ السالکین حضرت خواجہ کمال الدین توکیروی (م ۱۳۴۸ھ)

آپ ایک عابد زاہد بزرگ تھے۔ پابند صوم وصلوٰۃ، تہجد گزار اور نوافل اشراق ادا کرنے میں بے حد محتاط تھے۔

دلائل الخیرات، درود مستغاث، درود اکبر، درود تاج، ختم خواجگان آپ کا معمول تھا۔ الخ

(احوال و آثار مشائخ توکیرہ ص ۳۹۱)

درود مستغاث

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللّٰہ، رسولنا رسول سیّد الکونین فتاح فاتح اللّٰہ المستغاث الیٰ حضرۃ اللّٰہ تعالیٰ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللّٰہ، النبی المصطفیٰ، رسول سراج العالمین محمود حبیب اللّٰہ المستغاث الیٰ حضرۃ اللّٰہ تعالیٰ الخ

جواہر الاولیاء ص ۲۶۲ از سید باقر بن سید عثمان بخاری

طبع اسلام آباد ۱۳۹۶ھ

○ ——شیخ الجامعہ حضرت مولانا غلام محمد [1] گھوٹوی قدس سرہ (م ۱۳۶۷ھ)

درود مستغاث جس میں ایک فقرہ

المستغاث الیٰ حضرۃ اللّٰہ تعالیٰ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللّٰہ

بار بار آتا ہے۔ شیخ الجامعہ نے اپنے مسودات میں لکھا ہے کہ ۱۳۵۵ھ میں مجھے رجب ہندی کی دکان واقع مدینہ عالیہ پر اس کا نسخہ مطبوعہ قسطنطنیہ دیکھنے کا اتفاق ہوا تو اس میں ترتیب دہندہ کا نام سید احمد کبیر [2] رفاعی تحریر تھا جو مشاہیر عراق میں سے ہوئے ہیں اور حضرت غوث الاعظم کے ہمعصر

[1] مولانا غلام محمد گھوٹوی گھرال (گجرات) ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے۔ مولانا محمد چراغ، مولانا حافظ محمد جمال، علامہ سید غلام حسین، مولانا علامہ محمد زمان، علامہ غلام احمد، مولانا احمد حسن کانپوری، مولانا فضل حق رامپوری سے کسب فیض کیا۔ طب اور صحاح کا درس مولانا وزیر حسن رامپوری سے لیا۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب کے دست اقدس پر بیعت کی۔ پاک و ہند کے مختلف مدارس میں مدرس رہے۔ ۴۰ سال تک جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں شیخ الجامعہ رہے۔ ۱۹۴۸ء میں وصال ہوا۔

(تذکرہ اکابر اہلسنت از عبد الحکیم شرف قادری ص ۳۳۵ طبع لاہور ۱۹۷۶ء)

[2] حضرت سید احمد کبیر رفاعی شافعی رحمۃ اللہ ۵۱۲ھ کو عراق میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کے دل میں غوث الاعظم کا بے حد احترام تھا اور اکثر آپ کی تعریف فرماتے تھے۔ آپ نے ۶۶ سال کی عمر تک اس دار فانی میں رہ کر خلق خدا کی خدمت کی اور ان کی رشد و ہدایت کی۔ ۵۷۸ھ میں وصال فرمایا۔ لاکھوں افراد نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی۔

اوران سے مستفیض تھے ...... اگر درود مستغاث شریف حضرت احمد رفاعی کی ترتیب ہے۔ تو ندائے غائبانہ کے جواز پر ایک اور بہت بڑے بزرگ کا عمل دلیل بن جاتا ہے۔ جس کی ولایت پر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے۔

(مہر منیر از مولانا فیض احمد فیض ص ۱۱۷ طبع گولڑہ شریف ۱۹۹۱ء)

○--مولانا محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی محدث پشاوری

موصوف نے " شمائل ترمذی " کی اردو شرح کی ہے، بطور برکت اپنی تصنیف کے ہر صفحہ پر درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ تحریر فرمایا ہے۔

(انوار نبویہ شرح الشمائل النبویہ طبع پشاور ۱۹۷۶ء)

○--قطب عالم حضرت فضل شاہ [ل] قادری (م ۱۹۷۸ء) (نوروالوں کا ڈیرہ) لاہور

پروفیسر حافظ نذر الاسلام گورنمنٹ اسلامیہ ڈگری کالج خانیوال فرماتے ہیں کہ میرے پیرو مرشد حضرت قبلہ فضل شاہ قادری قدس سرہ کے ہاں منعقدہ محافل میلاد میں اکثر یہ درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھا جاتا تھا۔

[ل] حضرت فضل شاہ قدس سرہ ۱۸۹۷ء میں جالندھر میں پیدا ہوئے۔ حضرت خواجہ خدا بخش قادری جالندھری کے مرید تھے۔ ۴۰ برس ان کی خدمت میں رہ کر اکتساب فیض کیا۔ ۱۹۵۳ء میں لاہور آئے اور میاں میر کے نزدیک برلب سڑک آپ نے قیام فرمایا۔ اور آخری دم تک طالبان حق کی راہنمائی فرماتے رہے۔ امی بزرگ تھے۔ مگر علم لدنی حاصل تھا۔ بڑے بڑے فلاسفر اور دانشور مسائل کا حل پوچھتے اور تسلی بخش جواب پاتے۔ ۱۹۷۸ء میں وصال فرمایا۔

(نگر صوفیاء از علامہ فخری ص ۲۲۲ طبع دوم لاہور ۱۹۸۵ء)

درود مستغاث کے متعلق حضرت قبلہ عالم گولڑوی رضی اللہ عنہ کا متوسلین کے نام

پیغام

○--آپ کے سوانح نگار مولانا فیض احمد [ل] فیض مدظلہ لکھتے ہیں:-

جہاز میں ایک صاحب درود مستغاث پڑھ رہے تھے جس میں ایک فقرہ

المستغاث الی حضرۃ اللہ تعالی

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

بار بار آتا ہے۔ یہ درود شریف اکثر بزرگان دین اور خصوصاً قبلہ عالم قدس سرہ اور ان کے متوسلین کے معمولات میں سے ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ اس کا ہرگز ناغہ نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس میں عجیب و غریب تاثیرات ہیں۔

مہر منیر از مولانا فیض احمد فیض ص ۱۱۷
طبع گولڑہ شریف ۱۹۹۱ء

[ل] مولانا مفتی فیض احمد فیض ۱۹۳۲ء کو ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔ مقامی سکول میں تعلیم پائی۔ قرآن کریم اور کچھ ابتدائی کتابیں والد گرامی سے پڑھیں۔ ان کے علاوہ مولانا شاہ عشق چشتی، مفتی عبدالکریم چشتی، مولانا عطا محمد شاہ جہلی، مولوی غلام یاسین، مولانا خان محمد اور مولانا مہر محمد اچھروی سے درس نظامی کی تکمیل کی۔ تجوید و قرأت مولانا قاری غلام محمد پشاوری سے پڑھی۔ تصوف کی کتابیں حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی اور قبلہ حضرت بابو جی سے پڑھیں۔ ۱۳۸۰ھ سے دربار گولڑہ شریف میں قیام ہے۔ ۱۳۵۶ھ میں قبلہ عالم گولڑوی سے بیعت کی۔

(مہر انور از شاہ حسین گردیزی ص ۳۳۰ طبع گولڑہ شریف ۱۹۹۲ء)

○ — علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی[1] فلسطینی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۰ھ)

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
یا اکرمک علی اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ درود شریف سیدنا الولی الکبیر العارف الشہیر ابی المواہب شاذلی کے ہے۔ یہ آپ نے زائرین کے لیے تالیف فرمایا ہے تاکہ وہ جناب رسالت مآب ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضری کے وقت پڑھیں۔ اور ہر وقت اور ہر جگہ اس کے پڑھنے میں کوئی رکاوٹ نہیں، قاری یہ تصور کرے کہ وہ نبی علیہ السلام کے سامنے حاضر ہے اور اس میں جو خطابات کے صیغے ہیں۔ ان کے ذریعے آپ سے عرض گزارے کیونکہ نماز کے التحیات میں سلام کا صیغہ ہے اور وہ نمازی کا یہ قول ہے۔

السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ حضور علیہ السلام کو خطاب کے انہیں صیغوں میں سے ہے۔

(افضل الصلوات علی سید السادات از علامہ نبہانی ص ۱۴۳ طبع لاہور ۱۹۸۸ء)

---

[1] شیخ ابو المحاسن یوسف بن اسماعیل شافعی فلسطینی ۱۸۴۹ء میں فلسطین کے ایک قصبہ "اجزم" میں پیدا ہوئے، ۱۲۷۵ھ میں جب آپ دس سال کے ہوئے تو آپ کے والد ماجد نے آپ کو قرآن کریم حفظ کرنے کے لیے مصر بھیج دیا۔ آٹھ سال کی مدت میں قرآن کریم حفظ کیا۔ ۱۲۸۳ھ میں آپ جامعہ ازہر (قاہرہ) میں داخل ہوئے۔ ۱۲۸۹ھ تک تعلیم میں مصروف رہے۔ ۶۲ کے قریب مفید تصانیف یادگار چھوڑیں۔ ۱۳۵۰ھ میں انتقال فرمایا۔

(جلد فلسطین از خلیل احمد رانا ص ۹ طبع لاہور)

قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ[1] لاثانی رحمۃ اللہ علیہ علی پور سیداں (سیالکوٹ)

موصوف کے سوانح نگار پروفیسر محمد حسین آسی لکھتے ہیں۔
درود مستغاث بھی حضور کے روزمرہ کے معمولات میں شامل تھا۔
اس میں بار بار یہ درود پاک آتا ہے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

(انوار لاثانی ص ۱۳۷ طبع ملتان اشاعت چہارم ۱۹۹۰ء)

---

[1] پنجاب میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ ہیں۔ ۱۸۶۰ء میں علی پور سیداں (سیالکوٹ) حضرت سید سید علی علیہ الرحمۃ کے گھر پیدا ہوئے۔ مولانا عبدالرشید علیہ الرحمۃ سے قرآن مجید، حدیث پاک، فقہ و تصوف کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت بابا فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور خرقہ خلافت عطا ہوا۔ تمام عمر مخلوق خدا کی بھلائی کے لیے کوشاں رہے۔ ہزاروں بندگان خدا نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے گناہوں سے توبہ کی۔ اور صراط مستقیم پر گامزن ہوئے۔ ۱۹۳۹ء میں وصال فرمایا مزار آپ کا علی پور سیداں میں مرجع خلائق ہے۔ آپ نے فرمایا اہلسنت و جماعت کے جو لوگ مخالف ہیں ان سے بچو۔

سید انور حسین نفیس رقم دیوبندی لاہور آپ کی شخصیت کے متعلق لکھتے ہیں۔
عارف کامل حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب لاثانی علی پوری قدس سرہٗ قطب ربانی بابا فقیر محمد چوراہی کے خلیفہ اعظم تھے۔ آپ کی روش صوفیہ سلف کا نمونہ تھی۔

(ماہنامہ الرشید لاہور، دارالعلوم دیوبند ص ۸۰، ۱۹۷۶ء)

مشاہدات
و
حکایات
اور
مبشّرات

مولوی محمد اسحاق صاحب مرحوم صدیقی رئیس و ساکن محلہ سوتھہ بدایوں کا قول ہے کہ میں بعد نماز مغرب بارادۂ شرکت نماز جنازہ شریفہ حضرت مولانا فضل رسول[1] بدایونی قدس سرہ تمام گھر سے روانہ ہوا۔ یہ صحیح معلوم نہ تھا کہ نماز جنازہ عیدگاہ میں ہوگی یا کہیں اور۔ صرف اس خیال سے کہ بجز عیدگاہ کے اور دوسری جگہ ایسی نہیں ہے کہ جہاں ہزارہا آدمی نماز پڑھ سکیں۔ عیدگاہ کی طرف روانہ ہوا۔ جس وقت سوتھہ کی چوکی سے نیچے قبرستان کے قریب پہنچا، یکایک قبور کے درمیان سے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کا غلغلہ کانوں میں پہنچا جس کی ہیبت سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ لیکن یہ یقین واثق ہوگیا کہ جنازہ مبارک ضرور اس طرف سے روانہ ہوا ہے۔ اسی طرح بہت سے واقعات اکثر صلحاء و ابرار بدایوں کو آپ کے وصال کے بعد پیش آئے جو بوجہ طوالت نظر انداز کیے جاتے ہیں۔

(اکمل التاریخ از مولانا محمد یعقوب ضیاء القادری بدایونی ص ۷ ۱۳ جلد ۲ طبع انڈیا)



نامور مورخ و ادیب نسیم حجازی اپنے سفرنامہ ترکی کے سفر کا حال لکھتے ہیں:-

"کوئی گیارہ بجے کے قریب ہم نے قونیہ کا رخ کیا۔ ڈرائیور کے ساتھ ایک اور نوجوان تھا، جو ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں بات کر سکتا تھا۔ جمعہ کا دن تھا اور ہم نے اپنے

---

[1] مولانا فضل رسول بدایونی ۱۲۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ صرف و نحو کی کتابیں والد صاحب سے پڑھیں۔ ان کے علاوہ شاہ نور الحق فرنگی محلی، حضرت محمد عابد سندھی مدنی (م ۱۲۵۷ھ) اور مولانا عبداللہ سراج کی سے اکتساب فیض کیا۔ والد گرامی مولانا عبدالمجید علیہ الرحمۃ کے حکم سے اپنے قدیم آبائی مدرسہ محمدیہ کو مدرسہ قادریہ کے نام سے منسوب کرکے درس و تدریس میں مشغول ہوگئے۔ دور دراز علاقوں سے آکر طلبہ فیض یاب ہوئے۔ تمام عمر مذہب حقہ اہلسنت کی نشر و اشاعت میں کوشاں رہے۔ اور فتنہ وہابیت کا قلع قمع کیا۔ ۱۲۸۹ھ کو انتقال ہوا۔ بہت سی مفید یادگار چھوڑیں۔

(تذکرہ علماء ہند ص ۱۸۰ کراچی، اکمل التاریخ جلد دوم، نزہۃ الخواطر جلد ۷، تذکرہ علماء اہلسنت ص ۲۰۸)

گائیڈ کو روانہ ہوتے ہی بتا دیا تھا کہ ہم راستے کی کسی مسجد میں جمعہ کی نماز کے لیے رکنا چاہتے ہیں۔ انقرہ سے قونیہ کا فاصلہ قریباً ڈیڑھ سو میل تھا اور ہمارا ڈرائیور شہر کے مضافات سے نکلنے کے بعد تقریباً ستر میل فی گھنٹہ کے حساب سے کار چلا رہا تھا۔ اس کار پر ڈرائیور کے سامنے ایک چھوٹی سی تختی لٹک رہی تھی جس پر الرزق علی اللہ کے الفاظ کندہ تھے۔ کوئی آدھ یا پون گھنٹہ بعد سڑک کے کنارے ایک چھوٹی سی بستی کی مسجد کے قریب کار رکی اور ہم اتر پڑے۔ ترک کسانوں کی اس بستی کی سب سے خوبصورت عمارت یہ مسجد تھی۔ میں نے وضو کے لیے کوٹ اتارا تو ایک دیہاتی نے پانی کا کوزہ بھر کر میرے سامنے رکھ دیا، وضو سے فارغ ہو کر اٹھا تو اس نے ایک صاف تولیہ پیش کر دیا۔

مسجد کے اندر قالین بچھے ہوئے تھے جنہیں دیکھ کر یہ محسوس ہوتا تھا کہ ان لوگوں کی کمائی کا بیشتر حصہ اپنے گھروں کی بجائے خدا کے گھر کی آرائش پر صرف ہوتا ہے۔ مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ بستی کے مکانات کی تعداد دیکھنے کے بعد یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہاں ہر آدمی نماز پڑھتا ہے۔ جماعت میں ابھی کچھ دیر تھی اور خطیب صاحب ایک کتاب سے فارسی کے کسی شاعر کا نعتیہ کلام پڑھ رہے تھے۔ وہ تھوڑے وقفہ کے بعد نمازیوں کو درود و سلام پڑھنا شروع کر دیتے۔ الفاظ وہی تھے جن سے ہر پاکستانی کے کان آشنا ہیں۔ "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ" کچھ دیر بعد منبر پر کھڑے ہو کر خطیب نے عربی زبان میں خطبہ پڑھا اور اس کے بعد جماعت کھڑی ہو گئی۔ ہم نماز سے فارغ ہو کر باہر نکلے تو تمام نمازیوں کو قند کی ڈلیوں کا ایک ایک لفافہ اور گلاب کے عرق کا ایک ایک گھونٹ تقسیم کیا گیا۔ جب نمازی باری باری دروازے کے قریب پہنچتے تھے تو ایک شخص گلاب پاش سے عرق کے چند قطرے ان کی ہتھیلی پر ڈال دیتا تھا اور وہ اسے پی لیتے تھے۔ دوسرا قند کی ڈلیوں سے بھرے ہوئے چھوٹے چھوٹے لفافے ان کو تقسیم کرتا جاتا تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ ہر جمعہ کی نماز کے بعد اسی طرح گلاب

کا عرق اور قند تقسیم کی جاتی ہے۔[1]

سلمان پاک شہر بغداد شریف سے تقریباً پچیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلمان پاک میں حضرت سلمان فارسی اور حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت حذیفہ الیمانی رضی اللہ عنہم کے مزارات ہیں۔ یہ تینوں حضرات حضور سید عالم ﷺ کے جلیل القدر صحابہ کرام میں سے ہیں۔ اور بڑی عظمت و شان والے ہیں۔ عمارت مزارات کے قریب ٹیکسی کھڑی کر کے اندر گئے ہی تھے کہ نماز ظہر کی اذان کی آواز لاؤڈ سپیکر سے بلند ہوئی۔ سبحان اللہ مؤذن صاحب نے اس انداز سے عربی لہجہ میں اذان کہی کہ بے ساختہ زبان سے سبحان اللہ ، ماشاء اللہ نکل رہا تھا۔ اس کے بعد صلوٰۃ پڑھی۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدنا یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبینا یا حبیب اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبینا یا نبی اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدنا یا رحمۃ للعالمین

الصلوٰۃ والسلام علیک وعلیٰ آلک و اصحابک یا سید المرسلین

صلوٰۃ و سلام سن کر آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ دل اس قدر مسرور و شادماں تھا کہ بیان سے باہر ہے۔ کچھ عرصہ پہلے عرب و عجم میں اذان کے بعد درود و سلام پڑھی جاتی تھی۔ لیکن افسوس کہ ایک فرقہ کے علماء نے اس کو شرک و کفر وغیرہ قرار دے کر بعض مقامات پر لوگوں کو اس سعادت و برکت سے محروم کر دیا ہے۔ اگرچہ عراق، شام، القدس ، مصر اور پاکستان کے بعض مقامات پر اب بھی درود و سلام پڑھا جاتا ہے۔ بلاشبہ اس کی بہت برکات ہیں۔ خدا کرے کہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے۔ آمین

(راہِ عقیدت ص ۵۲، ۵۳ طبع کراچی)

---

[1] نسیم حجازی، پاکستان سے دیارِ حرم تک، مطبوعہ قومی کتب خانہ فیروز پور روڈ لاہور ص ۲۳۹ تا ۵۱

مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ دمشق شہر بلکہ یہ سارا ملک بہت ہی مبارک ہے۔ دمشق شہر کے علماء اکثر باشرع اور صحیح العقیدہ اہلسنت وجماعت ہیں اور تقریباً ہر مسجد میں ہر اذان کے بعد

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدنا یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیبنا یا حبیب اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدنا یا نبی اللہ

فجر اور عشاء کی اذان کے وقت مختلف القاب کے ساتھ زیادہ پڑھتے ہیں مجالس میلاد مجالس دلائل الخیرات شریف اور مجالس قصیدہ بردہ شریف منعقد ہوتی ہیں۔ جن میں بڑے ذوق و شوق سے ذکر میلاد اور درود شریف اور قصیدہ بردہ شریف پڑھا جاتا ہے۔ سیدی حضرت ابراہیم الغلاینی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں بھی شرکت کا اتفاق ہوا۔ قرآن خوانی کے بعد باقاعدہ دست بستہ نہایت ادب و احترام کے ساتھ کھڑے ہو کر مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے عربی میں سلام پڑھا گیا۔

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

اس کے بعد دعائے خیر کی گئی اور شیرینی تقسیم ہوئی۔

(راہ عقیدت ص ۹۰ طبع کراچی)

علامہ اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مقدس مقامات کی حاضری کا شرف بخشا۔ ہم نے وضو کیا اور مسجد اقصیٰ شریف کے اندر جا کر پہلے دو رکعت نماز تحیۃ المسجد اور پھر نماز عصر ادا کی۔ نماز کے بعد مسجد شریف میں تنہا درود شریف پڑھتا رہا۔ مغرب کی اذان ہوئی، سبحان اللہ!

مؤذن صاحب نے عرب کے مخصوص لہجہ میں اذان دی اور اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھا۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یاسیدنا یا رسول اللہ

وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

سن کر دل باغ باغ ہو گیا۔ مسجد میں کافی لوگ جمع ہو چکے اور ہو رہے تھے۔

(راہ عقیدت ص ۹۷ طبع کراچی)

مولانا الحاج خطیب پاکستان محمد شفیع اوکاڑوی[1] رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم ۷ جنوری ۱۹۶۲ء کو بغداد شریف پہنچے اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر حاضری دی۔ اس کے بعد نماز ظہر کی تیاری میں لگ گئے۔ ابھی وضو کر رہے تھے کہ اذان شروع ہو گئی۔ اذان سن کر دل بہت خوش ہوا۔ عرب کے مخصوص لہجے میں مؤذن صاحب کی آواز فضا میں گونج رہی تھی۔ اذان کے بعد صلوٰۃ شروع ہوئی۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدنا یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیبنا یا حبیب اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک وعلیٰ آلک واصحابک یا خاتم رسول اللہ

(راہ عقیدت ص ۴،۵ طبع کراچی (خلاصہ))

---

[1] مولانا محمد شفیع علیہ الرحمۃ ۱۹۲۹ء میں کھیم کرن (مشرقی پنجاب) کے مقام پر پیدا ہوئے۔ سکول میں مڈل پاس کرنے کے بعد درس نظامی اور دورۂ حدیث و تفسیر کی تکمیل تعلیم حاصل کی اور میاں غلام اللہ صاحب شرقپوری کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ خطیب پاکستان کے نام سے مشہور ہوئے۔ تمام عمر مذہب حقہ اہلسنت کی تبلیغ و اشاعت میں گزاری اور مختلف مذہبی تحریکوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۵۵ء میں اوکاڑہ سے کراچی منتقل ہو گئے اور مختلف مساجد میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ کراچی میں دارالعلوم حنفیہ غوثیہ قائم کیا۔ ۱۹۸۴ء میں ۵۵ برس کی عمر میں وفات پائی۔ لاکھوں افراد نے جنازہ میں شرکت کی۔ نماز جنازہ علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ نے پڑھائی۔

(خطیب پاکستان اپنے معاصرین کی نظر میں ص ۹ طبع کراچی)

حضرت مولانا علامہ ابو حماد مفتی عبدالرسول منصور سیالوی فرماتے ہیں۔

"کہ میں نے مصر میں پندرہ روز تک جس ہوٹل میں قیام کیا اس کے بالمقابل جامع الحسین ہے۔ یہ وہ عظیم الشان مسجد ہے جس میں سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا سر مبارک دفن ہے۔ جس حجرے میں آپ کا سر مبارک دفن ہے اس کے اوپر ایک پر شکوہ گنبد بنا ہوا ہے۔ آپ کے مزار پر زائرین کی ایک خاصی تعداد ہر وقت قرآن خوانی اور آپ پر سلام عرض کرنے کے لیے موجود رہتی ہے۔ ہر نماز کے وقت مؤذن صاحب اذان کے بعد بلند آواز سے چار پانچ مرتبہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

وعلیٰ آلک یا سیدی یا حبیب اللہ

کہہ کر نبی کریم ﷺ اور آپ کی آل پاک پر فاتحہ شریف پڑھتا ہے۔ مصر اور بالخصوص قاہرہ اس اعتبار سے قابلِ فخر سرزمین ہے کہ یہاں اصحابِ رسول آئمہ اسلام اور اہل بیت اطہار کے علاوہ اولیائے کاملین کی ایک کثیر تعداد استراحت فرما رہی ہے۔

(ماہنامہ ضیائے حرم ص ۷۷ جلد ۲۳ ش ۳ دسمبر ۱۹۹۳ء)

(پندرہ روزہ ندائے اہلسنت ص ۱۳ جلد ۳ ش ۱۶ تا ۳۰ نومبر ۱۹۹۳ء)

خواجہ شمس الدین سیالوی فرماتے ہیں کہ جب مخدوم جہانیاں مناسک حج سے فارغ ہو کر مدینہ شریف گئے۔ جب آپ روضہ مقدس کی زیارت کر رہے تھے تو مجاوروں نے ان سے نام پتہ اور قومیت دریافت کی۔ آپ نے فرمایا: میرا نام جلال الدین ہے اور قوم سید ہے، مجاوروں نے متعجب ہو کر کہا جھوٹ ہے۔ کیونکہ سید خوبصورت ہوتے ہیں اور تم کالے رنگ کے ہو۔ آپ نے فرمایا میں جھوٹ نہیں کہتا۔ انہوں نے کہا اگر تم سید ہو تو روضہ رسول کے سامنے کھڑے ہو کر پکارو۔ اگر روضہ شریف سے ندا آئی تو تمہارا قول تسلیم کر لیا جائے گا۔

مخدوم جہانیاں نے ان کے کہنے کے مطابق حق تعالیٰ کے حضور متوجہ ہو کر آنحضرت کے روضہ اقدس کے سامنے بڑے عجز و نیاز سے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہا۔

اسی وقت اندر سے آواز آئی۔ لبیک یا بنی! آنحضرت کی آواز سنتے ہی تمام مجاور آپ کے مرید ہو گئے۔

کئی سال کے بعد آپ پھر مدینہ شریف حاضر ہوئے تو مجاوروں نے پھر آپ کو گھیر لیا اور عرض کیا۔ آپ مہربانی فرما کر حسب سابق ہمیں ایک بار پھر کرم فرمائیے۔ آپ روضہ اقدس کے سامنے کھڑے ہوئے۔ عجز و نیاز سے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہا۔

ندا آئی۔ لبیک یا بنی! مخدوم نے باطن کے لیے بھی التجا کی۔ فرمان ہوا کہ ہندوستان میں ان علامتوں والا ایک آدمی ہے جس کا نام نصیر الدین ہے اس کے پاس جاؤ۔ یہ فرمان سن کر وہ ہندوستان روانہ ہوئے۔ اور چند روز حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کی خدمت میں رہ کر فیض باطنی سے سرفراز ہوئے۔

(مرآۃ العاشقین، ملفوظات حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی ص ۸۵، ۸۶ طبع سیال شریف)

سیدی عبدالجلیل مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پھر کچھ مدت کے بعد میں نے نبی پاک ﷺ کو خواب میں اپنے گھر کے ایک کمرے میں دیکھا کہ ہمارا گھر آپ کے نورانی چہرے سے جگمگا رہا ہے۔ پس میں نے تین مرتبہ دست بستہ عرض کیا:-

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

حضور! میں آپ کے پڑوس میں آپ کی شفاعت کی آس لگائے بیٹھا ہوں۔ سرکار نے میرا ہاتھ پکڑا اور مسکراتے ہوئے مجھے بوسہ دیا اور فرما رہے ہیں، ہاں خدا، ہاں خدا، ہاں خدا۔ اسی اثنا میں کیا دیکھتا ہوں کہ ہمارا ایک پڑوسی جو مر چکا ہے

مجھ سے کہہ رہا ہے تم سرکار کے خدمتگار مدح خواں ہو۔ میں نے اس سے کہا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا۔ اس پر وہ بولا، خدا کی قسم! تیرے اس وصف کا آسمان پر ذکر ہوا ہے اور نبی ﷺ خاموش مسکرا رہے تھے۔ اس پر میں خوشی خوشی بیدار ہو گیا۔

(سعادت دارین از علامہ نبہانی جلد اول ص ۳۷۵ طبع لاہور ۱۹۸۸ء)

شیخ احمد بن ثابت مغربی فرماتے ہیں کہ :-

ایک رات کو خواب میں میں نے رہبان یہود کی ایک جماعت کو دیکھا جو رسولوں اور ان کی رسالت پر تبادلہ خیال کر رہے تھے۔ پس انہوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کی رسالت پر یہ دلائل ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت پر یہ یہ دلائل ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر کیا دلیل ہے؟ میں نے ان سے کہا کہ حضور کی رسالت پر دلیل وحی ہے، نزول قرآن ہے۔ ان کے اشارے سے چاند کا شق ہو جانا ہے۔ درختوں کا انہیں سجدہ کرنا اور پتھروں کا انہیں سلام کرنا، جمادات کا ان کی وجہ سے کلام کرنا، اور زمین و آسمان کے مالک کا ان پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا ہے اور معجزہ تو اس مفہوم کو ادا کرتا ہے گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے جو کچھ پہنچانا تھا پہنچا دیا۔ ایک نے میری تصدیق کی لیکن باقیوں نے نہ تصدیق کی نہ تکذیب۔ اتنے میں ایک منادی کو اعلان کرتے دیکھا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کا دیدار کرنا چاہے وہ میرے ساتھ ہولے۔ پس میں بھی دوڑنے والوں کے ہمراہ دوڑ پڑا۔ ہم نے پانی کا ایک بہتا چشمہ دیکھا۔ جو دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ نبی اکرم ﷺ جبریل علیہ السلام کے ہمراہ وہاں تشریف فرما ہیں۔ میں نے عرض کیا:-

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ میں قریب ہوا اور سلام عرض کیا، فرمایا روح الامین جبریل علیہ السلام کو سلام کہو۔ میں نے ان کی خدمت میں بھی سلام عرض کیا۔ میں ان ہر دو حضرات کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا، میرے لیے دعا فرمائیں۔ دونوں نے میرے لیے دعا فرمائی۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اپنے دستِ اقدس کے ساتھ اس چشمے سے پانی پلا دیں۔ حضور نے اپنے دستِ اقدس سے مجھے تین چلو پانی پلایا۔ پھر میں نے جبریل علیہ السلام سے عرض کیا۔ آپ بھی مجھے دستِ اقدس سے پانی پلا دیں۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی حکم فرمایا کہ وہ مجھے پانی پلائیں۔ چنانچہ انہوں نے بھی مجھے پانی پلایا۔ ان میں سے ہر ایک کے دستِ اقدس سے پانی پیتے وقت میں اسی سرکار کی نیت کر لیتا تھا۔

پھر میں بیدار ہو گیا۔ مجھے اللہ سے امید ہے کہ ان دونوں حضرات تک مجھے پہنچائے گا۔ اللہ کی طرف سے ان ہر دو پر افضل ترین درود اور پاکیزہ تر سلام ہوں۔

(سعادت دارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین حصہ اول ص ۳۱۳ طبع لاہور ۱۹۸۸ء)

از علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہ

سیدی ابو المواہب شاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ بروز پیر ۲۳ شعبان المکرم کو چھ گھری مسجد میں صبح کی نماز پڑھ کر سو گیا۔ یہ مسجد مقام بولاق اور شباک کے درمیان واقع ہے۔ .... میں نے حضور علیہ السلام کو اپنے سرہانے بیٹھا دیکھا، میں نے عرض کیا۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ، السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ میں اپنے رب کا بندہ ہوں اور تم میرے غلام۔ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں، حضور! میں اس پر راضی ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم اس پر راضی ہو تو مجھ پر درود بھیجتے وقت کامل درود کیوں نہیں پڑھتے۔ میں نے عرض کیا اس کی حوالت کی وجہ سے۔ فرمایا جب درود و سلام پڑھو تو اول و آخر خواہ ایک بار ہو، بھیجا کرو۔ میں نے عرض کیا حضور! کامل درود کس طرح پڑھا کروں؟ فرمایا، یوں!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی

سیدنا ابراھیم و علیٰ آل سیدنا ابراھیمؑ و بارک علی سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد کما بارکت علی سیدنا ابراھیم و علیٰ آل سیدنا ابراھیم فی العالمین انک حمید مجید۔ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

(سعادت دارین از علامہ نبہانی جلد اول ص ۳۶۶ اردو طبع لاہور ۱۹۸۸ء)

شیخ احمد بن ثابت مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

اور درود و سلام کے فضائل میں سے جو میں نے دیکھے ہیں ایک یہ بھی ہے۔ کہ ایک شب کو میں نے خواب میں ایک منادی کو سنا جو اعلان کر رہا تھا۔ کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرنا چاہتا ہے ہمارے ساتھ دوڑے۔ پس میں منادی کے ہمراہ دوڑ پڑا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ اس کی طرف آرہے ہیں۔ ہم بھی ایک بالاخانے کی طرف رسول اللہ ﷺ کی جانب چل پڑے۔ میں دروازے کی بائیں طرف سے داخل ہونے لگا۔ لوگوں نے باآواز بلند کہا دائیں طرف سے جاؤ۔ مجھے دروازہ مل گیا۔ میں اندر داخل ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کے ہمراہ تشریف فرما ہیں۔ جب میں قریب ہوا تو میرے اور ان حضرات کے درمیان بادل حائل ہو گیا۔ اور مجھے کسی کا چہرہ نظر نہ آیا۔ میں نے کہا:-

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ صلی اللہ علیک وسلم تسلیماً و علیٰ آلک والرضا عن اصحابک واھل بیتک۔

یارسول اللہ کیا میری عادت آپ کے ساتھ ایسی ہی نہیں۔ اب میرے اور آپ کے درمیان دنیا کے پردے حائل ہو گئے ہیں، مجھے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ہم نے تمہیں دنیا اور اس کے اہتمام سے روکا تھا۔ اور تم پھر اسی اہتمام میں مصروف ہو۔ کافی دیر تک مجھے تنبیہ و توبیخ فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے دل میں کہا، میرے اور حضور کے درمیان جو پردہ حائل ہوا ہے یہ صرف میری بدبختی کی وجہ سے ہوا ہے۔ میں نے زاروقطار رونا شروع کر دیا اور عرض کیا یارسول اللہ! حضور! کیا آپ میرے ضامن نہیں؟ فرمایا تم جنتی ہو۔ پھر میں نے عرض کیا میں آپ کو خدائے بزرگ و برتر اور اسکی بارگاہ میں جو آپ کا مقام

ہے کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ اس پردہ کو جو میرے اور آپ کے درمیان حائل ہے، اٹھادے۔ پس وہ بادل تھوڑا تھوڑا ہو کر ختم ہونے لگا۔ یہاں تک کہ میں نے رسول پاک اور آپکے صحابہ کرام کی زیارت کی۔ میں سرکار سے لپٹ گیا اور عرض کیا، یارسول اللہ! کیا آپ میرے ضامن نہیں؟

۔ میں ڈوبا تو کہاں ہے؟ میرے شاہ لے خبر

فرمایا تو جنتی ہے اور فرمانے لگے ہم نے تمہیں کہا تھا کہ یہ اہتمام چھوڑ دو لیکن تم نے نہ چھوڑا۔ یہ بات سن کر میں جاگ پڑا۔ اللہ تعالیٰ سے اس کے نبی کریم ﷺ کے صدقے دعا ہے کہ ہمارا اہتمام اس چیز میں کر دے جس نے باقی رہنا ہے اور ہماری توجہ فانی سے ہٹا دے۔ بجاہ سیدنا و وسیلتنا الی ربنا سیدنا محمد ﷺ تسلیماً ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(سعادت دارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین جلد اول ۳۱۳ طبع لاہور)

ابن القیم جوزی (المتوفی ۷۵۱ھ) اپنی کتاب جلاء الافہام میں لکھتے ہیں:-

حضرت ابوبکر بن محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا تھا کہ اتنے میں شیخ المشائخ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ آئے ان کو دیکھ کر ابوبکر مجاہد کھڑے ہو گئے۔ ان سے معانقہ کیا اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ میرے سردار آپ حضرت شبلی علیہ الرحمۃ کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ اور تمام علماء بغداد یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ پاگل اور مجنون ہیں۔ انہوں نے فرمایا، میں نے وہی کیا جو حضور نبی کریم ﷺ کو کرتے دیکھا۔ پھر انہوں نے اپنا خواب بیان کیا کہ مجھے خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں شبلی علیہ الرحمۃ حاضر ہوئے تو نبی کریم ﷺ کھڑے ہو گئے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ آپ شبلی کے ساتھ ایسی عنایت فرماتے ہیں؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ہر نماز کے بعد لقد جاءکم رسول من...... آخر تک پڑھتا ہے

اور اس کے بعد مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب بھی فرض نماز پڑھتا ہے اس کے بعد یہ آیت شریفہ لقد جاءکم رسول من انفسکم پڑھتا ہے۔ اس کے بعد تین مرتبہ صلی اللہ علیک یا محمد۔ صلی اللہ علیک یا محمد۔ صلی اللہ علیک یا محمد (ﷺ) پڑھتا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے خواب کے بعد حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نماز کے بعد کیا پڑھتے ہیں تو انہوں نے یہی بتایا۔

(امام حافظ شمس الدین سخاوی (م ۹۰۲ھ) القول البدیع (عربی) مطبوعہ دکن ص ۱۷۲)

(ابن قیم جوزی ، جلاء الافہام مطبوعہ مصر ص ۲۵۸)

(مولانا محمد زکریا سہارنپوری ، فضائل درود شریف (تبلیغی نصاب) طبع لاہور ص ۱۱۸)

حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:-

مدینہ منورہ میں ایک خوش قسمت پٹھان ہے۔ جس کا نام مجھے بتانے کی اجازت نہیں۔ کیونکہ اس پٹھان نے مجھ سے حلف لیا تھا کہ زندگی تک اس کا نام نہیں بتاؤں گا۔ اس کے متعلق لوگوں نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے مواجہ شریف سے اپنا ہاتھ مبارک نکال کر اس سے مصافحہ کیا۔ دو تین آدمیوں کو دیکھا کہ اس پٹھان کے ہاتھ کو بوسہ دے رہے ہیں۔ اس سے دریافت کیا تو اس نے اقرار کیا کہ اس ناچیز پر کرم ہوا ہے۔ اور مجھ سے حلف لیا کہ میرا نام زندگی تک نہ بتانا۔ آپ نے اس کی ایک کرامت بھی بیان کی وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ موصوف پائینتی مبارک کی جانب سے درود مستغاث شریف (جس میں المستغاث الی حضرۃ اللہ تعالیٰ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کا بار بار تکرار آتا ہے) پڑھ رہا تھا۔ شرطی (سپاہی) نے روکا۔ رات کو شرطی کے پیٹ میں ایسا سخت درد ہوا کہ کوئی علاج مؤثر نہ ہوا۔ آخر پٹھان موصوف کے دم کرنے سے شرطی کو شفا کامل ہوئی۔ اسی دن سے کوئی شرطی اسے پائینتی مبارک سے درود مستغاث شریف پڑھنے سے نہیں روکتا تھا۔ اور وہ زور زور سے درود مستغاث شریف پڑھتا تھا۔

ملفوظات خواجہ خان محمد تونسوی (۱۹۷۹ء)

مرتبہ عبدالغفور سلیمانی ص ۳۹ مطبوعہ ملتان ۱۴۰۰ھ

صحابہ کرام، تابعین اور اولیاء کرام کے خودساختہ درود شریف

ان لعل دین خاموش کیوں۔۔؟

O--حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا درود

ان اللہ و ملائکتہٗ یصلون علی النبی الآیہ۔

اللّٰھم ربنا لبیک و سعدیک صلوٰت اللہ البر الرحیم والملٰئکۃ المقربین والصدیقین و الشھداء والصالحین وما سبح لک من شیٔ یا رب العالمین علیٰ محمد ابن عبداللہ خاتم النبیین و سید المرسلین و امام المتقین و رسول رب العالمین الشاھد البشیر الداعی الیک باذنک السراج المنیر و علیہ السلام۔

(الشفاء (اردو) حصہ دوم ص ۹۲ طبع لاہور از قاضی عیاض اندلسی مالکی م ۵۴۴ھ)

(مدارج النبوۃ حصہ دوم ص ۷۰۶ شیخ محقق م ۱۰۵۲ھ)

O--حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللّٰھم اجعل صلواتک و برکاتک و رحمتک علیٰ سید المرسلین و امام المتقین و خاتم النبیین محمد عبدک و رسولک امام الخیر و رسول الرحمۃ اللّٰھم ابعثہ مقاماً محموداً یغبطہ فیہ الاولون والاخرون۔

(الشفاء حصہ دوم ص ۹۲ طبع لاہور)

O--حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد سید العرب والعجم المبعوث علیٰ کافۃ الامم و صل یا رب آل محمد برحمتک یا ارحم الراحمین۔ (جواہر الاولیاء ص ۲۸۳ طبع اسلام آباد ۱۹۷۶ء)

تالیف: سید باقر بن سید عثمان بخاری اوچ

O--حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

اللّٰھم صل علی محمد عبدک و رسولک۔ (الشفاء حصہ دوم ص ۹۰ طبع لاہور)

O--حضرت امام حسین ابن علی رضی اللہ عنہما

اللّٰھم صل علیٰ محمد النبی الامی و آلہ وسلم۔ (جواہر الاولیاء ص ۲۶۹ طبع اسلام آباد ۱۹۷۶ء)

O--حضرت امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہما

اللّٰھم صل علیٰ محمد فی الاولین وصل علیٰ محمد فی الآخرین وصل علیٰ محمد الیٰ یوم الدین۔

(قول البدیع از علامہ سخاوی م ۹۰۲ھ ص ۵۰ طبع سیالکوٹ)

○-- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اللّٰھم تقبل شفاعۃ محمد الکبریٰ و ارفع درجتہ العلیاء واعطہ سؤلہ فی الآخرۃ والاولیٰ کما اتیت ابراھیم و موسیٰ۔ (اسنادہ جید، قوی صحیح) (قول البدیع ص ۳۶ طبع سیالکوٹ)

○-- امام حسن بصری علیہ الرحمۃ

اللّٰھم صل علیٰ محمد و علی آلہ و اصحابہ و اولادہ و ازواجہ و ذریتہ و اھل بیتہ و اصھارہ و انصارہ و اشیاعہ و محبیہ و امتہ معھم اجمعین۔ (الشفاء حصہ دوم ص ۵۳ طبع لاہور)

(قول البدیع ص ۴۷ طبع سیالکوٹ)

○-- حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

اللّٰھم صل علیٰ ابدا افضل صلوٰتک علیٰ سیدنا محمد عبدک و رسولک النبی الامی وآلہٖ وسلم۔

(جواہر الاولیاء ص ۲۶۷ طبع اسلام آباد)

○-- شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ

اللّٰھم صل وسلم علیٰ حبیبک و قریبک و نبیک و مظھر ربوبیتک و مثال حضرتک وتمثال قدرتک روح القدس معطی الحیاۃ و الفضیلۃ بامرک بکثیر العوالم مفیض نواطق النفوس صاحب الظفر والتعالی شموس نورک۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۳۶۸ طبع لاہور ۱۳۹۲ھ)

○-- محدث شمس الدین محمد جزری (م ۸۳۳ھ) کا خود ساختہ درود

صلی اللہ علیہ وسلم و علیٰ آلہ وصحبہ صلوٰۃ تکون عن النار تمم الجنۃ وسلم و شرف و کرم۔

(دستان المحدثین ص ۱۲۹ طبع کراچی)

○-- محدث ابن الامام تقی الدین عسقلانی (م ۷۴۵ھ) کا خود ساختہ درود

صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ الاتقیاء البررۃ صلوٰۃ ھی لنا فی القیامۃ مدخرۃ وسلم تسلیماً کثیراً و شرف و مجد و عظم و کرم۔ (دستان المحدثین ص ۱۵۰ طبع کراچی)

○-- محدث ابو منصور عبدالخالق بن زاہر بن طاہر الشحامی (م ۵۴۹ھ) کا خود ساختہ درود

الصلوٰۃ والسلام علی المفضل علی جمیع خلقہ محمد و آلہ الطیبین وصحبہ الطاھرین۔

(دستان المحدثین ص ۱۹۳ طبع کراچی)

○-- محدث جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) کا خود ساختہ درود

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ الذین جعل حبھم لنا الایمان و منطقۃ الفوز۔

(دستان المحدثین ص ۲۰۶ طبع کراچی)

○-- صاحب معجم اسماعیل (محدث) کا خود ساختہ درود

وصلی اللہ علی نبیہ محمد نبی الرحمۃ والرسالۃ و علیٰ آلہٖ وسلم کثیراً۔

(دستان المحدثین ص ۹۱ طبع کراچی)

○-- حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

الصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین و علیٰ آلہ الطاھرین۔

(مکتوب نمبر ۲۰۰ ص ۴۴۳ مکتوبات جلد اول حصہ سوم طبع کراچی ۱۹۷۷ء)

○-- حضرت سید محمد رفاعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

اللّٰھم صل و سلم علی سیدنا محمد الذی جمعت بہ شتات النفوس و بیتک الذی جلوت بہ ظلام القلوب و حبیبک الذی الحرتہ علیٰ کل حب۔ (جواہر الاولیاء ص ۲۸۲ طبع اسلام آباد ۱۳۹۶ھ)

○-- حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا خود ساختہ درود اور اسکی فضیلت

عبداللہ بن حکم کہتے ہیں :- میں نے خواب میں شافعی علیہ الرحمۃ کو دیکھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا: مجھ پر رحم کیا اور مجھے بخش دیا اور مجھے بہشت کے لیے یوں آراستہ بنایا جیسے عروس (دلہن) کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ اور میرے اوپر یوں نچھاور کیا جیسے دلہن پر کیا کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ اس درجہ کو کیوں کر پہنچ گئے؟ کہا مجھ سے ایک قائل نے کہا تھا کہ کتاب الرسالہ میں جو درود نبی ﷺ پر لکھا ہے اس کا عوض یہ ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیوں کر ہے۔ فرمایا: وہ لفظ یہ ہیں :-

وصلی اللہ علی محمد عدد ما ذکرہ الذاکرون و عدد ما غفل عن ذکرہ الغافلون۔

خط کشیدہ درود شریف حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ کا خود ساختہ ہے۔

جناب ابن لعل دین بجدی بتائیں کہ امام شافعی بدعتی تھے یا اہلسنت؟

(جلاء الافہام از ابن قیم ص ۲۲۸ طبع لاہور ۱۹۷۷ء اردو ترجمہ مولوی محمد سلیمان منصورپوری)

(جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۳۵۰ طبع لاہور ۱۳۹۲ھ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی م ۱۰۵۲ھ)

(قول البدیع ص ۲۵۴ طبع سیالکوٹ)

○-- علامہ محدث طبرانی علیہ الرحمۃ کا خود ساختہ درود اور اسکی فضیلت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس درود شریف کو محدث طبرانی نے خود انشاء کیا ہے۔ یعنی یہ درود ان کا خود ساختہ ہے۔

اللھم لک الحمد بعد ومن حمدک ولک الحمد بعد ومن لم یحمدک ولک الحمد کما تحب ان تحمد اللھم صل علی محمد بعد ومن صل علیہ و صل علی محمد بعد ومن لم یصل علیہ و صل علی محمد کما تحب ان تصلی علیہ۔

علامہ طبرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :--ان الفاظ درود پاک کو انھوں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کے سامنے پڑھا۔ حضور ﷺ نے اس درود پاک کو سن کر تبسم فرمایا حتیٰ کہ آپ کی کچلیاں کھل گئیں اور آپ کے ثنایا مبارک سے نور ظاہر ہونے لگا۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۳۶۵ طبع لاہور ۱۳۹۲ھ)

○--ایک خود ساختہ درود شریف اور اسکی قبولیت

اللھم صل علی محمد وعلی آلہ محمد صلاۃ انت لھا اھل و ھو لھا اھل و بارک وسلم۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس درود پاک کو حسن قبول اور شرف قبولیت حاصل ہے۔ ایک بزرگ مدینہ منورہ میں زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور اپنی مدت اقامت میں انھوں نے اس درود پاک کا ورد رکھا۔ جب وہ مدینہ منورہ سے رخصت ہونے لگے تو حضور ﷺ نے ان سے (خواب میں) فرمایا کہ چند دن تم یہاں اور ٹھہرو کیونکہ تمہارا یہ درود پڑھنا ہمیں بہت پسند آیا ہے۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۳۶۷ طبع لاہور ۱۳۹۲ھ)

○--حضرت شاہ عبدالرحیم (م ۱۱۳۱ھ) والد گرامی حضرت شاہ ولی اللہ کا خود ساختہ درود

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

امرنی سیدی الوالد بھذہ من الصلوۃ علی النبی ﷺ "اللھم صل علی محمدن النبی الامی و آلہ و بارک وسلم" قال قرأتھا فی المنام علی النبی الامی ﷺ فاستحسنھا۔

(الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین ص ۳۵ از حضرت شاہ ولی اللہ طبع لائل پور ۱۹۷۰ء)

ترجمہ :- والد محترم نے مجھے حکم دیا کہ درود شریف اس صیغہ سے پڑھا کروں۔ "اللھم صل علی محمدن النبی الامی و آلہ و بارک وسلم" میرے والد گرامی نے فرمایا کہ یہ درود شریف میں نے خواب میں پڑھا تو حضور ﷺ نے اس کو پسند فرمایا۔

○--حضرت شبلی علیہ الرحمۃ کا خود ساختہ درود اور اسکی فضیلت

ابوبکر محمد بن عمر سے روایت ہے کہ میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ شبلی آئے۔ ابوبکر کھڑے ہو گئے، معانقہ کیا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ میں نے کہا اے میرے سردار! آپ شبلی کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں حالانکہ آپ اور تمام بغداد کے باشندے خیال کرتے ہیں کہ وہ دیوانہ ہے۔ کہا میں نے

اس کے ساتھ وہ کیا جو نبی ﷺ کو کرتے دیکھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ شبلی سامنے آئے آپ کھڑے ہو گئے اور اس کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ شبلی کے ساتھ ایسی عنایت فرماتے ہیں۔ فرمایا: یہ نماز کے بعد لقد جاءکم رسول من انفسکم آخر تک پڑھا کرتا ہے۔ اور پھر درود مجھ پر پڑھتا ہے۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ اس نے کوئی فرض نہیں پڑھی لیکن اس کے آخر میں "لقد جاءکم رسول من انفسکم" آخر سورۃ تک پڑھا اور تین دفعہ "صلی اللہ علیک یا محمد ﷺ" پڑھا۔ ابوبکر محمد بن عمر کہتے ہیں کہ میں پھر شبلی کے پاس گیا اور پوچھا نماز کے بعد کیا ذکر کرتے ہو تو انھوں نے ایسا ہی بیان کیا۔

(جلاء الافہام از حافظ ابن قیم ۷۵۱ھ، ص ۲۵۸ طبع لاہور ۱۹۷۶ء ۱۳۹۶ھ اردو ترجمہ۔ مولوی قاضی محمد سلیمان منصور پوری)

(قول البدیع از علامہ سخاوی م ۹۰۲ھ (عربی) مطبوعہ دمشق۔ ص ۱۷۲)

○--محدثین کرام کا خود ساختہ درود شریف اور اسکی قبولیت

(۱)۔۔ امام بخاری (م ۲۵۶ھ) علیہ الرحمۃ

(۲)۔۔ امام مسلم (م ۲۶۱ھ) علیہ الرحمۃ

(۳)۔۔ امام ترمذی (م ۲۷۹ھ) علیہ الرحمۃ

(۴)۔۔ امام ابوداؤد (م ۲۷۵ھ) علیہ الرحمۃ

(۵)۔۔ امام ابن ماجہ (م ۲۷۳ھ) علیہ الرحمۃ

(۶)۔۔ امام نسائی (م ۳۰۳ھ) علیہ الرحمۃ

و دیگر محدثین کرام کا یہ طریقہ کار ہے کہ وہ حدیث رسول نقل کرتے وقت حضور سید عالم ﷺ کے اسماء گرامی کے ساتھ "ﷺ" لکھتے ہیں۔ یہ درود و سلام نبی اکرم ﷺ سے ثابت نہیں بلکہ یہ محدثین کا خود ساختہ ہے۔

○--درود و سلام "ﷺ" کی فضیلت

امام جلال الدین سیوطی اپنی کتاب "جمع الجوامع" کے دیباچہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حفص بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ میں نے ابوزرعہ (محدث) کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ آسمان دنیا پر فرشتوں کی امامت کرا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ تم نے یہ رتبہ کس عمل سے پایا؟ تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ہزار ہا حدیث لکھی ہیں۔ اور میں نے ہر حدیث میں "عن النبی ﷺ" کہا تھا۔ اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ من صلی علی صلاۃ صلی اللہ علیہ عشراً۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۲۳۱ طبع لاہور ۱۳۹۲ھ)

○--حسن بن محمد نے امام احمد بن حنبل کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا: اے ابو علی! کاش تو دیکھے کہ جو صلوٰۃ ہم نے نبی ﷺ پر کتاب میں لکھی تھی۔ وہ ہمارے آگے کیسی روشن اور نورانی ہو رہی ہے۔

(جلاء الافہام ابن قیم ص ۲۷ طبع لاہور ۱۹۷۶ء)

○--ابوالحسن بن علی میمونی کہتے ہیں۔ کہ میں شیخ ابو علی حسن بن عیینہ کو موت کے بعد خواب میں دیکھا ان کی ہاتھوں کی انگلیوں پر کوئی چیز سبز یا زعفرانی رنگ سے لکھی ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا کہ اے استاد! میں آپ کی انگلیوں میں ایک شے تحریر دیکھتا ہوں۔ یہ کیا ہے؟ اے لڑکے! یہ طفیل ہے حدیث رسول ﷺ کے لکھنے کا۔ اور یہ طفیل ہے حدیث میں لفظ "ﷺ" لکھنے کا۔ (جلاء الافہام ص ۲۳۷)

○--محمد بن ابو سلیمان کہتے ہیں:- میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے پوچھا پیارے باپ خدا تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا مجھے بخش دیا۔ میں نے کہا کیونکر؟ کہا نبی ﷺ پر درود لکھنے کے باعث۔ (جلاء الافہام ص ۲۳۸)

○--سفیان بن عیینہ نے کہا مجھ سے خلف صاحب خلقان نے روایت کیا ہے کہ میرا ایک صدیق (ساتھی) تھا۔ میرے ساتھ طلب حدیث کیا کرتا تھا۔ وہ مر گیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا اس پر سبز پوشاک تھی۔ وہ اس کشاں چلتا تھا۔ میں نے کہا تو میرے ساتھ حدیث طلب نہ کیا کرتا تھا؟ کہا ہاں! میں نے کہا۔ پھر تو اس درجہ پر کیونکر پہنچ گیا۔ کہا جو ایسی حدیث آتی جس میں نبی ﷺ کا اسم گرامی ہوتا میں اس کے نیچے ﷺ لکھ دیا کرتا تھا اس کا بدلہ یہ ہے کہ جو تم میرے اوپر پوشاک دیکھ رہے ہو۔

(جلاء الافہام ص ۲۳۸ طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

وہابیہ نجدیہ کے خود ساختہ (بناوٹی) درود

○--محمد بن عبدالوہاب نجدی کا خود ساختہ درود

صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین۔ (کتاب التوحید ص ۲۳۰، طبع کویت)

○--قاضی محمد سلیمان منصور پوری کا خود ساختہ درود

افضل صلوتہ و سلامہ و تحیاتہ الطیبات المبارکات و اکرامہ علی رسولہ و حبیبہ و صفوتہ محمد الامین خاتم النبین و سید المرسلین و صلی اللہ علیہ و آلہ الطیبین الطاہرین۔

(شرح اسماء الحسنیٰ ص ۹ طبع لاہور ۱۹۷۵ء / ۱۳۹۵ھ)

○--عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز مفتی اعظم سعودی عرب کا خود ساختہ درود

صلی اللہ علی نبینا محمد و آلہ و صحبہ۔

(عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ تالیف شیخ محمد صالح مقدمہ عبدالعزیز بن عبداللہ ص ۹ طبع راولپنڈی ۱۴۰۶ھ)

○--شیخ محمد الصالح العثیمین سعودی عرب کا خود ساختہ درود

صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و من تبعھم باحسان الی یوم الدین۔

(عقیدہ اہل السنۃ و الجماعۃ ص ۱۰)

○--الشیخ عبدالرحمن بن حسن آل الشیخ (م ۱۲۸۵ھ) کا خود ساختہ درود

صلی اللہ علیٰ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہم اجمعین۔

(قرۃ العیون الموحدین ص ۱۹۷ جلد دوم)

○--حافظ ابن قیم کا خود ساختہ درود

صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ وسلم۔

(النار المنیف ص ۱۵۵ طبع بیروت ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء)

○--ابن تیمیہ کا خود ساختہ درود

و صلاتہ و سلامہ علیٰ محمد خاتم النبین و آلہ و صحبہ اجمعین۔

(فتاویٰ الحمویہ الکبریٰ ص ۹۹ طبع لاہور)

○--قاضی محمد سلیمان کا دوسرا خود ساختہ درود

فصلی اللہ علیہ و بارک وسلم و علیٰ آلہ و ازواجہ و خلفاء واصحابہ صلوۃ دائماً سرمداً۔

(رسالہ عشرہ از قاضی محمد سلیمان ص ۳ طبع سانگلہ ہل ۱۹۷۲ء)

○--مولوی عبدالسلام بستوی دہلوی کا خود ساختہ درود

الصلوٰۃ والسلام علی جمیع الانبیاء و سید المرسلین۔ (اسلامی تعلیم ص ۸۳۰ طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

○--نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کا خود ساختہ درود

الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ و خاتم الانبیاء محمد الذی اصطفاہ سائر العرب و العجم و علی آلہ واصحابہ۔

(الشمامۃ العنبریہ من مولد الخیر البریہ ص ۲ طبع بھوپال ۱۳۰۵ھ)

○--سید بدیع الدین سندھی وہابی کا خود ساختہ درود

الصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و علی آلہ وصحبہ اجمعین۔

(مقدمہ ہدایۃ المستفید ص ۱۹ طبع لاہور)

○-- عبدالوہاب نجدی کا دوسرا خود ساختہ درود

الصلوٰۃ والسلام علی نبینا محمد الامین وعلی آلہ وصحبہ والتابعین۔

(تحفہ وہابیہ (دوسرا رسالہ محمد بن عبدالوہاب) ص ۵۹ طبع امرتسر ۱۹۲۴ء)

○-- محمد بن عبدالوہاب نجدی کے استاد محمد حیات سندھی (م ۱۱۶۳ھ) کا خود ساختہ درود

وصل وسلم علی من لہ خلق عظیم و علی آلہ و اصحابہ الذین ہدیتھم الدین القویم۔

(درۃ فی اظہار غش نقد الصرۃ از حیات سندھی ص ۳ طبع کراچی ۱۳۲۲ھ)

○-- احسان الٰہی ظہیر کا خود ساختہ درود

الصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ و صحبہ

(مرزائیت اور اسلام ص ۱۲ طبع لاہور ۱۹۸۶ء)

○-- مولوی محمد اسماعیل سلفی وہابی کا خود ساختہ درود

الصلوٰۃ والسلام علی سید الخلق محمد خاتم النبین و علی اصحابہ و آلہ الخ

(حجیت حدیث ص ۱۵ طبع لاہور ۱۹۸۱ء / ۱۴۰۱ھ)

○-- مولوی عبدالجبار غزنوی امرتسری کا خود ساختہ درود

اصلی واسلم علی نبیہ خیر الوری ۔ (سوانح عمری مولوی عبداللہ غزنوی از عبدالجبار غزنوی ص ۱ طبع لاہور)

○-- مولوی محمد بشیر سوانی غیر مقلد وہابی کا خود ساختہ درود

الصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ اجمعین۔

(البرہان العجاب ص ۲ طبع دہلی ۱۳۰۳ھ طبع کبیر والہ (ملتان))

محمد اقبال کیلانی کا خود ساختہ درود

مولوی عبدالسلام بستوی کا درود شریف

والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد نبی ...

"الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" کو درود تسلیم کرنا

(یہ علیحدہ بات ہے کہ پاکستان میں پڑھا جائے یا صرف روضہ انور پر)

(موصوف لکھتے ہیں۔) اس کے بعد اگر کسی نے رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کرنے کی درخواست کی ہے تو اس کی طرف سے سلام کا پیغام پہنچادو۔ اگر تم عربی جانتے ہو تو عربی میں ورنہ اردو میں۔ مثلاً راقم الحروف نے تم سے اپنا سلام دربار رسالت میں پہنچانے کی درخواست کی ہے تو یوں کہو: "الصلوٰۃ والسلام علیک

یا رسول اللہ من عبدالسلام بن یار علی بستوی بعدد معلومات اللہ تعالیٰ" آپ سلام کو سن کر جواب دیتے۔

(اسلامی تعلیم ص ۸۲۶ از مولوی عبدالسلام بستوی طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

اعتراض :- شرکیہ نعتوں میں مختلف قسم کے جدید "اردو درود" بھی پڑھتے ہیں۔ روزانہ لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں درود پڑھنا کس طرح ممکن ہے اس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمایئے۔

اے ہمارے پیارے اللہ ہمارے سردار محمد مصطفیٰ ﷺ پر

اتنے درود بھیج جتنے بارش کے قطرے ہیں۔

اتنے درود بھیج جتنے درختوں کے پتے ہیں۔

اتنے درود بھیج جتنے ریت کے ذرے ہیں۔ الخ

(میٹھی میٹھی سنتیں یا .... ص ۲۰۷)

الجواب :- عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے پاس گئے جس نے اپنے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں رکھی ہوئی تھیں۔ اور ان کے ساتھ تسبیح پڑھ رہی تھی۔ آپ نے فرمایا میں تجھے وہ چیز بتاتا ہوں جو اس سے بھی آسان یا افضل ہے۔ فرمایا کہ :- "سبحان اللہ عدد ما خلق فی السماء و سبحان اللہ عدد ما خلق فی الارض و سبحان اللہ عدد ما خلق بین ذلک و سبحان اللہ عدد ما ھو خالق" ۔ الخ

(○ کتاب الاذکار از علامہ نووی ص ۹۷ جلد اول طبع کراچی عربی - اردو)

(○ ترمذی - ص ۶۸۳ جلد دوم (مترجم) طبع لاہور)

(○ ابو داؤد ص ۵۵۳ جلد اول طبع لاہور (مترجم))

اہل سنت اس حدیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے حضور یوں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

اے ہمارے پیارے اللہ ہمارے سردار محمد مصطفیٰ ﷺ پر

اتنے درود بھیج جتنے بارش کے قطرے ہیں۔

اتنے درود بھیج جتنے درختوں کے پتے ہیں۔

اتنے درود بھیج جتنے ریت کے ذرے ہیں۔ الخ

نیز درج ذیل درود شریف ہمارے مؤید ہیں۔

○-- حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ کا درود

عبداللہ بن حکم کہتے ہیں۔ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے

آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا: مجھ پر رحم کیا اور مجھے بخش دیا اور مجھے بہشت کے لیے یوں آراستہ کیا جیسے عروس (دلہن) کو آراستہ کیا کرتے ہیں اور میرے اوپر یوں نچھاور کیا جیسے دلہن پر کیا کرتے ہیں۔ میں نے کہا آپ اس درجہ کو کیونکر پہنچ گئے۔ کہا مجھ سے ایک قائل نے کہا تھا کہ کتاب الرسالہ میں جو درود نبی ﷺ پر تم نے لکھا ہے۔ اس کا عوض ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیونکر ہے؟ فرمایا وہ لفظوں یوں ہیں "وصلی اللہ علی محمد عدد ما ذکرہ الذاکرون۔ الخ"

(جلاء الافہام ص ۲۳۸ طبع لاہور ۱۹۷۷ء از ابن قیم)

یعنی درود ہوں اللہ کے محمد ﷺ پر جتنے کے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے ہیں۔

○--حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِی عِلْمِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔۔۔ الخ

یا اللہ درود بھیج ہمارے سردار محمد ﷺ پر اس تعداد کے مطابق جو اللہ کے علم میں ہیں۔

(افضل الصلوات ص ۱۳۹ طبع بیروت از علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ)

○--علامہ سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

افضل صلاتك و ازكى بركاتك كلما ذكر الذاكرون و غفل عن ذكرك الغافلون عدد الشفع والوتر و عدد كلماتك التامات المباركات و عدد خلقك و رضى نفسك وزنة عرشك و مداد كلماتك ، صلوٰة دائمة بدوامك۔ (القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع ص ٦٠ طبع سیالکوٹ)

یعنی (نبی کریم ﷺ) پر رحمت کاملہ اور برکتیں اور رحم فرما ان کے ساتھ جو تیرا درود سب سے افضل ہے۔ .... جوڑے اور طاق عدد کے برابر، تیرے مکمل اور بابرکت کلمات کے برابر، اور تیری مخلوق کی تعداد کے برابر۔ الخ

دامن کو ذرا دیکھ!

○--مولوی محمد اسماعیل دہلوی

الٰہی ہزاروں درود و سلام
تو بھیج ان پر اور انکی امت پہ عام

(پیام ڈائجسٹ رسول نمبر ماہ نومبر ۱۹۷۳ء جلد ۱ ص ۱۰۶)

○--مولوی ثناء اللہ امرتسری

سلام اس نور رب العالمین پر + سب اس کی آل و اصحاب دین پر

(ترک اسلام ص ۸٦ مصنفہ مولوی ثناء اللہ امرتسری)

سلام اس پر جو مصطفیٰ ہو کے آیا + وہ بندوں میں بندہ بڑا ہو کے آیا

(شمع توحید، مصنفہ مولوی ثناء اللہ امرتسری)

اور اصحاب محمد پہ سلام + ہو میری جانب سے ہر دم صبح و شام

(نور توحید، مصنفہ مولوی ثناء اللہ امرتسری)

○--مولوی محمد اسماعیل دہلوی کے پیر و مرشد سید احمد

السلام ای نور رب العالمین + السلام اے محیط روح الامین
السلام ای صدر بدر دوجہاں + السلام ای فیض بخش انس وجاں
السلام ای بادشاہ مرسلاں + السلام اے قبلۂ ساجداں
السلام ای نائب پروردگار + السلام ای قاسم جنات و نار
السلام اے مصطفیٰ ای مجتبیٰ + السلام ای مقتدیٰ ابدا
السلام اے سید عالی نسب + السلام ای معدن علم و ادب

در پذیر ای شاہ دین زین مقام
صد درود و صد نیاز و صد سلام

السلام ای فرش تو عرش عظیم + السلام ای مسکنت خلد و نعیم
السلام ای شاہد رب جلیل + السلام ای قاصد تو جبریل
السلام ای آفتاب اصفیا + السلام ای منبع صدق و صفا
السلام ای ماحی کفر و فساد + السلام ای سرور خیر العباد
السلام ای ناظم اقلیم دین + السلام ای وارث خلد بریں
السلام ای سرور باغ سروری + السلام ای عزت پیغمبری
السلام ای پیشوای متقین + السلام ای مرشد دنیا و دیں
السلام ای عالم علم خدا + السلام ای شافع روز جزا

السلام ای داور دین السلام

السلام ای یاور دین السلام

(مخزن احمدی، مصنفہ سید محمد علی، ص ۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵ طبع آگرہ ۱۲۹۹ھ)

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی!

حجاز میں نجدیوں کی طرف سے مسٹر گاندھی ہندو پر سلام

سلام الخلیل یا غاندی + وھذا الزھر من عندی

(الترجمۃ الاعدادیہ الجزء الثانی ص ۲۳۵ جواہر حیات صلوٰۃ ص ۲۰۶ طبع لاہور ۱۹۸۵ء)

روزنامہ جنگ ۲۹ ستمبر ۱۹۵۶ء کا تبصرہ

سرزمین حجاز کے دارالخلافہ ریاض میں بھارتی وزیراعظم مسٹر نہرو کے استقبال پر "مرحبا رسول السلام" جیسے ننگ اسلام اور اسلام سوز قسم کے نعرے لگائے گئے۔ ان سے نہ صرف یہ کہ مسلمانان عالم کے دینی جذبات وغیرت کو ناقابل برداشت صدمہ پہنچا ہے بلکہ متولی حرمین شریفین کی اس مواحدانہ دین داری کا بھی پول کھل گیا ہے۔ جس کا سارے عالم اسلام میں ڈنکا پیٹا جا رہا ہے۔ اس سے قطع نظر کہ سرزمین توحید اور گہوارہ اسلام میں ایک صنم پرست بلکہ منکر خدا اور اللہ کے باغی کو دعوت تکریم دینا اور جوار رسول میں بسنے والے موحدین مردوں اور عورتوں سے خیر مقدم و استقبال کرانا پاسبان حرم کے لئے کہاں تک زیب دیتا ہے۔ خود یہ بات بھی اپنی جگہ انتہائی شرمناک اور غیر اسلامی ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو کے لئے "رسول السلام" جیسے اصطلاحی لفظ استعمال کئے جائیں۔ الخ

لفظ "رسول" اسلام اور قرآن کریم کی مخصوص اصطلاح ہے جس کی حیثیت شعائر اللہ اور شعائر اسلام کی سی ہے۔ جیسے قرآن، مسجد حرام، مسجد اقصیٰ وغیرہ قسم کے بے شمار الفاظ اسلامی شعائر ہیں جو اپنے لغوی معنوں سے نکل کر اصطلاحی معنی کے لئے خاص ہو گئے ہیں۔ اب ان الفاظ کو لغوی معنی میں استعمال کرنا بالخصوص ان لوگوں کی طرف سے جن کو عربی زبان کے استعمال کرنے کے لئے حدود دین کا پاس رکھنا ضروری ہے۔ قطعاً حرام ہے۔ بلکہ شعائر اللہ کی کھلی ہوئی بے حرمتی ہے۔

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی الخ

اگر اللہ کے باغی کے احترام میں آج ناموس رسول کو یہ کہہ کر بھینٹ چڑھایا گیا ہے کہ رسول کے معنی قاصد کے ہیں تو آئندہ تمام شعائر اسلام کی حرمت بھی باقی نہ رہ سکے گی۔

پھر سلامتی اور امن کا استعمال بھی کس قدر حیا سوز اور عزت کش ہے کہ جس ملک میں آئے دن خون مسلم سے ہولی کھیلی جاتی رہی ہو وہ قاصد امن تو کیا ہوتا اس میں امن وسلامتی کا ادنیٰ شائبہ بھی موجود نہیں۔ خدا کی شان ہے کہ مردم خور درندوں کو قاصد امن کے لقب سے یاد کیا جائے۔

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں   جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ہم آخر میں پاسبان حرم سے صاف طور پر یہ کہہ دینا چاہتے ہیں کہ حرمین شریفین مسلمانان عالم کی امانت ہے اور پاسبانوں کی طرف سے ناموس رسول کی بے حرمتی کبھی برداشت نہیں کی جا سکتی۔

(جنگ کراچی)

مرزائیوں کا وہابیوں سے سوال

الفرقان ربوہ فروری ۱۹۵۷ء

ایک مذہبی سوال لفظ رسول کے استعمال کے متعلق ہے۔ آج تو اہل حدیثوں کو یہ تاویل سوجھ آ رہی ہے کہ رسول کے معنی قاصد کے ہوتے ہیں۔ مگر جب بانی سلسلہ احمدیہ نے رسول کے معنی مامور اور تابع شریعت امتی نبی کے پیش کئے تھے تو یہی مولوی شور مچاتے تھے کہ یہ شرعی اصطلاح ہے۔ اس لفظ کے اطلاق کے معنی یہ ہیں کہ یہ شخص نئی شریعت لانے کا مدعی ہے۔ اگر اس موقعہ پر اہل حدیثوں کو ہی لفظ رسول کی وسعت کا احساس ہو جائے اور وہ اپنی غلطی کو مان جائیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ اہل نجد کی غلطی مفید ہی ثابت ہوتی ہے۔ (الفرقان ربوہ)

اب ہم آخر میں اس سلسلہ کی آخری کڑی ماہنامہ نقاد کراچی کا نہایت دلچسپ اور طنز و مزاح سے بھرپور اور نہایت اہم تبصرہ پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

ماہنامہ نقاد کراچی بابت ماہ نومبر ۱۹۵۶ء

قاطع بدعات و مٹانی مقلد (ابن) عبدالوہاب نجدی محافظ الحرمین الشریفین جلالت الملک شاہ سعود کے نام

فدائیان رسول و عالمیان اسلام کا پیغام

جلالت الملک! اللہ آپ کو محبت رسول دے۔ خدا معلوم آپکو معلوم ہے یا نہیں کہ ہندوستان

کے دس کروڑ مسلمانوں نے ۱۹۴۷ء میں پاکستان کے نام سے ایک الگ ملک بنا لیا تھا۔ اس نوزائیدہ ملک کے بنتے ہی دشمنانِ اسلام و مسلمین نے مسلمانانِ ہند کو اپنے نرغے میں لے لیا تھا اور پھر ان کا قتلِ عام شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ ہندوستان سے مظلوم مسلمانوں نے اپنے آبائی وطن اور گھروں سے بھاگ بھاگ کر مرتے گرتے نہ جانے کیا کیا مصائب برداشت کرنے کے بعد پاکستان میں سکونت اختیار کر لی۔ لیکن اس کے بعد اب بھی ہندوستان میں ساڑھے چار پانچ کروڑ مسلمان موجود ہیں۔ جہاں نہ ان کی جانیں محفوظ ہیں نہ ان کی عورتوں کی عصمتیں۔

لیکن اے کلید بردارِ حرم!

جب آپ پچھلے دنوں ہندوستان کے سرکاری دورے پر آئے تو ان حالات کے باوجود آپ نے ہندوستانی حکومت کو یہ سندِ شاہی عطا فرما دی کہ میں بحیثیت محافظ حرمین شریفین اس بات سے مطمئن ہوں کہ ہندوستان میں مسلمان امن و سکون سے ہیں اور ان کی جانیں محفوظ ہیں وغیرہ وغیرہ۔

یقین کیجئے شاہ! آپ کی اس سندِ شاہی کی تشہیر کے بعد ہمیں محمد شاہ رنگیلے کے فرامین بے ساختہ یاد آ گئے تھے اور ہم یہ بھی سمجھ گئے تھے کہ ترک کی مسلمان قوم آپ اور آپ کی حکومت سے کیوں غیر مطمئن رہی ہے۔

اس واقعہ کے بعد آپ نے ایک غیر مسلم سربراہِ مملکت کو سرزمین حجاز مقدس کے سرکاری دورے کی دعوت دی اور ۲۴ ستمبر ۱۹۵۶ء کو بھارت کے وزیرِاعظم پنڈت جواہر لعل نہرو جب آپ کے دارالخلافہ ریاض پہنچے تو آپکی حکومت کے اکٹھے کیے ہوئے عوام نے یا رسول السلام نہرو کے شرمناک نعروں سے استقبال کیا تھا۔ اس استقبال کرنے والوں میں عرب کے وہ قبائلی بدو اور عورتیں بھی شریک کے گئے تھے جو کسی دشمنِ اسلام فرد یا قوم کے لیے اپنے دلوں میں جذباتِ احترام نہیں رکھتے۔ پھر سب سے بڑا اجتہاد جو آپ جیسے "قاطع بدعات" نے کیا وہ یہ تھا کہ عرب کی خواتین کو غیر محرموں کے انبوہ کثیر میں لا کر ان سے ایک غیر محرم غیر مسلم شخص کا استقبال سرزمین حجاز پر "رسول" جیسے مقدس و متبرک خطاب سے کرایا۔

عسائیوں کی قبروں پر پھول

سعودی عرب کے وزیر دفاع امیر فہد ابن سعود نے جو شاہ سعود کے ہمراہ امریکہ آئے ہیں۔ کل امریکہ کے پہلے صدر جارج واشنگٹن کی قیام گاہ کی سیر کی اور جارج واشنگٹن کی قبر پر پھول چڑھائے۔ (کوہستان ۲ فروری ۱۹۵۷ء)

اور پھر ایک گمنام سپاہی کی قبر پر پھول چڑھائے۔ (نوائے وقت ۳ فروری ۱۹۵۷ء)

گاندھی کی مڑھی پر پھول:۔ امیر فیصل ۱۹۵۵ء میں ہندوستان پہنچے تو قیام کے دوران ڈاکٹر راجندر پرشاد، ڈاکٹر رادھا کرشن اور پنڈت نہرو سے ملاقاتیں کیں اور راج گھاٹ پر مہاتما گاندھی کی سمادھ پر پھول چڑھائے گئے۔

(نوائے وقت لاہور ۱۱ مئی ۱۹۵۵ء بحوالہ "پھول نے کانٹے" از صائم چشتی ص ۲۵۳-۲۵۲ طبع لائل پور ۱۹۶۹ء)

محبوب کبریا ﷺ کی مخالفت

عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہما قال قال النبی اللّٰھم بارک لنا فی شامنا اللّٰھم بارک لنا فی یمننا قالوا یارسول اللّٰہ و فی نجدنا، قال اللّٰھم بارک لنا فی شامنا اللّٰھم بارک لنا فی یمننا قالوا یارسول اللّٰہ و فی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ ھناک الزلازل و الفتن وبھا یطلع قرن الشیطان۔

(رواہ البخاری) (مشکوٰۃ مترجم ص ۲۸۳ جلد ۳ طبع لاہور)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ اے اللہ! ہمارے شام میں برکت ڈال دے۔ اے اللہ! ہمارے یمن میں برکت ڈال۔ صحابہ نے کہا۔ اے اللہ کے رسول اور ہمارے نجد میں بھی۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ! ہمارے شام اور یمن میں برکت ڈال۔ صحابہ نے کہا اور نجد کے لیے بھی دعا فرمائیے۔ میرا خیال ہے آپ نے تیسری بار فرمایا۔ اس جگہ زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔

○ — امیر محمد بن اسماعیل یمنی صنعانی المتوفی ۱۱۹۹ھ / ۱۷۶۸ء لکھتے ہیں:۔

"سلامی علیٰ نجدٍ و مَن حلَّ بالنَّجد"

نجد پر سلام ہو اور جو نجد میں آ جائے اس پر بھی سلام ہو۔

(محمد بن عبدالوہاب از مسعود عالم ندوی، طبع لائل پور، ص ۳۷)

III

میں وہابی سے سُنّی کیسے ہوا؟ اور کیوں ہوا؟

میری کہانی میری زبانی

میں وہابی سے سنی کیسے ہوا؟ اور کیوں ہوا؟

قاری محمد جاوید اقبال نقشبندی جماعتی سابقہ غیر مقلد خطیب جامع مسجد غازی گل روڈ حمید کالونی گوجرانوالہ میں 1953ء 17 اپریل بروز بدھ بوقت صبح 15 : 4 بجے بمقام ٹھٹھیار انوالی تھانے والا بازار سیالکوٹی دروازہ مکان نمبر 1114 گوجرانوالہ میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم اول سے چہارم تک گورنمنٹ پرائمری سکول نمبر 1 شیرانوالہ باغ سے حاصل کی۔

1962ء ۔ 17 جنوری کو وجہ جگہ کم ہونے کی بناء پر منڈی کاموکی محلہ دھوپ سڑی نئی آبادی میں رہائش پذیر ہوئے۔ گورنمنٹ پرائمری سکول نمبر 4 کاموکی سے پرائمری پاس کی۔ بعد ازاں گورنمنٹ ہائی سکول کاموکی میں چھٹی سے لیکر میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ 1967ء میں گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ میں داخلہ لیا اور 1969ء کو ایف۔اے کیا۔ بعد ازاں میرا ذہن دینی تعلیم حاصل کرنے کی طرف مائل ہوا۔ ابتدائی دینی تعلیم یعنی قرآن مجید 1970ء سے لے کر 1974ء ناظرہ ترجمہ کیا۔ معلم حضرت مولانا سید عبدالغنی شاہ تھے۔ جو کہ خطیب جامع مرکزی مسجد اہل حدیث کاموکی میں خطیب تھے۔ اس وقت اراکین مسجد شیخ شاکر صدر۔ جنرل سیکرٹری شیخ محمد بشیر آڑھتی۔ شیخ فضل دین عرف بھجا۔ حکیم قمر الدین۔ غلام محمد لودھی اور دیگر اراکین تھے۔ سید عبدالغنی شاہ صاحب کے ہاں اولاد نہیں تھی۔ اسی بناء پر جناب شاہ صاحب نے مجھے میرے دادا محترم سے مانگا۔ اس لئے کہ میں اس کو عالم بناؤں گا۔ میرے بعد میری جگہ پر خطیب ہوگا۔ والدِ محترم مان گئے۔ 1979ء کو جناب شاہ کا انتقال ہو گیا۔ بعد ازاں 1980ء تک میں جامع مرکزی مسجد اہلحدیث کاموکی کا خطیب رہا۔ عرصہ چھ ماہ خطابت کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ میں کسی جامع میں داخلہ لے کر احادیث کی تعلیم بھی

حاصل کروں۔ ۱۹۸۰ء۔ 24 اکتوبر کو جامعہ سلفیہ فیصل آباد زیر نگرانی
عبید الرحمن مدنی داخلہ لیا۔ جب میں نے جامعہ سلفیہ میں داخلہ لیا۔ اس وقت
میرے ساتھ خاص طور پر جو تعلیم حاصل کرنے والے تھے وہ نام تحریر کرتا ہوں۔
مولانا محمد منشاء۔ مولانا محمد مسلم۔ مولانا منظور احمد۔ مولانا شفیق الرحمان۔ مولانا
عتیق الرحمان۔ مولانا عبداللہ امرتسری۔ مولانا جاوید کلے زئی۔ مولانا عبدالغفور
بہاولپور وغیرہ تھے۔

1983ء کو دورہ حدیث کرنے کے بعد پھر دوبارہ مرکزی جامعہ مسجد اہل حدیث
خطیب مقرر ہوا۔ میں نے انتظامیہ سے کہا کہ میرے مد مقابل مولانا محمد اکرم
رضوی خطیب جامع مسجد فیض مدینہ میں خطیب ہے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ
رضوی کے مقابلہ کے لئے کسی عالم جو کہ فارغ التحصیل ہو اسے لانا چاہیے۔
صلاح مشورہ کے بعد میں اور شیخ شاکر۔ شیخ عمر آزحق حکیم قمر الدین موضع
نجانوالی سادھوکی ضلع گوجرانوالہ جامعہ میں پہنچے۔ وہاں مولانا حبیب الرحمان
رحمانی کو لایا گیا۔ چند ہی دن ہوئے تھے مولانا کو آئے ہوئے تو والد محترم کے حکم
سے مولانا کے پاس رہنا شروع کیا۔ کتابوں کا مطالعہ بھی کرتا رہا اور پروگراموں پر
جاتا رہا۔ تقریباً 3 ماہ بعد کسی سے مولانا صاحب نے سن لیا کہ رحمانی تو قوم کمہار
ہے۔ مجھے کہنے لگے کہ کیا کیا جائے کیونکہ میں ذات کا کمبوہ ہوں تو کیا کروں میں نے
کہا مولانا آپ اپنا تخلص تبدیل کرلیں۔ بعد یزدانی لقب رکھا گیا۔ یزدانی کے
آنے کے بعد میں اپنی محلہ نئی آبادی دھوپ سڑی کاموںکی کی جامعہ مسجد مبارک
اہل حدیث المعروف ناہلیاں والی میں خطیب مقرر ہوا۔ وہ اس لئے کہ کیونکہ
ہماری رہائش بھی جامعہ مسجد مبارک اہل حدیث کی ساتھ والی گلی میں تھی۔ اس
طرح وقت گزرتا گیا۔ 6 مارچ 1984ء کو ایک کانفرنس بسلسلہ سیرت النبی
ﷺ موضع 5 چک سیکھانوالہ ضلع وہاڑی میں منعقد ہوئی۔ جس میں خطابات

کے لئے یزدانی صاحب کا نام اور میرا نام نمایاں تھے۔ دوران سفر میں نے یزدانی
سے کہا اس علاقہ کے لوگ زیادہ پیر پرست ہیں۔ مہربانی فرماکر پیروں کے متعلق
کچھ نہ کہنا۔ قصہ مختصر کہ حاصل پور کے علاقہ میں پیر رنگیلا شاہ صاحب کا دربار تھا
اور ہے۔ یزدانی نے دوران خطاب کچھ ایسے الفاظ پیر رنگیلا شاہ صاحب کے
متعلق کہے جو کہ برداشت سے باہر تھے۔ پھر کیا تھا۔ اس چک کا نمبردار چوہدری
فتح محمد ڈوگرہ پیر رنگیلا شاہ صاحب کا مرید تھا۔ وہاں پر جھگڑا شروع ہو گیا۔ نمبردار
کے لڑکے نے یزدانی کے سر پر لاٹھی مارنا چاہی تو میں نے دیکھتے ہی بایاں بازو یزدانی
کے سر کے قریب کیا جسکی وجہ سے میرے بائیں بازو کی کلائی ٹوٹ گئی جو کہ زندہ
ثبوت ہے۔ اور ہمیں 3 دن تک زیر حراست ایک کمرہ میں رکھا گیا۔ نمبردار اثر
رسوخ والا آدمی تھا۔ اس لئے پولیس والوں نے مزاحمت نہ کی۔ جس کمرے میں
بند تھے۔ وہاں ہی کھانا پینا وہیں پر پیشاب پاخانہ۔ کیا لکھوں قلم لکھنے سے قاصر ہے۔
وہ الفاظ نہیں لکھ سکتا جو کچھ سننے میں آیا۔ تفصیل لکھنے سے قاصر ہوں۔ بہر کیف
مختصر عرض ہے کہ 3 دن کے بعد میں نے کمرہ کے اندر ہی سے نمبردار کی منت
سماجت کی اس نے کہا کہ پہلے میرے پیر کی تعریف اور کوئی کرامت سناؤ پھر جان
چھوٹے گی۔ میں نے کہا کہ جناب نمبردار صاحب میرے تو بازو کی کلائی بھی ٹوٹ
چکی ہے۔ مہربانی فرماکر مرہم پٹی تو کروا دیں۔ میں نے نمبردار کو اس کے پیر کا
واسطہ دیا۔ تب جاکر اس نے مجھے باہر نکالا اور پٹی وغیرہ کی۔ میں نے سوچا کہ اب
موقع ہے۔ کوئی بریلوی پیر کی کرامت نمبردار کو سناؤ شاید جان بچ جائے۔ مختصراً
میں نے دو تین بریلویوں کے پیروں کی کرامتیں پڑھی تھیں جو کہ ذہن میں تھیں۔
ایک پیر مہر علی شاہ صاحب۔ دوسری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی۔ بعد میں
جس طرح آزادی ملی۔ لمبی تفصیل ہے۔ (کبھی موقع ملا تو تفصیل کے ساتھ عرض
کرونگا۔) راستہ میں میں نے یزدانی سے کہا۔ یہ بتاؤ کہ اب کاموںکی واپس جا کر

لوگوں کو کیا جواب دینا کہ اتنے دن کہاں رہے؟ کہنے لگا کہ کہہ دینا کہ دوسری جگہ کے پروگرام تھے وہاں پر چلے گئے تھے۔ جھوٹ نمبر 1۔ پھر میں نے کہا اگر لوگوں نے سوال کیا کہ تمہارا بازو کیسے ٹوٹا؟ تو کیا جواب دونگا۔ کہنے لگا کہ کہہ دینا کہ کیلے کے چھلکے سے پھسل گیا تھا۔ دوسرا جھوٹ۔ پھر میں نے کہا کہ یہ جو گاڑی جس کا نمبر LHM / 1960 ہے اس کے شیشوں اور سکرین کے متعلق سوال ہوا تو پھر کیا جواب دوں؟ کہنے لگا کہ کہہ دینا کہ بریلویوں نے گاڑی پر آتی دفعہ پتھراؤ کر دیا تھا۔ تیسرا جھوٹ۔ مختصرا واپس کاموکی آئے تمام رام کہانی سنائی گئی لیکن مسجد کی انتظامیہ مشکوک نظروں سے میری رام کہانی سن رہی تھی۔ آخر 4 دن کے بعد والد محترم نے پوچھا تو میں نے تمام کچھ کہہ دیا جو جو ہمارے ساتھ ہوا تھا۔ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے یزدانی کا ساتھ چھوڑ دیا۔ والد محترم کے حکم کے مطابق میں شیخوپورہ چلا گیا اور حافظ عبداللہ شیخوپوری کے ساتھ جانا شروع کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد حافظ صاحب کی جب داڑھی کاٹی گئی جو کہ شیعوں نے نہیں کاٹی۔ معاملہ کچھ اور تھا۔ لکھ نہیں سکتا۔ (کبھی حاضری پر) سناؤں گا۔ جلسہ کے واپسی پر میں نے حافظ صاحب سے کہا کہ شیخوپورہ والوں نے اگر سوال کر دیا اور کریں گے ضرور تو کیا جواب دوں۔ حافظ صاحب کہنے لگے کہ کہہ دینا کہ شیعوں نے کاٹی ہے۔ یہ بھی جھوٹ تھا۔ میں سوچنے لگا۔ ایک طرف تو ہم اپنے آپ کو موحد کہلاتے ہیں۔ دوسری طرف میرے علماء جھوٹ بولنے کی تعلیم دیتے ہیں میں سوچ میں پڑ گیا۔ چند دنوں کے بعد داڑھی والا معاملہ بھی کھل گیا۔ میں پھر واپس کاموکی آ گیا۔ دوبارہ یزدانی سے صلح ہونے کے بعد آمد و رفت کے سلسلہ شروع ہو گیا۔ 17 اپریل 1986ء بروز بدھ جامع مسجد اہل حدیث ہیڈ مرالہ والا تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں ایک جلسہ عام بسلسلہ سیرت النبی ﷺ منعقد ہوا۔ جس میں خطابات کے لئے مولانا حبیب الرحمان یزدانی، حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری، مولانا

محمد حیات ڈسکہ، مولانا عبداللہ شاہد سیالکوٹ، مولانا رفیق سلفی راہوالی، مولانا محمد حسین صاحب شیخوپوری، مولانا نذیر سبحانی شاعر، مولانا محمد رفیق مدنی، حافظ عبدالقادر روپڑی اس جلسہ کی نقابت میرے ذمہ تھی۔ دوران تقریر حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری نے معراج مصطفیٰ ﷺ بیان کرتے کرتے یہ کہا کہ معراج کی رات اللہ کے پاک پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے انبیاء کو نماز پڑھائی۔ میرے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ ایک طرف ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ نبی ولی مر کر مٹی ہو چکے ہیں۔ دوسری طرف ہمارے مناظر صاحب کہہ رہے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے انبیاء کو نماز پڑھائی۔ دوسرا سوال یہ پیدا ہوا کہ نبی پاک ﷺ نے نماز پڑھائی۔ کون کون سی آیات قرآن مجید کی پڑھیں اور پیچھے انبیاء علیہ السلام نے کیا پڑھا۔ تیسرا سوال یہ پیدا ہوا کہ معراج کی رات جو اللہ تعالیٰ نے 50 نمازیں فرض کی تھیں۔ 50 میں سے پانچ کروانے میں جو حائل ہوتے ہیں جن کا نام حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے۔ پیچھے آسمان پر روح تھی یا کہ خود موسیٰ علیہ السلام معہ جسم موجود تھے۔ یہ تینوں سوال تھے۔ اس کانفرنس میں میں نے تین رقعے لکھ کر دیئے۔ لیکن جواب نہ مل سکا۔ بہر کیف مناظر کی تقریر کا وقت ہوا۔ اس جلسہ کی نقابت میرے ذمہ تھی۔ بعد میں دوسرے مقرر کی باری تھی میں نے مقرر کا نام لینے سے پہلے ان تینوں سوالوں کو دہرایا اس لئے کہ بعد میں آنے والا مقرر ان تینوں سوالوں کے جواب سے عوام الناس کو مستفیض کرا سکے۔ جلسہ انتشار کی نظر ہوا۔ تفصیل لکھنے سے قاصر ہوں۔ (کبھی خدمت کا موقع ملا تو تمام واقعات سے روشناس کراؤں گا) بہر کیف واپسی پر جو کچھ میرے ساتھ ہوا سو ہوا لیکن پھر مناظرین کے چہروں کے رنگ تبدیل ہو چکے تھے۔ وقت گزرتا گیا۔ بعد ازاں قلعہ چھمن سنگھ والی کانفرنس کا وقت آ گیا۔ بندہ ناچیز بھی اس کانفرنس میں موجود تھا۔ کیا تھا کہ اللہ

تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں نے ثناخوان مصطفیٰ بنا تھا۔واقعہ اس طرح ہے۔
علامہ احسان الٰہی ظہیر کے بھائی ڈاکٹر فضل الٰہی ظہیر ہم دونوں چائے پینے کے لیے
کینٹین پر پہنچے ہی تھے کہ بعد میں دھماکہ ہوا جس میں اہل حدیث کے جید علماء
موت کی بھینٹ چڑھ گئے جن میں حبیب الرحمان یزدانی اور احسان الٰہی ظہیر
قابل ذکر ہیں۔بعد ازاں وقت گزرتا گیا پھر جامعہ مسجد مرکزی اہل حدیث
کاموکی منڈی میں حبیب الرحمان یزدانی کی جگہ حنیف ربانی جو کہ میری جامعہ
مسجد مبارک اہل حدیث میں بچوں کو ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم دیتا تھا۔ اسے
خطیب مقرر کردیاگیا۔24 جولائی 1987ء کو بروز اتوار جامع مسجد محمدیہ اہلحدیث
محلہ فیصل آباد گوجرانوالہ میں یاد شہداء کے اہل حدیث کانفرنس منعقد ہوئی جس
میں مولانا شمشاد احمد سلفی۔ مولانا معین الدین لکھوی ۔ مولانا حافظ عبد اللہ
شیخوپوری ۔ مولانا محمد حسین شیخوپوری۔ مولانا رفیق سلفی ۔ مولانا شہباز سلفی۔
شفیق پسروری۔ مولانا محمد اعظم ۔ حافظ عبدالقادر روپڑی قابل ذکر ہیں۔میں نے
وہاں پر بھی سوالات دہرائے۔جوابوں سے مطلع نہ کیاگیا۔ بلکہ جھڑک دیکر بٹھا دیا
گیا۔میں کب باز آنے والا تھا۔جلسہ کے اختتام پر میں نے حافظ عبداللہ
شیخوپوری سے پھر سوال کیا۔ لیکن یہ کہہ کر ٹال دیاگیا۔ یہ کوئی خاص مسائل نہیں
ہیں ۔جس پر تم بضد ہو۔کوئی اور بات کریں۔لیکن میرا ذہن مطمئن نہیں تھا۔
دل میں طرح طرح کے خیالات آتے تھے۔ دل پریشان تھا۔آخر کس کے پاس
جاؤں کس سے مسائل حل کرواؤں اس دوران کچھ کتب کا مطالعہ کیاجو قابل
ذکر ہیں۔

نمبر ۱:- صراط مستقیم مصنف مولانا اسماعیل دہلوی جس میں لکھاہے کہ نماز میں
عورت کی گانے اور گدھے کاخیال آجائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔نبی ﷺ کا
خیال آجائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

نمبر2 :- کتاب الوسیلہ۔ مصنف ابن تیمیہ۔ اس میں تحریر ہے کہ بعض اوقات
شیطان انسانی شکل میں آکر کہتا ہے کہ میں موسیٰ، عیسیٰ، خضر حتیٰ کہ محمد ہوں۔
دوسری جگہ پر تحریر ہے (لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)
بعض اوقات جو کہ قبور سے آوازیں آتی ہیں وہ شیطین کی آوازیں ہوتی ہیں۔
چاہے کہ کسی ولی غوث قطب یا نبی کی قبر ہو۔لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم
نمبر3 :- تقویۃ الایمان۔ مصنف اسماعیل دہلوی۔اس میں اسماعیل دہلوی نے توحید
ہی توڑ دی کسی جگہ پر لکھاہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مانو۔نبی کے چاہنے سے کچھ
نہیں ہوتا۔خدا چاہے تو کروڑوں محمد پیدا کردے نبی ولی خدا کے آگے چمار سے
زیادہ ذلیل ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ نبی مر کر مٹی ہوچکے ہیں۔اس میں تحریر ہے
ولی کو ماننے والا مشرک ہے۔
نمبر4 :- کتاب التوحید۔ مصنف عبدالوہاب نجدی ۔انبیاء کلہ کی فضیلت نہیں
جانتے۔
نمبر5 :- تحفۃ الوہابیہ۔اس میں تو کمال کو ہاتھ لگادیا۔ دوسری کتب کا بھی مطالعہ کیا گیا
جس میں خاص قسم کی کتاب جس کا نام نزل الابرار فی فقہ النبی المختار ۔ مصنف
وحید الزمان۔
ان کے علاوہ کئی اور کتابیں نجدیوں کی نظر گزریں تفصیل درکار نہیں ہے۔کتب کا
نام ذکر کر رہا۔ اب چند کتب دیوبندیوں کی بھی نظر گزریں اشارہ تحریر ہے۔
نمبر1 :- تحذیر الناس۔ مصنف قاسم نانوتوی۔ جس میں ختم نبوت سے انکاری ہے۔
امتی عمل میں نبی سے بڑھ جاتا ہے۔
نمبر2 :- براہین قاطعہ ۔ مصنف مولانا خلیل احمد انبیٹھوی۔ جس میں تحریر ہے۔
میلاد منانا ہندوؤں کی رسم ہے۔ 12 ربیع الاول ہندو کھیاکی ولادت کے دن ہے۔
اس کتاب میں تحریر ہے کہ نبی کو اردو بولنا مدرسہ دیوبند سے آیا۔

نمبر3:- رسالہ الامداد۔ مولانا اشرف علی تھانوی ۔اس میں تحریر ہے کہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ

درود شریف۔ اللھم صل علی سیدنا مولانا اشرف علی

نمبر4:- حفظ الایمان ۔ مصنف اشرف علی تھانوی۔اس میں تحریر ہے کہ جتنا علم نبی کو ہے اتنا کسی پاگل دیوانے حیوانات کو بھی ہے۔

نمبر5:- رشید ابن رشید۔ مصنف (محمد دین مت)۔ جس میں یزید کو حق پر امام حسین کو باغی قرار دیا گیا ہے۔یزید کو جنتی اور " لکھا گیا ہے۔

نمبر6:- فتاویٰ رشیدیہ مصنف رشید احمد گنگوہی۔ قابل دید ہے۔ کس کس کتاب کا حوالہ اور کونسی کونسی کتب کے نام تحریر کروں۔

ان چند کتب کی کفریہ عبارات پڑھ کر دل بہت بیزار ہوا۔ یزدانی کے مرنے کے بعد ہم معہ اہل خانہ دوبارہ گوجرانوالہ محلہ کنگ آباد میں رہائش پذیر ہوئے اور وہاں پر جامع مسجد قبا اہل حدیث جس کا متولی مولانا شہباز احمد سلفی ہے۔اس مسجد میں خطیب مقرر ہوا۔ چند ماہ خلافت کے بعد مجھ پر اہل تشیع نے چھریوں سے حملہ کیا ۔ جس پر شہباز احمد سلفی۔ محمد یوسف اجرار ۔ مولانا محمد اعظم۔ مولانا حبیب الرحمان اپنی جنرل سیکرٹری جامعہ محمدیہ اہل حدیث چوک نیائیں مجھے کمشنر ہاؤس زخمی حالت میں لیکر گئے اور مقدمہ درج ہوا۔ کچھ ہی ماہ بعد اہل حدیثوں اور سنیوں میں مناظرہ اختیار مصطفی ﷺ ہونا قرار پایا۔ کاچھو پورہ لاہور جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث اور جامعہ مسجد غوثیہ رضویہ جگہ مقرر کی گئی ۔ اہل حدیثوں کی طرف سے حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری ، حافظ عبدالقادر روپڑی ، مولانا شمشاد احمد سلفی، محمد حنیف ربانی روپڑی صاحب صدر مناظر تھے۔

سنیوں کی طرف سے علامہ عبدالتواب صدیقی اور دوسرے علماء تھے۔ میں اس مناظرہ میں اہلحدیث معاون تھا میں نے سوچا کہ میرے ذہن میں جو مسائل کے بارے

میں خلش ہے وہ دور ہو جائے گی۔ جمعرات کا دن تھا ۔1987ء۔ 22 دسمبر تاریخ تھی۔ میں نے مناظرہ شروع ہونے سے پہلے جو سوالات شروع میں تحریر کیے ہیں۔ مولانا رفیق سلفی سے پوچھے۔ انہوں نے دوسری طرف رخ کیا۔ قصہ مختصر جواب ندارد۔ آخر کار میں نے ہمت کر کے سنیوں کے سٹیج پر پہنچ گیا۔ علامہ عبدالتواب صدیقی سے سوالات کا پرچہ آگے رکھا۔ تو انہوں نے سترہ احادیث مبارکہ حیات الانبیاء کی لکھ کر دیں۔ اور مجھ سے کہا کہ جاؤ اپنے مناظرین سے ان احادیث کے متعلق پوچھو۔ آیا یہ احادیث صحاح ستہ میں موجود ہیں یا کہ نہیں۔ صحیح ہیں یا کہ ضعیف ہیں۔ میں وہ پرچہ لے کر اپنے مناظرین کے پاس آیا اور حافظ عبداللہ شیخوپوری سے پوچھا کہ احادیث کہاں پر ہیں؟ ضعیف ہیں یا کہ صحیح ہیں؟ تو جواب ملا ان میں تین احادیث صحیح ہیں باقی تمام ضعیف ہیں۔ تو میں نے کہا کہ اگر تین حدیثوں پر بھی ہمارا ایمان ہو تو معلوم ہوا کہ انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ لہذا ہمارا عقیدہ من گھڑت ہے ۔ گستاخ عقیدہ ہے۔ لعنت ہے ایسے عقیدے پر جس میں انبیاء کی توہین ہو۔ میں ایسے برے گندے اور گستاخ عقیدہ سے توبہ کرتا ہوں۔ اتنی باتیں کر کے جب میں سنیوں کے سٹیج پر پہنچا تو علامہ عبدالتواب صدیقی صاحب نے اعلان کیا کہ سنیوں تم کو مبارک ہو۔ تم نے مناظرہ جیت لیا ہے۔ لوگوں نے کہا علامہ صاحب کیسے؟ تو صدیقی صاحب نے کہا یہ قاری محمد جاوید اقبال گستاخ گندے عقیدہ سے تائب ہو کر مسلک حقہ اہل سنت میں آ چکے ہیں۔ پھر کیا تھا۔ وہابیوں نجدیوں کی تو نانی اماں مر گئی۔ اور سنیوں کے سٹیج سے نعرہ تکبیر نعرہ رسالت۔ نعرہ غوثیہ مسلک حق اہلسنت و جماعت زندہ باد کے نعروں سے فضا گونجنے لگی۔ وہاں سے پھر جلوس کی شکل میں داتا دربار حاضری ہوئی۔ دربار شریف میں پہلی دفعہ حاضری تھی ۔ داتا سرکار کی قدم بوسی کے بعد علامہ عبدالتواب صدیقی صاحب کہنے لگے کہ قاری صاحب شان اولیاء بیان کریں اور

اپنا تائب ہونے کا واقعہ مختصر لفظوں میں بیان کریں۔ نجدی عقیدہ سے تائب
ہونے کی وجہ تو بیان کر سکتا تھا۔ اولیاء کی شان کیسے بیان کرتا۔ کیا معلوم تھا کہ
ولیوں کی شان کیا ہوتی ہے۔ صدیقی صاحب نے مجھے پانی دیا کہ قاری صاحب یہ
داتا سرکار کی سبیل کا پانی ہے پی لیں۔ وہ پانی کا کیا۔ جیسے جیسے پانی پیتا رہا دل میں
نورانیت پیدا ہوتی رہی۔ پھر کیا تھا میں نے تقریباً ایک گھنٹہ پچیس منٹ (1 : 25)
تک شان اولیاء بیان کی۔ تمام رات مبارکبادیاں لیتے گزر گی۔ جب صبح ہوئی تو
میری دنیا بدل چکی تھی۔ پہلے گستاخ اولیاء، گستاخ صحابہ اور گستاخ انبیاء تھا۔ اب تو
میں اولیاء کے در کا گداگر اور ثناخوانِ مصطفیٰ تھا۔ دوسری طرف میرے اہل خانہ
کو معلوم ہوا کہ وہ سنی بریلوی ہو چکا ہے۔ پھر کیا تھا تلاش شروع کر دی گی۔ چند
دنوں کے بعد والد محترم کی ملاقات داتا سرکار پہ ہو گئی۔ تشدد کیا گیا لوگوں نے
چھڑا دیا۔ اور کہا گیا آج سے میں تم کو جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ سے عاق کرتا
ہوں۔ لیکن میں حضرت بلال حبشی کی سنت پر شیدا تھا۔ جائیداد چھوڑی تشدد
برداشت کیا۔ آخرکار میرے خاندان کے ہاتھ ایک ہی راستہ باقی تھا۔ وہ میرے
بیوی بچوں کا معاملہ تھا۔ کچھ دن گزرے ہوں گے کہ دوبارہ دربار شریف پر ہی
ملاقات ہو گئی۔ اس وقت والد محترم اکیلے تھے۔ ساتھ میرا چچا زاد بھائی محمد ایوب
اور چھوٹا بھائی نوید اقبال اور خالہ زاد بھائی ثناء اللہ تھے مجھے زد و کوب کرتے
ہوئے سسرال والوں کے گھر جن کی رہائش سانده خورد لاہور چوہان روڈ پر تھی۔
وہاں لے گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے تمام رشتہ دار اکٹھے ہو گئے۔ باتیں ہوتی
رہیں۔ آخرکار میرے سسر نے کہا کہ برخوردار تم مشرک ہو گئے ہو۔ اب تمہارا
ہمارا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ اس لئے میری لڑکی کو طلاق دے دو۔ میں نے کہا کہ
اپنی بیوی سے پوچھ لوں لیکن وہ بھی کہنے لگی کہ یہ عقیدہ مشرکانہ اور بدعتیوں کا
عقیدہ ہے۔ اس طرح تمہارا میرا گزارہ نہیں ہو سکتا۔ جو میرے ابا جان کہتے ہیں

مجھے فیصلہ منظور ہے۔ آخرکار میں نے کاغذ تحریر تین طلاقیں یک مشت دے
دیں۔ اور کمرہ سے باہر آکر میں نے وہ کاغذ اپنے والد محترم کے آگے کر دیا۔ جب
والد محترم نے تحریر پڑھی تو تمام پریشان ہو گئے۔ اور کہنے لگے ہم تو تم کو ڈرانے
کے لیے کر رہے تھے۔ یہ تم نے کیا کیا۔ میں نے جواب دیا۔ اب یہ میرے نکاح
میں نہیں ہے۔ حنفی عقیدہ میں تین طلاقیں یک مشت ہو جاتی ہیں۔ میں اب نجدی
نہیں ہوں جس میں ستر بار بھی کہہ لیں تو ایک طلاق مانی جاتی ہے۔ بعد ازاں اہل
خانہ نے مجھے زد و کوب کیا۔ اور بچوں کو چھوڑنے کے لئے بھی کہہ دیا۔ میری
ایک لڑکی اور ایک لڑکا ہے۔ لڑکی کا نام شاہدہ پروین اور لڑکے کا نام شہزاد جاوید ہے۔
لڑکا خدا کی طرف سے ہی پیدائشی معذور پیدا ہوا۔ اور لڑکی ٹھیک ہے۔ میں نے
سوچا کہ خدا کو معلوم کہاں کہاں پر رہنا ہے اور کیا کیا مصیبتیں جھیلنی ہیں۔ میں
تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے ناموسِ رسالت کی خاطر بچے بھی قربان
کر دیے۔ پھر کیا تھا میں ہر طرح سے آزاد ہو چکا تھا۔ جاتی دفعہ میں نے اپنے
خاندان والوں سے کہا۔ اب ہر جگہ ہر گھڑی تمہارا میرا آمنا سامنا ہوتا رہے گا۔
اور تمہارے گندے عقیدے کو کھول کھول کر بیان کروں گا۔ گلی گلی کوچہ کوچہ
قریہ قریہ یا رسول اللہ کے نعرے لگاؤں گا۔ بعد ازاں میں داتا سرکار رات کو
حاضری دی۔ تمام رات نفل اور قرآن مجید پڑھتے پڑھتے گزری۔ رات کے کچھ
حصہ میں میری آنکھ لگ گئی اور سفید ریش داڑھی دراز قد نورانی چہرہ والے
بزرگ نمودار ہوئے۔ اور میری کمر پر ہاتھ پھیرا اور کہنے لگے بیٹا گھبرانا نہیں۔
خدا اور خدا کا رسول ﷺ تمہارے ساتھ ہیں۔ ولیوں کا تم پر ہاتھ ہے۔ اتنی
ہی بات ہوئی تھی کہ آنکھ کھل گئی۔ میرے دل اور ذہن میں جو جو پریشانیاں
تھیں تمام دور ہو گئیں۔ 1988ء۔ 14 اکتوبر کو میرے خاندان والوں نے مجھے
قتل کروانے کا منصوبہ بنایا ہے قتل کا معاوضہ پچاس ہزار روپیہ دینا مقرر ہوا۔

قاتل کو نصف رقم پہلے ادا کی گئی اور نصف قتل کے بعد دینی قرار پائی۔ (واقعہ تفصیل سے لکھنے سے قاصر ہوں۔ کبھی موقعہ ملا تو تفصیل کے ساتھ عرض کروں گا)۔ بعدازاں تبلیغ کا سلسلہ شروع ہوا۔ پھر کیا تھا۔ جہاں جہاں پر غیر مقلدین کے جلسے ہوتے تھے۔ سنی علماء مجھے بھی خدمت کا موقع دیتے رہے۔ اور وہاں وہاں پر جا کر مسلک حقہ کی حقانیت پیش کرتا رہا۔ اور کر رہا ہوں۔ اور نبی پاک ﷺ کی ثناخوانی کرتا رہا اور کر رہا ہوں۔ نجدی پلید عقیدے کی سرکوبی کرتا ہوں اور کر رہا ہوں اور کرتا رہوں گا۔

کچھ واقعات سابقہ غیر مقلدین میں ہوتے ہوئے ایسے بھی پیش آئے جن کو تحریری طور پر لکھنے سے قاصر ہوں۔ (کبھی خدمت کا موقع ملا تو تفصیل کے ساتھ حوالہ عرض کروں گا) مثال کے طور پر مولانا محمد حسین شیخوپوری کی ٹانگیں ٹوٹنے کا واقعہ۔ حبیب الرحمان یزدانی پر چھریاں چلنے کا واقعہ۔ حبیب الرحمان یزدانی کے لڑکے انعام الرحمان کے مرنے کا واقعہ۔ اکرم رضوی کے خلاف جھوٹی گواہی دینے کا واقعہ اور جیل جانے کا واقعہ۔ نارو وال سے واپسی پر حافظ عبداللہ شیخوپوری کی پٹائی کا واقعہ۔ حافظ عبداللہ شیخوپوری کا عدالت میں جھوٹا قرآن اٹھانے کا واقعہ۔ ڈیرہ نواب شاہ میں کتابیں چھوڑ کر بھاگنے کا واقعہ۔ حافظ عبدالقادر روپڑی کی لڑکی کا نکاح امام کعبہ عبداللہ ابن سبیل کا واقعہ۔ عبدالغفور مدنی جہلمی کا سات لڑکیوں کو تعلیم کا جھانسہ دے کر عرب امارات کے امراء سے نکاح کا واقعہ۔ حافظ عبداللہ شیخوپوری کی داڑھی کٹ جانے کا واقعہ وغیرہ وغیرہ۔ اس کے علاوہ کئی واقعات ہیں جو کہ تحریر نہیں کئے جا سکتے۔ اب آخر میں جن جن اساتذہ کرام سے غیر مقلد ہوتے ہوئے قرآن مجید۔ تفاسیر اور احادیث کی تعلیم حاصل کی۔ ان کے نام درج کرتا ہوں۔ 1: سید عبدالغنی شاہ خطیب جامع مسجد مرکزی اہلحدیث منڈی کاموگی جن سے قرآن مجید ناظرہ اور ترجمہ پڑھا۔

2: مولانا عبدالرحمان مدنی مدینہ یونیورسٹی مہتمم جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے بخاری شریف ترجمہ تشریح۔

3: مولانا شفاعت اللہ گل مردان۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے مسلم شریف ترجمہ و تشریح

4: مولانا عبدالرحمان ملتانی جن سے فن خطابت سیکھا۔ مدرسہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد

5: مولانا رفیق احمد پسروری والد محترم رانا شفیق خاں پسروری جنہوں نے جامعہ سلفیہ میں ٹیسٹ وغیرہ لئے

6: مولانا محمد اعظم جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ سے دورہ حدیث کیا۔

جن مساجد اہل حدیث میں خطابت کی۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

نمبر1: مرکزی جامع مسجد اہل حدیث منڈی کاموگی ضلع گوجرانوالہ

نمبر2: جامعہ مسجد مبارک اہلحدیث نئی آبادی دھوپ سڑی کاموگی عرف ٹاہلیاں والی مسجد۔

نمبر3: جامعہ مسجد محمدیہ اہل حدیث دیہ سلطان کاموگی

نمبر4: جامعہ مسجد قبا اہل حدیث محلہ حسن آباد چنڈی بائی پاس گوجرانوالہ۔ یہ میری خطابت کی آخری مسجد تھی۔ جس کا متولی مولانا شہباز احمد سلفی گوجرانوالہ

یہ میری سابقہ نجدیت زندگی روئیداد تھی جو کہ میں نے قلم خود تحریر کی ہے۔

اس وقت میں جامع مسجد غازی اہلسنت و جماعت بریلوی گلی روڈ حمید کالونی میں مستقل خطابت سرانجام دے رہا ہوں۔ اور جامعہ حنفیان مدینہ کا بانی و مہتمم ہونے کی حیثیت سے بچوں کو قرآن مجید حفظ ناظرہ اور ترجمہ پڑھا رہا ہوں۔

جب سے ثناخوان مصطفی ﷺ بنا ہوں۔ یعنی جب سے مسلک حقہ کو اپنایا ہے۔ چہرے پر بھی نور ہے۔ دل کو سکون ہے۔ قرآن مجید پڑھنے کا بھی مزا آتا ہے۔

اب جبکہ قرآن مجید یا احادیث کو پڑھتا ہوں تو ایک ایک حرف میں شان مصطفیٰ اور فضیلت رسول ﷺ نظر آتی ہے۔

بندۂ ناچیز نے رات دن ایک کیا ہوا ہے۔ اپنے نجپال نبی کریم ﷺ کے ترانے سنا رہا ہوں۔ آخر میں وہابی نجدی کے گندے عقیدے سے تائب ہونے کا اشارتاً لکھ رہا ہوں۔

مجھے وہابی نجدی سے سنی بریلوی ہونے معجزہ مصطفیٰ ﷺ ہے۔

مسلک حقہ اہل سنت و جماعت وہ مسلک ہے جو سیدنا ابو بکر صدیق کا مسلک تھا۔ حضرت عمر فاروق کا مسلک تھا جو کہ حضرت عثمان ذوالنورین کا مسلک تھا جو کہ مولا علی شیر خدا حیدر کرار کا مسلک تھا۔ بلکہ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مسلک ہے۔ اس اثناء میں میری زبان سے یہ شعر بے ساختہ نکل جاتا ہے۔

قابل تھا نار کے جنت ہوئی نصیب

اس در کی حاضری سے میری قسمت بدل گئی

قاری محمد جاوید اقبال نقشبندی جماعتی خطیب جامعہ مسجد غازی گل روڈ حمید کالونی گوجرانوالہ

شہیدوں کے غائبانہ نماز جنازہ کے موقف کے خود ساختہ یعنی من گھڑت ہونے کے ٹھوس دلائل

اہل عقل و دین سے چند سوالات ؟

دوسرے مسائل میں جیسا کہ غیر مقلدین کا دارومدار تار عنکبوت (مکڑی کے جالے) کی طرح سو فیصد کمزور ترین ہے۔ بالکل ایسا ہی شہیدوں کے غائبانہ نماز جنازہ کا موقف من گھڑت ہے۔ نیچے لکھے ہوئے سوالات عوام الناس کو ان کے من گھڑت موقف سے آگاہ کرنے کے لیے پیش کیے جاتے ہیں۔ تاکہ عوام خود ہی اس من گھڑت موقف سے مسائل کی باریکیوں میں پڑے بغیر ہی آگاہ ہو سکیں۔

سوال نمبر ۱ : شہیدوں کا نماز جنازہ فرض عین، فرض کفایہ ، واجب ہے، سنت مؤکدہ ہے۔ یا نفل ہے۔ جواب کی دلیل قرآن پاک کی آیت یا حدیث صحیح مرفوعہ پیش کی جائے۔ چونکہ ، چنانچہ ، لہٰذا ، لیکن ، اگرچہ کا سہارا نہ لیا جائے۔ ؟

سوال نمبر ۲ : اگر نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں کسی شہید کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی ہو تو ثبوت پیش کریں۔ اس کے ثبوت میں ضعیف سے ضعیف حدیث بھی قبول کر لی جائے گی۔ ؟

سوال نمبر ۳ : بالاجماع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ تینوں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم شہید ہیں۔ ان کی کسی صحابی نے غائبانہ نماز جنازہ پڑھی یا پڑھائی۔ غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے والے ، پڑھانے والے اور جس علاقہ میں پڑھائی گئی وہ علاقہ بتائیں ؟

سوال نمبر ۴ : خلفائے راشدین کے دور میں شہید ہونے والے صحابہ کی تعداد ان گنت ہے۔ خلفائے راشدین میں سے جس جس خلیفہ نے جس شہید صحابی کی نماز جنازہ پڑھائی ہو وضاحت کریں ؟

سوال نمبر ۵ : نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کون کون سے صحابہ کرام کے غائبانہ نماز کی بذریعہ اشتہارات تشہیر کرائی۔ ان صحابہ کرام کے نام بتائیں۔ نیز یہ بھی بتائیں کہ شہداء کے غائبانہ نماز جنازہ کے اشتہار کا مسنون سائز اور رنگ کون سا تھا ؟

سوال نمبر ۶ : نبی کریم ﷺ نے شہداء کی غائبانہ نماز جنازہ کے لیے جتنے جلوسوں کی قیادت فرمائی۔ جلوسوں کی تعداد بتائیں ؟

سوال نمبر ۷ : پرچم نبوی میں کلمہ طیبہ اور تلوار کا ثبوت کس حدیث سے ثابت ہے۔ کتاب کا نام بتائیں۔ اگر کتب صحاح ستہ میں سے کوئی کتاب ہو تو بہتر ہو گا۔ ؟

خود ہی قتل کر کے شہید قرار دینے کا ثبوت

...ذیل اس خط کا عکس ہے جو مسلک اہل حدیث کے مایہ ناز
...ب مولینا عبدالحفیظ فیصل آبادی نے طالبان کے نام
...ھا ہے۔ کہ میرا بیٹا ضیاء الحفیظ غلطاً ذبح کردیا گیا
...سلام کے نام پر میرا اکچھ نکلا۔ مگر سفاک درندہ
...ظفر سعید مرکز الدعوۃ کے امیر نے قتل کروا
...یا۔ مجھے انصاف دلائیں۔ میں مظلوم ہوں۔

زندہ کو شہید قرار دینے کا ثبوت

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC CERTIFIED پاکستان کے ہر اردو اخبار سے زیادہ

THE DAILY JANG LAHORE

روزنامہ جنگ لاہور

شہید زندہ ہو گیا

سوال نمبر ۸: کچھ عرصہ سے مرید کے والہ میں جو غیر مقلدین کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے۔ کیا۔ نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین نے ایسا سالانہ اجتماع (حج کے علاوہ) کیا۔ مقام اور تاریخ متعین کریں۔ حدیث صحیحہ مرفوعہ سے جواب دیں۔؟

لشکر طیبہ کے قتل ہونیوالوں کو شہید قرار دینے کی دلیل پیش کریں؟

○ -- کشمیر کے عوام فروعی مسائل میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کرتے ہیں۔ سب کے سب حنفی اور اہل سنت وجماعت ہیں۔

○ -- بل شریف میں جو حضور اکرم ﷺ کا موئے (بال) مبارک ہے۔ اس کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں۔

ایسے افراد کو خود ساختہ اہلحدیث مشرک اور بدعتی سے تعبیر کرتے ہیں۔

مشرکین کی آزادی اور حفاظت کے لیے لڑی جانے والی لڑائی کو!

سوال نمبر ۹: جہاد اسلامی کہنا کس حدیث سے ثابت ہے؟

سوال نمبر ۱۰: مشرکوں کی حفاظت کرتے ہوئے جو لشکر طیبہ کے قتل ہونے والے نوجوان غیر شہید ہیں یا شہید؟ حدیث سے جواب دیں؟

سوال نمبر ۱۱: جو اپنے موقف کو حدیث سے ثابت نہ کرسکے وہ بدعتی ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۱۲: بدعتی کی سزا حدیث میں کیا آئی ہے؟

نصرت الحق :- برائے رابطہ

Nusratul haq@Yahoo.com

احمد رضا قادری رضوی سلطانپوری

الحمد للہ رب العالمین

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ